حصہ رابعہ

کشف الظلمات عن الآیات البینات

اس رسالہ میں آیات بینات کے اس حصہ فدک کا اجمالی جواب دیا جاتا ہے
جو مولوی مہدی علیخاں ملقب بہ محسن الملک سکریٹری کالج علیگڈھ نے اپنے
آخری حصہ عمر میں تصنیف کیا تھا اور اہل سنت کو اوس پر بڑا ناز تھا۔
اس حصہ میں بالخصوص یہ بحث ہے کہ فدک جناب سیدہ کو ہبہ میں ملا تھا
یا نہیں اور ابوبکر صاحب نے اس پر گواہیاں لیں یا نہیں۔ واللہ الموفق
للحق والصواب۔

فقیر مولف محمد حیدر عفی عنہ سنہ ۱۳۳۵ ہجری

در مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن طبع

صفحہ ۱۰۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد یہ چوتھا حصہ ہے کشف الظلمات کا جس میں آیات بینات کے اوس حصہ کا جواب لکھا جاتا ہے جو اونھوں نے بحث ہبہ فدک کے متعلق لکھا ہے اور در حقیقت بڑا زور لگایا ہے کہ اس واقعہ کو بالکل نیست و نابود کردیں مگر خدا وند عالم کی یہ قدرت کاملہ ہے کہ اس بحث کا بھی اون سے ایسا تار پود الگ کیا جس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے وہو علی کل شیئ قدیر۔ قال مصنف الآیات البینات

بحث متعلق ہبہ فدک

اس کے متعلق جو کچھ شیعوں کے اون بزرگوں نے لکھا ہو جنکا زمانہ ائمہ کرام کے قریب تھا وہ ہماری نظر سے نہیں گذرا مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ زیادہ مفصل نہ ہوگا ہمکو جہاں تک علم ہے سب سے اول کتاب جسمیں یہ بحث تفصیل سے بیان کی گئی ہو وہ شافی ہے۔ جسکو جناب سید مرتضے ملقب بعلم الہدے نے قاضی عبد الجبار کی کتاب مغنی کے جواب میں لکھا ہے یہ کتاب غالباً چوتھی صدی کے اخیر یا پانچویں صدی کے شروع میں تالیف ہوئی ہے اسلیئے کہ اوس کے مولف سنہ ۳۵۵ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ ۴۳۶ ہجری میں انتقال فرمایا سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں یہ کتاب ایران میں چھاپی گئی اور اوس کی یہ نسبت یہ لکھا گیا وھو کتاب لم یات بمثلہ احد من الانام فی سالف الشھور والاعوام ولا یاتون ابدا ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا لان اجدادہ الطاھرین کانوا لہ فی نصرتہ لھم ھادیا ومویدا ونصیرا

کہ یہ ایسی بے مثل کتاب ہے کہ جسکے مانند گذشتہ زمانے میں کوئی نہ لکھ سکا اور نہ آئندہ لکھ سکیگا اس لیئے کہ اسکے تصنیف میں ائمہ کرام اور مصنف کے اجداد کی تائید اور مدد بھی

اقول اس تحریر سے اس قدر تو ضرور معلوم ہوا کہ ابتدا ہر مناظرہ کی اہلسنت کیطرف سے ہوتی ہے کیونکہ خود لکھتے ہیں "جسکو جناب سید مرتضے ملقب بعلم الہدے نے قاضی عبدالجبار کی کتاب مغنی کے جواب میں لکھا ہے" جس سے معلوم ہوا کہ بانی اس مناظرہ کا عبدالجبار معتزلی ہے اور جناب علم الہدے اوسکے مجیب ہیں۔

کتب احادیث و تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فدک کا مطالبہ خواہ بحیثیت وراثت ہو خواہ بحیثیت ہبہ برابر جاری رہا چنانچہ زمانہ خلافت اول کے بعد خلیفہ دوم کے زمانہ تک یہ سلسلہ قائم رہا خلیفہ سوم نے جب مروان کو جاگیر میں دیدیا تو اوس وقت ان حضرات پر بالکل بے کسی کا عالم تھا جناب امیر پر چونکہ شرکت خون عثمان کا الزام قائم تھا اور آپ مجبور ہو کر مدینہ سے کوفہ میں تشریف لائے تھے اوس وقت بھی کوئی تذکرہ اسکا نہیں معلوم ہوتا معویہ نے تشیع کو جرم نا قابل معافی قرار دیا تھا کہ اگر کوئی کہدیتا کہ یہ شیعہ ہے تو وہ قتل ہوتا اوس وقت کا بھی کوئی تذکرہ اسکا نہیں ملتا یہاں تک کہ جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کربلا میں شہید کیئے گئے اور خلافت بنی امیہ پورے طور پر مسلم ہو گئی اور اسی حالت میں عبدالملک وغیرہ خلیفہ ہوے اوس وقت تک نہیں معلوم ہوتا کہ فدک کا تذکرہ کسی موقع پر آیا ہو کیونکہ اب تو ہر شخص کو اپنے جان کی فکر تھی اور اپنے ایمان کی کہ کیونکر بچتے ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز جب ۹۹ھ میں خلیفہ ہوا اور کچھ مظالم میں کمی ہوئی تو اس کی بھی بات نکلی اور اوس نے فدک کو حوالہ بنی فاطمہ کیا جس سے وہ آگ دب گئی ملاحظہ ہو فتح الباری جلد ۳ ص ۱۴۱ کشف الظلمات ص ۲۵۵ ج ۳۔

اس کے بعد پھر چھینا گیا اور مامون نے بعہد پھر ۲۱۰ھ میں واپس کیا یہاں تک کہ ۲۳۲ھ میں متوکل علی اللہ خلیفہ ہوا اور اوس نے پھر فدک چھین لیا ملاحظہ ہو کشف الظلمات ص ۲۵۶

عبدالملک کا آخری زمانہ تھا کہ مذہبی اختلافات پیدا ہوئے اور گفت و شنید کا دروازہ

بھلا ایک طرف خود مسلمانوں میں مختلف مذاہب ہو نیلگے دوسرے طرف غیر مذاہب کی بھرمار ہوئی جس کے جواب میں فریقین کے علما متوجہ ہوئے اور آخر متوکل نے خلافت پاکر مذہب اہلسنت کو رواج دیا اور اعتزال کا زور کم ہوا۔

اسی متوکل کیوقت سے خلافت عباسیہ کی کمزوری بھی شروع ہوئی اور جسقدر سلطنت کمزور ہوتی گئی اوسی قدر مخالفوں کی زیادتی ہونے لگی اور ہر شخص کو اوسکے رد اور جواب کی فکر ہوئی جس سے فدک کے متعلق کوئی خاص بحث و مباحثہ کا وجود نہیں معلوم ہوتا مگر یہ ضرور ہوکہ ہر قسم کا مباحثہ ہوتا رہا۔

قاضی عبد الجبار جن کی مغنی کا آپ نے تذکرہ کیا ہو وہ بغداد کے قاضی القضاۃ تھے جن کی علم و کمال کا شہرہ سن کر جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ جو جناب سید مرتضے علیہ الرحمہ کے استاد تھے اون کے دربار میں تشریف لے گئے جناب شیخ اگرچہ مجتہد شیعہ مشہور تھے مگر قاضی نے ان کو کبھی دیکھا نہیں تھا نہ پہچانتے تھے جناب شیخ جاکر صف نعال میں بیٹھ گئے اور کہا کہ قاضی صاحب اگر اجازت ہو تو ایک سوال کروں کہا پوچھو انھوں نے کہا کہ حدیث غدیر جو مشہور ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں قاضی نے کہا حدیث صحیح ہے تو شیخ مفید نے کہا مولی کے کیا معنے ہیں قاضی نے کہا اولی تو شیخ نے فرمایا پھر یہ اختلاف باخود ما کیسا ہے جب رسول کی تصریح موجود ہے قاضی نے کہا بھائی یہ روایت ہو اور خلافت ابو بکر درایت ہے تو درایت کو چھوڑ کر روایت کو کون مانتا ہے جناب شیخ نے اس مسئلہ کو چھوڑ دیا اور پوچھا کہ پھر اس حدیث کی بابمیں کیا کہتے ہو کہ رسول اللہ نے فرمایا حربک حربی و سلمک سلمی یعنی اے علیؑ جو تم سے لڑا وہ ہم سے لڑا اور جس نے تم سے صلح کی اوس نے ہم سے قاضی نے کہا حدیث صحیح ہو تب شیخ نے پوچھا پھر اصحاب جمل کے بارے میں کیا حکم ہو کہ بقول تمھارے وہ کافر ہوئے قاضی نے کہا انھوں نے توبہ کیا۔ جناب شیخ نے فرمایا کہ جنگ کرنا تو درایت ہو اور توبہ کرنا روایت ہے اور تم خود پہلے کہہ چکے ہو کہ درایت کے مقابل میں روایت کیا چیز ہے قاضی صاحب جواب سے عاجز ہو کر چپ ہوگئے کچھ دیر کے بعد پوچھا تمھارا کیا

کیا نام ہو شیخ نے اپنا نام بتایا محمد بن محمد بن نعمان حارثی۔ اوس وقت قاضی صاحب اوٹھے اور ہاتھ پکڑ کر لائے اور اپنے جگہ پر بیٹھلایا اور کہا انت المفید حقا کہ بیشک تم شیخ مفید ہو علمائے اہلسنت جو جمع تھے وہ اس واقعہ سے سخت رنجیدہ ہوے اور ایک شور برپا ہوا تب قاضی صاحب نے کہا کہ ہم تو جواب سے عاجز ہیں اگر تم لوگوں کو اس کوئی جواب ہو تو کہو کہ یہ شخص یہاں سے اوٹھکر اپنے جگہ چلا جائے مگر جب قاضی صاحب سے جواب نہ ہو سکا تو شاگرد کیا جواب دیتے یہ خبر تمام بغداد میں مشہور ہو گئی جسکے بعد عضدالدولہ نے جناب شیخ کو اپنے یہاں بلایا اور کمال تعظیم سے پیش آیا ملاحظہ ہو مجالس المومنین صفحہ

ہماری غرض اس حکایت سے یہ ہے کہ معلوم ہوا اوس زمانہ میں مناظرہ کا یہ طور تھا کہ بالمشافہہ گفتگو ہوتی اور حق پسندی کا اظہار کیا جاتا تصنیف و تالیف کا سلسلہ اسطرح پر نہ تھا کیونکہ ہر شخص یا اکثر افراد صاحب علم ہوتے حدیثوں کے حافظ معلوم ہوتا ہے کہ قاضی عبدالجبار معتزلی نے اسی قسم کے خفت مٹانیکو کتاب مغنی لکھا کیونکہ جانتے تھے فرقہ شیعہ بوجہ خلافت بغداد کمزور ہے کوئی جواب نہ لکھ سکیگا مگر اوسے کیا معلوم تھا کہ انہیں شیخ مفید کے شاگرد جناب سید مرتضے علیہ الرحمہ اوسکا جواب لکھینگے اور ایسا جواب کہ کوئی جواب پھر اوسکا نہ ہو سکے کیونکہ جہاں تک معلوم ہوا ہے اس کتاب شافی کا جواب کسی سنی سے نہ ہو سکا۔

جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کا تذکرہ علمائے اہلسنت نے بھی لکھا ہے مگر اسطرح پر وکان یوم وفاتہ مشہوداً وشیعہ ثمانون الفا من الرافضۃ والشیعۃ واراح اللہ منہ وکان موتہ فی رمضان سنہ ۴۱۳ھ تاریخ یافعی

کہ ان کے وفات کا روز مشہور تھا اسّی ہزار شیعوں نے اون کے جنازہ کی تشییع کی اور خدا نے سنیوں کو اس سے راحت دی ماہ رمضان میں ان کی وفات ہوئی اس پر جناب قاضی نور اللہ شوستری اعلے اللہ مقامہ لکھتے ہیں کہ خبر وفات جناب شیخ مفید کی ابوالقاسم خفاف کو ملی جو ابن النقیب کے نام سے مشہور تھا اور مشہور

ھمائے اہسنت سے تھا تو اس نے یہ خبر سن کر اپنے مکان کو آراستہ کیا اور سامان عیش و طرب مہیا کیا اور اپنے شاگردوں کو کہا کہ ہمکو مبارکباد دو کہ اب ہمپر مرنا آسان ہے جب کہ شیخ مفید کا مرنا دیکھ لیا ماحٓ ۲۰

اسد اللہ وجود ایک عالم شیعہ اونپر کیسا گراں اور ناگوار تھا کہ خبر وفات شکر خوشی منائی اور طالب مبارکباد ہوئے اور تاریخ میں لفظ اراح اللہ منہ لکھا۔

لسان المیزان جلد ۵ صفحہ ۳۶۸ میں ہے۔

محمد بن محمد بن النعمان الشیخ المفید عالم الرافضۃ ابو عبد اللہ بن المعلم صاحب التصانیف البدیعۃ وھی مائتا تصنیف طعن فیھا علی السلف لہ صولۃ عظیمۃ بسبب عضد الدولہ شیعۃ ثمانون الف رافضی مات سنۃ ثلاث عشرۃ واربع مائۃ انتھی قال الخطیب صنف کتبا کثیرۃ فی ضلالھم والذب عن اعتقادھم الطعن علی الصحابۃ والتابعین وائمۃ المجتھدین وھلک بھا خلق الی ان اراح اللہ منہ فی شھر رمضان قلت وکان کثیر التقشف والتخشع والاکباب علی العلم فخرج بہ جماعۃ وبرع فی المقالۃ الامامیۃ حتی کان یقال لہ علی کل امام منۃ وکان ابوہ معلما بواسط وولد بھا وقتل بعکبراء ویقال ان عضد الدولہ کان یزورہ فی دارہ ویعودہ اذا مرض وقال الشریف ابو یعلی الجعفری وکان تزوج بنت المفید ما کان المفید ینام من اللیل الا ھجعۃ ثم یقوم یصلی او یطالع او یدرس او یتلو القرآن

محمد بن محمد بن نعمان شیخ مفید۔ رافضیوں کے عالم تھے نہایت عمدہ کتابیں تصنیف کیں جو تعداد میں دو سو ہیں اس میں سلف پر (خلفائے ثلثہ وغیرہ پر) خوب طعن کیا بسبب عضد الدولہ ان کی صولت عظیم تھی بوقت وفات اسی ہزار شیعہ تھے ان کی تشییع جنازہ کی سنہ ۴۱۳ھ میں وفات پائی خطیب نے لکھا ہے کہ انھوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں شیعوں کے گمراہی (ہدایت میں) اور اون کے اس عقیدہ کے تائید میں جو صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین پر طعن کرتے ہیں خدا نے ان کے موت سے راحت دی ماہ رمضان میں ابن حجر

لکھتے ہیں کہ یہ بڑے زاہد و عابد تھے اور علم پر ہمیشہ متوجہ رہے ان کے سبب سے بہت سے علمائے کمال حاصل کیا کہا جاتا ہے کہ انکا احسان تمامی علما پر ہے ان کے باپ واسطی میں معلم تھے اور عکبرا میں شہید ہوئے کہا جاتا ہے کہ عضد الدولہ اکثر ان کے زیارت کو انکے مکان پر آیا کرتے ابو یعلی جعفری کہتے ہیں کہ عضد الدولہ کا عقد ان کے صاحبزادی سے ہوا تھا انکا معمول تھا کہ شب کو بہت کم سوتے تھے اور شب کو نماز پڑھتے یا مطالعہ کرتے یا درس دیتے یا تلاوت قرآن کرتے۔

اگرچہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ اس مختصر میں آسکیں ضرورت ہے کہ کسی مفصل تحریر میں لکھا جائے مگر اس سے آپ کو یہ ضرور معلوم ہو سکتا ہے کہ زمانہ سابق میں ذریعہ تحقیقات زیادہ تر یہی تھا کہ مناظرہ زبانی ہو جس سے فوری فیصلہ ہو جاتا مگر قاضی عبد الجبار معتزلی نے جب دیکھا کہ اس طرح اون کے مذہب کی کمزوری روز بروز کھلی جاتی ہے اس لیے اونھوں نے اسکا رنگ بدل دیا اور تحریری مناظرہ شروع کیا جس کے لیے اونھوں نے کتاب مغنی تصنیف کی جس کو کہہ سکتے ہیں کہ اس مناظرہ کی پہلی کتاب ہے۔

اگرچہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کے تصنیفات میں بھی ایک کتاب کا نام کتاب مسئلہ فی میراث النبی ہے مگر افسوس ہمکو وہ کتاب نہیں ملی دیگر تصنیفات کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک تصنیفیں ہیں وہ جواب ہیں مخالفین کے مثلاً اس کے کتاب الرد علی الجاحظ والعثمانیہ کتاب نقض المروانیہ کتاب نقض فضیلۃ المعتزلہ کتاب النقض علی ابن عباد فی الامامۃ کتاب النقض علی علی بن عیسی الرمانی کتاب النقض علی عبید اللہ البصری وغیرہ صدہا کتابیں جنکی تعداد دو سو مرقوم ہے۔

غرض علمائے شیعہ کی عمریں زیادہ تر انھیں مباحث میں تمام ہوئیں جس سے اس کی فرصت کم ملی کہ اور مطالب میں کتابیں لکھتے لہذا جو مولوی مہدی علیخان صاحب نے لکھا ہمکو زمانہ سابق کی کتابیں شیعوں کی نہیں ملیں وہ درست ہے کیونکہ زمانہ ان کے کبھی موافق نہیں رہا۔

بہر حال جس قاضی عبد الجبار معتزلی کے کتاب مغنی کا آپ ذکر کر رہے ہیں یہ بھلی وہی لوگوں سے ہیں جنھوں نے اس روایت ہبہ فدک کو لکھا ہے چنانچہ اونکی عبارت یہ ہے لسنا ننکر صحة ما روی من ادعائها فدک فاما انها کانت بیدها فغیر مسلم بل لو کانت فی یدها لکان الظاهر انها لها فاذا کانت فی جملة التركة فالظاهر انها میراث واذا کان کذلک فغیر جائز لابی بکر قبول دعواها۔

یعنی ہم اوس روایت کے صحت کے منکر نہیں ہیں جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جناب سیدہ نے ہبہ کا دعوے کیا مگر اس کو ہم نہیں مانتے کہ جناب سیدہ کا قبضہ بھی اس پر تھا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ اونھیں کا مال ہوتا اب چونکہ وہ منجملہ متروکات رسول تھا تو ضرور تھا کہ وہ میراث قرار دیا جائے لہذا جائز نہ تھا کہ ابوبکر اوسکا دعوے قبول کرتے۔

اس سے بصراحت تمام معلوم ہوا کہ قاضی صاحب کو صحت روایت ہبہ میں عذر نہیں ہے مگر قبضہ سے انکار ہے کہ حضرت کا قبضہ نہ تھا بلکہ منجملہ میراث تھا جس سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ تک اس سے انکار نہیں تھا کہ جناب سیدہ نے ہبہ کا دعوے کیا تھا۔

قولہ اسی کتاب شافی کے مضامین کو بہ ترتیب جدید شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی نے لکھا اور اوسکا نام تلخیص شافی رکھا یہ کتاب جیسا کہ خود مولف نے خلاصتہ پر لکھا ہے۔ سنہ ۴۳۲ ہجری میں لکھی گئی اس کے تعریف میں بھی یہ لکھا گیا ہے وهو کاصله لم یات مصنف ولا مولف بمثله علی رد العلماء العامة العمیاء کہ یہ بھی مثل اپنی اصل کے بے مثل ہے کسی مولف اور مصنف نے ایسی کتاب بر خشم علمائے اہل سنت کے رد میں نہیں لکھی۔

اقول جناب شیخ ابو جعفر طوسی کا نام محمد بن الحسن بن الطوسی ہے جنھوں نے سنہ ۴۶۰ھ میں بمقام نجف انتقال فرمایا ممدوح نے ایک تفسیر لکھی تھی جو بیس جلد میں تھی سنہ ۴۴۸ھ میں جب بغداد میں شیعہ و سنی کا فتنہ برپا ہوا تو آپ کا مکان جو محلہ کرخ میں تھا جلا دیا گیا اوس میں آپکا کتب خانہ بھی جل گیا جس کو کل مورخین نے لکھا ہے اوس کے بعد آپ نے نجف اشرف میں سکونت اختیار فرمائی اور وہیں آپکا قیام رہا

مجالس المومنین میں ہے کہ خلیفہ وقت القائم بامر اللہ کو یہ خبر پہونچائی گئی کہ یہ شیعہ ہیں اور گواہی میں کتاب مصباح پیش کی گئی جس کے زیارت عاشورہ میں یہ فقرہ ہے اللھم خص اول ظالم باللعن منی وابدء بہ اولا ثم الثانی ثم الثالث ثم الرابع اللھم العن یزید بن معاویہ خامسا۔ یعنی خداوندا لعنت کر پہلے ظالم پر اور دوسرے اور تیسرے اور چوتھے ظالم پر اور پانچویں یزید پر

جناب شیخ ابو جعفر طوسی نے سب صحابہ سے انکار کیا جب یہ کتاب اون کی پیش ہوئی اور یہ فقرہ آیا تو جناب شیخ نے فرمایا اول سے مراد قابیل قاتل ہابیل ہے جس سے خونریزی کی ابتدا ہوئی اور دوسرے سے مراد عاقر ناقہ صالح جس نے حضرت صالح کے ناقہ کو پے کیا اور تیسرے سے مراد قاتل حضرت یحییٰ ہے اور چوتھے سے مراد عبد الرحمن بن ملجم مرادی ہے جو قاتل جناب امیر تھا خلیفہ نے جب اس جواب کو سنا تو شیخ کو بکمال احترام رخصت کیا اور غماز کو سزا دی صفحہ ۲۰۹

اس سے معلوم ہوا کہ علمائے شیعہ ہمیشہ کیسے مصائب میں مبتلا رہے اور اس پر بھی کیسی خدمتیں اسلام کی کرتے تھے جس سے آج تک اسلام باقی ہے

قولہ اس کے بعد کتاب کشف الحق و نہج الصدق لکھی گئی جو تصنیف ہے لسان المتکلمین سلطان الحکماء المتاخرین علامہ جلال الدین ابو المنصور حسن بن یوسف بن علی بن مطہر حلی کی جن کی نسبت قاضی نور اللہ شستری اپنی کتاب احقاق الحق میں فرماتے ہیں کہ اس کتاب کے مصنف نے سلطان غیاث الدین اولجایتو خدابندہ کے سامنے علماء اہل سنت سے جو مختلف شہروں سے جمع کئے گئے تھے مناظرہ کیا بدلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ اون کے مذہب کا بطلان اور مذہب امامیہ کی حقیت اس طور پر ثابت کی کہ علماء اہل سنت تمنا کرنے لگے کہ کاش وہ پتھر یا درخت ہو جاتے اور اوس کے بعد علامہ ممدوح نے کتاب کشف الحق و نہج الصدق والصواب تصنیف کی۔ اور سلطان مع امرا اور بہت بڑے گروہ علما اور اکابر کے شیعہ ہو گیا اور باوجودیکہ اوس زمانہ میں اہل سنت میں سے بڑے نامی لوگ موجود تھے جیسے کہ قطب الدین

شیرازی وعمر کاتبی قزوینی اور مولی نظام الدین مگر کسی نے اس کتاب کے جواب لکھنے کی جرات نہ کی یہ کتاب غالبا ساتویں صدی کے اخیر میں لکھی گئی ہو اوسکے مصنف سنہ ہجری میں پیدا ہوا اور سنہ میں وفات پائی۔

اقول جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ اون مشاہیر علمائے شیعہ سے ہیں جو علامہ کہے جاتے ہیں اور یہ لفظ مطلقا دوسرے کسی کے نسبت نہیں کہا جاتا اونکی مدح وثنا کیلئے ایک دفتر چاہیئے لہذا جسقدر آیات بینات میں لکھا گیا ہو وہی کافی ہے۔

قولہ ساتویں صدی میں ایک اور مشہور کتاب لکھی گئی جسکا نام طرائف فی معرفۃ مذہب الطوائف ہے جسکے مصنف ثقۃ الاسلام علی بن طاوس حلی ہیں جناب ممدوح سنہ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ ہجری میں اونھوں نے وفات فرمائی علامہ موصوف نے اس کتاب کو تقیۃً ایک ذمی کے نام سے لکھا ہے اور اوسکا نام عبد المحمود قرار دیا ہے آغاز میں کتاب کے ایک تمہید اوس ذمی کے طرف سے لکھی ہے کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا مذہبوں کا اختلاف سنکر ارادہ کیا کہ مذہبی عقائد کی حقیقت دریافت کروں سب سے اول میں نے دین محمدی کی تحقیق شروع کی مگر اون میں اکثر کو مالکی حنفی شافعی حنبلی مذہب پر پاکر متعجب ہوا کہ یہ لوگ نبی کے زمانے میں تھے اور نہ اون کے اصحاب اور عقائد میں باہم متفق پھر کیونکر وہ اپنے عقائد مذہب کو سب سے اچھا سمجھتے ہیں پھر شیعوں کا ذکر لکھا ہے کہ وہ اپنے مذہب کو اماموں اور پیغمبر کی اولاد سے منسوب کرتے ہیں پھر میں نے مذاہب اربعہ کے علمائے مذہبی عقائد کی تحقیق کی اور اون سے سوالات کیے مگر معلوم ہوا کہ حق پر نہیں ہیں اور اون کے مذہب کی برائی اونھیں کی کتابوں سے ثابت کی گویا اس پیرایہ میں ممدوح نے اپنے مذہبی عقائد کی سچائی ظاہر کی ہے اور اس کتاب میں بحث فدک کو بہت تفصیل سے اور نہایت فصیح بلیغ تقریر میں ادا کیا ہے اوس کی خوبی اور قدر کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جناب مولنا دلدار علی صاحب نے اپنی مشہور کتاب عماد الاسلام میں بہت بڑا حصہ اونکی تقریر کا بحث فدک میں

نقل کیا ہے۔

اقول نہ معلوم اس میں کیا مصلحت تھی جو کتاب طرائف کا ذکر بعد علامہ حلی لکھا حالانکہ اون کی وفات سنہ ۶۶۴ھ لکھتے ہیں اور وفات علامہ سنہ ۷۲۶ھ جس سے معلوم ہوا کہ اون کی ولادت اور وفات مقدم ہے بہر حال چونکہ زمانہ ناسا عد تھا لہذا جس جس عنوان سے بن پڑا تحقیق حق کیا گیا کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں علمائے شیعہ کن کن مصائب میں مبتلا تھے اور سلطنت اونکی کیسی مخالف ہو رہی تھی۔

قولہ اس کے بعد قاضی نور اللہ تستری نے نہایت مشہور کتابیں اس فن میں تالیف کیں اون میں سے احقاق الحق نہایت مبسوط اور مشہور کتاب ہے جو جواب میں ابطال الباطل کے جسکو علامہ روزبہان نے کشف الحق کے جواب میں لکھا تھا قاضی صاحب نے تصنیف فرمایا ہے

اقول چونکہ جناب قاضی نور اللہ شوستری اعلی اللہ مقامہ کے حالات سے ایک زمانہ واقف ہے اس لیے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کے تصنیفات سے مجالس المومنین احقاق الحق۔ مصائب النواصب تمام دنیا میں مشہور احقاق الحق ایسی ضخیم کتاب ہو کہ اگر کوئی کاتب نیز دست اوسکی نقل چاہے تو کم سے کم سال بھر سے کم میں نہ ہوگی مگر قاضی صاحب نے اس کتاب کو کل پانچ چھ مہینوں میں تمام کیا۔

قولہ گیارہویں صدی میں جناب ملا باقر مجلسی نے جن کا خطاب محی ملۃ سید البشر فی راس مائۃ الحادی عشر ہے بہت کتابیں کیں جن میں سے ایک بحار الانوار ہے جو روایتوں اور واقعات کا گویا ایک دریا ہے اس کی آٹھویں جلد کتاب الفتن میں ایک خاص باب فدک کی بحث میں ہے جس کا عنوان ہے باب نزول الآیات فی امر فدک و قصصہ و جوامع الاحتجاج فیہ اور اسی کا خلاصہ زبان فارسی حق الیقین اور حیات القلوب میں جناب ممدوح نے لکھا ہے۔

تیرہویں صدی میں ایک نیا دور شروع اور ہندوستان میں شیعہ و سنی کے باہم مناظرہ کا غلغلہ بلند ہوا تحفہ اثنا عشریہ کے شایع ہونے کے بعد علمائے شیعہ نے اس فن میں

اپنی علمیت اور قابلیت کے خوب جوہر دکھائے اور دہلی اور لکھنؤ کے علماء مجتہدین شیعہ نے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے عماد الاسلام مولانا مولوی دلدار علی صاحب کی نہایت مبسوط و مشرح کتاب عربی زبان میں ہے اور جس میں جناب ممدوح نے امام رازی کی نہایۃ العقول کا جواب دیا ہے اوس میں فدک کی بحث نہایت تفصیل سے لکھی ہے اوس کے بعد تحفہ اثنا عشریہ کے جواب میں تشئید المطاعن مولوی سید محمد قلی صاحب کی اور طعن الرماح جناب مجتہد صاحب کی اون کتابوں میں سے ہے جس پر حضرت امامیہ کو بہت بڑا ناز ہے اور جو کچھ اوس میں لکھا ہے اوس کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ اوسکا جواب ہی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ منشی سبحان علی خاں صاحب اپنے بعض رسائل میں فرماتے ہیں کہ از انجا کہ مجتہد العصر والزمان سمی رسول ﷺ کافۃ الانس والجان اعنی مولانا و مقتدانا السید محمد مدظلہ العالی در کتاب معدوم النظیر موسوم بہ طعن الرماح ایں معضلہ را کہ مخالفین را بجان بیان کافی و وافی ایضاح فرمودہ اند کہ بالاتر ازاں بلکہ مماثل آن از حد قدرت بشری بیرون ست ایں فاقد الادراک استیعاب دلائل اثبات غصب حق بضعۃ رسول اللہ برہان کتاب مستطاب حوالہ نمودہ بر تقریرے آخر کہ خالی از جدتی نیست از اجری فیہا ابطال خلافت اول و ثانی می سازد۔
سوائے ان کے ایران میں بھی چند کتابیں بالفعل ایسی طبع ہوئی ہیں جن میں فدک کی بحث تفصیل سے بیان کی گئی ہے منجملہ اون کے ایک کتاب بحر الجواہر ہے جسکے مصنف سید محمد باقر بن سید محمد موسوی ہیں جو فتح علی شاہ قاجار کے زمانہ میں تھے دوسری کتاب کفایۃ الموحدین فی عقائد الدین تصنیف سے اسماعیل بن احمد علوی طبرسی کی ہے جس کی دوسری جلد خاص امامت کی بحث میں ہے تیسری کتاب لمعۃ الزہرا فی شرح خطبۃ الزہرا ہے جسکے ۲۰۰ صفحے مطبوعہ ہیں اور اوس میں حضرت فاطمہ کے خطبہ کا جو متعلق فدک کے ہے بیان ہو مع اون روایات اور مباحث کے جو اس مسئلہ سے تعلق رکھتی ہیں چوتھی کتاب جلد چہارم از کتاب

دوم ناسخ التواریخ ہے جس میں مقرب الخاقان مرزا محمد تقی لسان الملک مصنف
ناسخ التواریخ نے خاص حضرت فاطمہؑ کا حال لکھا ہو جس میں فدک کی بحث نہایت
تفصیل سے لکھی ہے اس کے سوائے جو اور فارسی اور اردو میں رسائل لکھے گئے ہیں
اون میں صرف خوشہ چینی طعن الرماح کی کی گئی ہے اور اوسی کے اقوال اور
مضامین اولٹ پھیر کے بیان کیے گئے ہیں۔

اقول ہم بہت شکر گذار ہیں کہ مولوی صاحب نے اس تاریخی حال کو نہایت صفائی
سے لکھا مگر افسوس ہے تو اسکا کہ کتاب تشئید المطاعن کو اونھوں نے فنما لکھا حالانکہ
درحقیقت اوس کتاب میں اس بحث کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور ایسے عنوان سے لکھا
ہے کہ ہفت اقلیم کے اہلسنت بھی اوسکا جواب نہیں لکھ سکتے۔ یہی وجہ ہو کہ مولوی
حیدر علی صاحب ایسا شخص جس نے ایک مختصر سے رسالہ تشئید المبانی کے جواب میں
ہزاروں ورق سیاہ کر ڈالا ان کتابوں کا جواب لکھ سکا ازالۃ الغین میں صدہا مرتبہ کہے ہیں کہ
ان کتابوں کا جواب چھپ سکا یعنی نہ ہو سکا۔

قولہ ان کتابوں میں جن کے نام ہمنے اوپر بیان کیے کتاب کشف الحق میں میراث
کے دعوی کا اول ذکر کیا گیا ہے اور ہبہ کا بعد اوس کے اور اس سے یہ خیال
کیا جا سکتا ہے کہ اوس کے مصنف میراث کے دعوے کو غالباً ہبہ پر مقدم سمجھتے
تھے اور فدک کی بحث میں پہلا امر تصفیہ طلب یہ ہو کہ حضرت فاطمہ نے اول میراث کا
دعوے کیا تھا یا ہبہ کا عموماً علمائے امامیہ یہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدۃ النساء
نے فدک کے متعلق دو دعوے کیے تھے اول یہ کہ پیغمبر خدا صلعم نے فدک اونھیں
ہبہ کر دیا تھا اور اس پر متصرف اور قابض تھیں جب ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے
تو اونھوں نے حضرت فاطمہ کے وکیل کو فدک سے نکال دیا اور اپنا قبضہ کر لیا۔
یہ سنکر وہ حضرت ابو بکر کے پاس آئیں اور یہ دعوے کیا کہ فدک مجھے ہبہ کیا گیا تھا
اور میں اوس پر قابض تھی تمنے کیوں میرا قبضہ اوٹھا دیا اوس پر حضرت ابو بکر
صدیق نے اون سے شہادت طلب کی حضرت فاطمہؑ نے حضرت علیؑ اور حسنینؑ

اور ام ایمن کو شہادت میں پیش کیا اور ان سب نے حضرت فاطمہ کی تائید میں گواہی دی
مگر ابوبکر صدیق نے یہ کہکر کہ شہادت کا نصاب پورا نہیں ہوا اون کی گواہی کو رد کیا اور
فدک اونکیں واپس نہ کیا اس پر وہ خفا ہوگئیں اور بعد اوس کے میراث کا دعوے کیا
اس لیے سب سے پہلے اس بحث میں یہ امر قابل تصفیہ ہے کہ کونسا دعوے مقدم تھا
چنانچہ عماد الاسلام کے دسویں باب کے چوتھے فائدے کے چوتھے مسئلے میں جناب
مولانا دلدار علی صاحب نے اسی کی نسبت خاص بحث فرمائی ہے کما یقول المسئلة
الرابعة ان فاطمة ع هل ادعت المیراث اولا ثم ادعت النحلة او بالعکس
ویستفاد من کلام اکثر العامة ان دعوی النحلة ظہرت منہا بعد دعوی
المیراث وقالت الامامیة بالعکس یعنی چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ آیا فاطمہ ع نے
پہلے میراث کا دعوے کیا پھر ہبہ کا یا بالعکس۔ اور اہل سنت کے کلام سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ ہبہ کا دعوے میراث کے بعد پیش کیا گیا اور امامیہ اس کے برعکس کہتے
ہیں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمناً مجتہد صاحب اس بات کو اپنے ناظرین کے
ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں کہ ہبہ کا دعوے اہلسنت کے نزدیک بھی صحیح ہے گو یہ دعوی
میراث کے دعوے کے بعد حضرت فاطمہ نے کیا تھا حالانکہ اہل سنت کے نزدیک
کسی معتبر اور صحیح روایت سے ہبہ کا دعوی ثابت ہی نہیں اور اہل سنت اس بات
کو مانتے ہی نہیں کہ حضرت فاطمہ نے ہبہ کا دعوی کیا تھا اس لیے جو عمارت اس
روایت کی بنیاد پر حضرت امامیہ نے کھڑی کی ہے کہ حضرت فاطمہ سے شہادت طلب
کی گئی اور اونھوں نے حضرت علیؓ اور حسنین ع اور ام ایمن کو شہادت میں پیش
کیا اور حضرت ابوبکر صدیق نے اوس کو نہ مانا اور یہ عذر کرکے کہ از روئے احکام
شریعت کے شہادت کافی نہیں ہے فاطمہ کے دعوی کو رد کیا اور پھر اس پر بہت
طرح سے حضرت ابوبکر صدیق پر ملامت کی ہے اور اونکا ظلم و ستم ثابت کیا ہوا ور
سنیوں کے نزدیک فاطمہ اور علی اور حسنین کو جھوٹا اور خود غرض اور اپنے جلب
منفعت کیواسطے جھوٹا دعوی اور جھوٹی شہادت دینے والا قرار دیا ہے وہ سب

منہدم ہوجاتی ہیں جب نفس دعوی کی نسبت کوئی صحیح روایت ہی سنیوں کے یہاں نہیں ہے تو جو کچھ زور اس باب میں حضرات علمار امامیہ نے دکھایا ہے اوس پر ثبت العرش ثم انقش کی مثل صادق آتی ہے اور تمام وہ فصیح و بلیغ تقریریں اور وہ پرجوش اور زبردست تحریریں جو اس باب میں کی ہیں ہبار منثورا ہو جاتی ہیں اسی واسطے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے بعد جواب دینے دعوی میراث کے اپنی مشہور کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے وللہ درہ و علی اللہ اجرہ درینجا فائدہ عظیمہ باید دانست کہ شیعہ دراول درباب مطاعن ابوبکر میراث می گرفتند وچوں از عمل ائمہ معصومین واز روئے روایات ایں حضرات عدم توریث پیغمبر ثابت شد ازیں دعوی انتقال نمودہ دعوی دیگر تراشیدند وطعن دیگر برآوردند کہ ایں طعن سیزدہم است کہ ابوبکر فدک را بفاطمہ نداد حالانکہ پیغمبر برائے او ہبہ نمودہ بود ودعوای فاطمہ را مسموع نمود واز وے گواہ وشاہد طلبید الی قولہ جواب ازیں طعن آنکہ دعوی ہبہ از حضرت زہرا وشہادت دادن حضرت علی وام ایمن یا حسنین علی اختلاف الروایات در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست محض از مفتریات شیعہ است ودرمقام الزام اہل سنت آوردن وجواب آں طلبیدن کمال سفاہت است

اقول افسوس کہ آجتک کبھی یہ نہیں دیکھا کہ سنی مولفوں نے ایمانداری سے اپنی خصم کے عبارت کو نقل کیا ہو کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو بہت کچھ حق کا تصفیہ جلد ہو جاتا یہ نزاع تو بہت قدیم ہے کہ جناب سیدہ نے ہبہ اور میراث فدک کا دعوے یکے بعد دیگرے کیا مگر علامہ ابن ابی الحدید معتزلی کی تحریر سے ایک تیسرا دعوی بھی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے شرح نہج البلاغہ صفحہ ۲۵۹ جلد ۲ جزو سادس عشر مطبوعہ ایران۔

واعلم ان الناس یظنون ان نزاع فاطمۃ ابابکر کان فی امرین فی المیراث والنحلۃ وقد وجدت فی الحدیث انہا نازعت فی امر ثالث ومنعہا ابوبکر ایاہ وھو سہم ذوی القربی قال ابوبکر احمد بن العزیز الجوھری اخبرنی

ابو زید عمر بن شبہ قال حدثنی ھارون بن عمر قال حدثنا الولید بن
مسلم قال حدثنی صدقۃ ابو معاویہ عن محمد بن عبداللہ بن محمد
عن محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر عن زید الرقاشی عن انس بن مالک
ان فاطمۃ اتت ابا بکر فقالت قد علمت الذی ظلمتنا عنہ اھل البیت
من الصدقات وما افاء اللہ علینا من الغنائم فی القران من سھم ذوی
القربی ثم قرات علیہ قولہ تعالی واعلموا انما غنمتم من شیئ فان للہ خمسہ
وللرسول ولذی القربی والیتامی الایہ فقال لھا ابو بکر بابی انت امی
ووالدک وولدک السمع والطاعۃ لکتاب اللہ ولحق رسولہ وحق قرابتہ
وانا اقرء من کتاب اللہ الذی تقرئین منہ ولم یبلغ علمی منہ ان ھذا السھم
من الخمس یسلم الیکم کاملا قالت افلک ھو ولاقربائک قال بل انفق علیکم منہ
واصرف الباقی فی مصالح المسلمین قالت لیس ھذا بحکم اللہ تعالی فقال ھذا
حکم اللہ فان کان رسول اللہ عھد الیک فی ھذا عھدا واوجبہ لکم حقا صدقتک
وسلمتہ کلہ الیک والی اھلک قالت ان رسول اللہ لم یعھد الی فی ذلک
بشیئ الا انی سمعتہ یقول لما انزلت ھذہ الایہ ابشروا آل محمد فقد
جاءکم الغنی فقال ابو بکر لم یبلغ علمی من ھذہ الایہ ان اسلم الیکم ھذا السھم
کلہ کاملا ولکن لکم الغنی الذی یغنیکم ویفضل عنکم وھذا عمر بن الخطاب
وابو عبیدۃ بن الجراح وغیرھما فاسئلیھم عن ذلک وانظری ھل یوافقک
علی ما طلبت احد منھم فانصرفت الی عمر فقالت مثل ما قالت لابی بکر
فقال لھا مثل ما قال ابو بکر فعجبت فاطمۃ من ذلک وتظنت انھما قد کانا
تذاکرا ذلک واجتمعا علیہ قال ابو بکر واخبرنا ابو زید قال حدثنا ھارون
بن عمر قال حدثنا الولید عن ابی لھیعۃ عن ابی الاسود عن عروہ قال
جاءت فاطمۃ ابا بکر علی فدک وسھم ذوی القربی فابی علیھا وجعلھا
فی مال اللہ تعالی قال ابو بکر واخبرنا ابو زید قال حدثنا احمد بن معاویہ

عن ھشیم عن جویبر عن الضحاک عن حسن بن علی بن ابیطالب ان ابابکر منع فاطمۃ و بنی ھاشم سھم ذوی القربیٰ و جعلہ فی سبیل اللہ فی الصلاح و الکراع۔

یعنی لوگوں کا گمان یہ ہو کہ جناب سیدہ کی نزاع ابوبکر سے دو امر میں تھی ایک میراث میں دوسرے ہبہ میں مگر محدثین ایک تیسری صورت بھی ملی ہے اور ابوبکر نے اوس دعوی کو بھی نہ قبول کیا۔ وہ دعوی متعلق سہم ذوی القربیٰ تھا ابوبکر احمد بن عبد العزیز جوہری روایت کرتے ہیں انس بن مالک صحابی سے کہ جناب سیدہ ابوبکر کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا کہ تم جانتے ہو خدا نے ہم اہلبیت پر صدقہ کو حرام کیا ہو اور یہ بھی تمکو معلوم ہو کہ خدا نے مال غنیمت سے ہمارا حصہ مقرر کیا ہے۔ سہم ذوی القربیٰ جیسا چنانچہ فرماتا ہے واعلموا انما غنمتم من شیئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامی الآیہ کہ جو کچھ تم غنیمت حاصل کرو اوس میں پانچواں حصہ خدا کے لیے ہے اور رسول کے لیے اور ذوی القربیٰ کے لیے اور یتیموں کے لیے آخر آیہ تک

ابوبکر نے کہا ہمارے ماں باپ اولاد تمپر اور تمہارے باپ اور اولاد پر فدا ہو کتاب خدا کے اطاعت کے لیے ہم حاضر ہیں اور حق رسول و حق قرابت سے بھی انکار نہیں قرآن سے جو کچھ آپ پڑھتے ہیں وہی ہم بھی پڑھتے ہیں مگر ہمارا علم جہاں تک پہونچا ہے اوس میں یہ نہیں ہو کہ پورا حصہ آپکو دیدیا جائے۔

جناب سیدہ نے فرمایا تو کیا سب تمہارا اور تمہارے اقربا کا حق ہے۔

ابوبکر۔ ہم اس مال سے آپ پر بھی کچھ خرچ کرینگے اور باقی کو مصالح مومنین میں خرچ کرینگے

جناب سیدہ نے فرمایا یہ تو حکم خدا نہیں ہے۔

ابوبکر۔ حکم خدا تو یہی ہے مگر رسول اللہ نے اگر آپ سے کوئی عہد کیا ہو اور حق آپکا واجب کیا ہو تو ہم آپ کی تصدیق کرینگے اور تسلیم کرنے کو طیار ہیں۔

جناب سیدہ۔ رسول اللہ صلعم نے اس بارے میں کوئی خاص عہد تو نہیں کیا مگر اس قدر سنا ہو کہ جب آیہ خمس نازل ہوا تو حضرت نے فرمایا خوش ہو اے آل محمد کہ تم لوگوں کو غنا اور تونگری آگئی ہو ابوبکر نے کہا ہم اس آیہ سے یہ نہیں سمجھتے کہ پورا حصہ تم کو دیدیں لیکن تم لوگوں کو غنا ہو کہ بے نیاز کر دیگا اور فاضل ہوگا تم سے یہ عمر بن الخطاب اور ابو عبیدہ جراح وغیرہ موجود ہیں ان لوگوں سے

پوچھئے دیکھئے وہ آپ کی موافقت کرتے ہیں یا نہیں۔
جناب سیدہ وہاں سے اوٹھ کر عمر کے پاس آئیں اور جو کچھ گفتگو ابوبکر سے ہوئی تھی سب کو بیان کیا عمر نے بھی وہی کہا جو ابوبکر نے کہا تھا جس سے جناب سیدہ کو نہایت تعجب ہوا اور سمجھیں کہ باہم ان کا تذکرہ پہلے ہو چکا تھا اور باہم وہ اس پر اتفاق کر چکے تھے۔
یہ روایت صرف ابن ابی الحدید ہی کی نہیں ہے جس کے نسبت یہ کہدیا جائے کہ وہ معتزلی تھا۔ بلکہ مسند امام احمد بن حنبل سنن ابوداؤد و ابویعلی و ابن جریر و بیہقی سے کنز العمال میں بھی یہ روایت موجود ہو نیز ریاض النضرہ اور فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا میں بھی موجود ہو جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا ملاحظہ ہو کشف الظلمات حصہ ۳ ص۲۲۵
مسند احمد بن حنبل ص۴ مطبوعہ بمبئی میں ہے۔
عن ابی الطفیل قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسلت فاطمۃ الی ابی بکر انت ورثت رسول اللہ ام اهله فقال لا بل اهله فقالت فاین سہم رسول اللہ ص قال فقال ابوبکر انی سمعت رسول ص یقول ان اللہ اذا اطعم نبیا طعمہ ثم قبضہ جعلها للذی یقوم من بعدہ فرایت ان اردہ علی المسلمین قالت فانت وما سمعت من رسول اللہ تعلم
اور کنز العمال ملا متقی میں ہے حرف الالف کتاب الامارۃ خلافت ابی بکر۔
عن ابی الطفیل قال جاءت فاطمۃ الی ابی بکر الصدیق فقالت یا خلیفۃ رسول اللہ انت ورثت رسول اللہ ص ام اهله قال لا بل اهله قالت فما بال الخمس فقال انی سمعت رسول اللہ ص یقول اذا اطعم اللہ نبیا ثم قبضہ کانت للذی یلی بعدہ فلما ولیت رایت ان اردہ علی المسلمین قالت فانت وما سمعت من رسول اللہ اعلم ثم رجعت ص۱۳۵ جلد ۳
اور ریاض النضرہ محب طبری میں ہے عن ابی الطفیل قال جاءت فاطمۃ الی ابی بکر فقالت یا خلیفۃ رسول اللہ انت ورثت رسول اللہ ام اهله فقال لا بل اهله قالت فما بال الخمس فقال انی سمعت رسول اللہ ص یقول ان اللہ اذا اطعم نبیا طعمۃ ثم قبضہ

کانت للذی بعدہ فلما ولیت رایت ان اردہ علی المسلمین فقالت انت و رسول اللہ

اعلم ورجعت اخرجہ ابن اسحاق فی الموافقۃ ص۱۳ جلد اول۔

اور فصل الخطاب خواجہ پارسا میں ہے جاءت فاطمۃ الی ابی بکر رضی اللہ عنہما فقالت یا

خلیفۃ رسول اللہ صلعم انت ورثت رسول اللہ صلعم ام اھلہ قال لا بل اھلہ قالت فما

بال الخمس قال انی سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان اللہ تعالیٰ اذا اطعم نبیا طعمۃ ثم

قبضہ کان للذی بعدہ فلما ولیت رایت ان اردہ علی المسلمین

خلاصہ ان روایتوں کا یہ ہے کہ جناب سیدہ نے ابوبکر سے کہلا بھیجا کہ رسول خدا کے کا وارث ہوا

ان کے اہل تو ابوبکر نے جواب دیا کہ بلکہ اہل ان کے تو جناب سیدہ نے کہا حصہ رسول کیا

ہوا تو ابوبکر نے کہا میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ جو کچھ خدا اپنے نبی کو طعمہ دیتا ہے وہ اوسکا ہوتا ہے جو بعد

آپ کے قائم مقام ہو تو میں نے مناسب جانا کہ اوس کو مسلمانوں پر رد کریں جناب سیدہ نے اسکے جواب

میں فرمایا تو تو جانے اور جو کچھ رسول سے سنا ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جناب سیدہ نے کوئی دقیقہ احقاق حق کا اوٹھا نہ رکھا خواہ

بحیثیت میراث ہو خواہ بحیثیت ہبہ خواہ بحیثیت سہم ذوی القربیٰ مگر ابوبکر نے سب کو رد کیا اور

کسی طرح نہ مانا۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ کتاب کشف الحق میں میراث کے دعوے کا اول ذکر کیا گیا ہے تو یہ آپکی

خوش فہمی ہے کیونکہ اصل عبارت اسطرح ہے کہ منع فاطمۃ ارثھا ، واخذ فدک من فاطمۃ

وقد وھبہا ایاھا رسول اللہ صفحہ ۲۲۳ احقاق الحق۔

یعنی ابوبکر نے منع کیا جناب سیدہ کو اون کے میراث سے ، اور لے لیا فدک کو حالانکہ رسول اللہ

نے ہبہ کیا تھا اس سے یہ نہیں ثابت ہو سکتا کہ دو دعوی علیحدہ ہے بلکہ ممانعت بذریعہ حدیث مصنوع

ہے اور اخذ فدک بذریعہ قبضہ و دخل ۔ اسی لیئے فضل بن روزبہان نے یہ جواب دیا دعوی

دعوی عنہا ارث فدک وانہا مفوض من رسول اللہ فلم یثبت فی الصحاح

یعنی دعوے جناب سیدہ بہ نسبت میراث فدک اور یہ کہ وہ ہبہ ہے رسول اللہ صلعم سے کسیطرح صحاح

میں ثابت نہیں جس سے بصراحت معلوم ہوا کہ یہ دو دعوے علیحدہ نہ تھا بلکہ ایک ساتھ تھا۔

جس کے جواب میں جناب قاضی صاحب اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہیں نکان خالصۃ لرسول اللہ وفیہا عین فوارۃ ونخیل کثیرۃ وھی القری قالت فاطمۃ ان رسول اللہ نحلنیہا فقال ابو بکر ارید بذلک شہودا طلقہ ۲۲ یعنی فدک کا حال بیان کر کے فرماتے ہیں اس میں چشمہ فوارہ تھا اور بہت سے درخت جس کے نسبت دعوی کیا تھا جناب سیدہ نے کہ رسول اللہ نے ہمکو ہبہ کیا تھا جس پر ابوبکر نے کہا کہ گواہ لائیے۔

غرض اگر یہ کلام مولوی صاحب کا از راہ بے نیتی نہیں ہے تو ضرور آپ کو اشتباہ ہوا کہ یہ مجھ علامہ دعوی وراثت کو مقدم سمجھتے ہیں اور دعوی ہبہ کو موخر حالانکہ یہ اونکے کلام سے ہرگز مترشح نہیں ہوتا اسی لیے مولوی صاحب نے اس کو یوں پھیر کر بیان کیا " اور اس سے یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اوس کے مصنف میراث کے دعوی کو ہبہ پر غالبا مقدم سمجھتے تھے " جس سے معلوم ہوا کہ خود اونکو اپنے اس دعوے پر تشفی نہیں ہے اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم غلط دعوی کر رہے ہیں حالانکہ وہ تشئید المطاعن میں اس عبارت کو یقینا پڑھ چکے ہیں کہ سلطان العلما طاب ثراہ حاشیہ معالم میں لکھتے ہیں ولھذا ادعت الاعطاء اولا علی ما ھو الواقع ثم المیراث ثانیا علی سبیل التسلیم والتنزل طلقہ ۲۲

کہ جناب سیدہ نے پہلے دعوے ہبہ کیا جو واقعی تھا پھر میراث کا دعوی کیا بر سبیل تنزل و تسلیم جس سے معلوم ہوا کہ علمائے شیعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ دعوی حصہ مقدم ہے۔

اگر مولوی صاحب شافی اور مغنی کو بھی دیکھے ہوتے تو اون کی تشفی ہو جاتی کہ دعوی ہبہ مقدم ہے کیونکہ قاضی عبد الجبار مغنی میں لکھتے ہیں وقد عظمت الشیعۃ القول فی امر فدک قالوا وقد روی ابو سعید الخدری انہ لما نزلت وآت ذوی القربی حقہ اعطی رسول اللہ فاطمہ فدک ثم فعل عمر بن عبد العزیز مثل ھذا ولسنا ننکر صحۃ ما روی من ادعائہا فدک فاما انہا کانت فی یدھا فغیر مسلم صفحہ ۳۶۰ ابن ابی الحدید۔

یعنی شیعوں نے بہت کلام کیا ہے امر فدک میں حالانکہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب آیہ وآت ذوی القربی حقہ نازل ہوا تو رسول اللہ نے جناب سیدہ کو فدک دیا پھر عمر بن

عبد العزیز نے بھی دیا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ہم اس روایت کے منکر نہیں ہیں کہ جناب سیدہ نے فدک کا دعوی کیا مگر یہ امر غیر مسلم ہو کہ وہ ان کے قبضہ میں تھا اس کے جواب میں سید مرتضے فرماتے ہیں نحن نبتدی فندل علی ان فاطمہ ما ادعت من نحل فدک الا ما کانت مصیبة فیہ وان مانعہا ومطالبہا بالبینہ متعنت عادل عن الصواب لانہا لا تحتاج الی شہادۃ وبینۃ صفحہ ۳۰

یعنی پہلے ہم قاضی ہی کے قول سے شروع کرتے ہیں کہ جناب سیدہؑ جو دعوائے ہبہ فدک کیا اوس میں وہ صادق اور مصیب تھیں اور مانع یا بینہ و گواہ کا طالب زبردستی کرنیوالا تھا اور حق سے عدول کرنیوالا کیونکہ اس میں نہ بینہ کی ضرورت تھی نہ شاہد کی۔

غرض جب یہ ہر طرح مسلم ہے کہ جناب سیدہ کا دعوی بنا بر ہبہ تھا تو اب اس قسم کے شکوک اور اوہام سے کیا فائدہ کہ کون مقدم تھا کون موخر کیونکہ اسکا تصفیہ تو خود جناب علم الہدی اوسی وقت کر چکے ہیں جب وقت عبد الجبار معتزلی نے اسکا تذکرہ کیا تھا چنانچہ عبارت مغنی یہ ہے وقد انکر ابو علی ما قالہ السائل من انہا لما ردت فی دعوی النحلة ادعتہ ارثا وقال بل کان طلب الارث قبل ذلک فلما سمعت منہ الخبر کفت وادعت النحلة یعنی شیخ ابو علی جو اساتذہ صاحب مغنی سے ہے وہ کہتا ہے کہ سائل نے جو یہ کہا کہ جناب سیدہ نے پہلے ہبہ کا دعوی کیا اور جب وہ دعوی رد ہوا تو وراثت کا دعوی کیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ نہیں دعوی ارث مقدم تھا جب ابوبکر سے اوس حدیث کو سنا تو اوس دعوی سے باز رہیں اور ہبہ کا دعوی کیا۔

یہ قول ابو علی ہے مگر اسکی کوئی سند نہیں دی بلکہ صرف ایک دعوی ہے جیسے وہ مدعی ہیں بلا دلیل اسکے جواب میں جناب سید مرتضے فرماتے ہیں ص۲۷۳ ابن ابی الحدید۔

فاما انکار ابی علی لان یکون ادعاء النحل قبل دعوی المیراث وعکسہ الامر فیہ فاول ما فیہ انا لا نعرف لہ غرضا صحیحا فی انکار ذلک لان کون احد الامرین قبل الآخر لا یصحح لہ مذہبا ولا یفسد علی مخالفہ مذہبا ثم ان الامر فی ان الکلام فی النحل کان المتقدم ظاہر والروایات کلہا بہ واردۃ وکیف یجوز ان

تبتدی بالمیراث فیما تدعیه بعینه نحلاً اولیس هذا یوجب ان تکون قد طالبت بحقها من وجه لا تستحقه منه مع الاختیار و کیف یجوز ذلک و المیراث یشرکها فیه غیرها و النحل تتفرد به و لا ینقلب مثل ذلک علینا من حیث طالبت بالمیراث بعد النحل لانها فی الابتداء طالبت منه بالنحل و هو الوجه الذی تستحق منه فلما دفعت عنه طالبت ضرورة بالمیراث و للمدفوع عن حقه ان یتوصل الی تناوله بکل وجه و سبب و هذا بخلاف قول ابی علی انه اضاف الیها ادعاء الحق من وجه لا تستحقه منه و هی مختارة۔

یعنی ابو علی نے جو انکار کیا ہے تقدم دعوے ہبہ سے تو پہلے یہ ہے کہ نہیں معلوم اس سے کیا غرض ہے کیونکہ تقدم و تاخر کسی دعوے سے اونکو کوئی فائدہ نہیں ہے نہ اس سے اونکو کچھ نفع ہے نہ ہمارا ضرر دوسرے یہ کہ روایتیں جتنی وارد ہیں وہ تو یہی بتا رہی ہیں کہ دعویٰ ہبہ مقدم ہے تیسرے یہ کیونکر جائز ہے کہ جس امر میں مدعی ہبہ تھیں اوسی میں پہلے دعویٰ میراث کریں کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ جناب سیدہ نے با وصف قدرت و اختیار وہ دعویٰ کیا جس کے رو سے وہ مستحق نہ تھیں چوتھے یہ کہ اگر دعویٰ میراث کرتیں تو اس میں وہ منفرد نہ ہوتیں کیونکہ اور بھی ورثہ تھے بخلاف ہبہ کہ اوس میں وہ منفرد تھیں اور یہ سب الزام ہمپر نہیں وارد ہوتا جو ہم قائل تقدم ہبہ ہیں کیونکہ ہم کہتے ہیں پہلے حضرت نے دعویٰ ہبہ کیا جس سے وہ ہر طرح مستحق تھیں جب وہ دعوے نہ قبول کیا گیا تو میراث کا دعویٰ کیا کیونکہ حق دار کو ہر طرح حق ہے کہ وہ اپنا حق حاصل کرے جس طرح ہو سکے۔

علامہ ابن ابی الحدید ان اقوال کو لکھکر فیصلہ دیتے ہیں و ما ذکرہ المرتضی ان الحال تقتضی ان یکون البدایة بدعوی النحل صحیح[۳۰]

کہ جو کچھ سید مرتضے نے لکھا ہے کہ مقتضائے حال یہی ہے کہ دعویٰ ہبہ مقدم ہو صحیح ہے پھر حیف ہے کہ جب اس مناظرہ تحریری کی ابتدا ہوئی اوسی وقت سے جب اس کی بحث چلی آرہی ہے تو نہ معلوم مولوی صاحب نے اوس سے کیونکر چشم پوشی کی اور علامہ کے طرف اسکی نسبت کی کہ اونھوں نے دعویٰ میراث کو پہلے لکھا افسوس دیانت و امانت اس فرقہ سے

ایسا مسلوب ہو کہ نقل قول مخاطب میں بھی دیانت کو راہ نہیں دیتے تو پھر کیا امید ہو سکتی ہے کہ یہ حق کو قبول کرینگے۔

پھر لکھتے ہیں اس لیئے سب سے پہلے اس بحث میں یہ امر قابل تصفیہ ہے کہ کونسا دعویٰ مقدم تھا، مگر افسوس کوئی ذریعہ اسکا نہ بتایا کہ تصفیہ ہو تو کیونکر۔ کیونکہ جناب سید مرتضےٰ نے تو دلائل عقلی ونقلی دونوں سے اسکا تصفیہ کیا کہ دعویٰ ہبہ مقدم تھا مگر آپ تو اسکا ذکر بھی نہیں کرتے چہ جائیکہ جواب دیں حالانکہ وہ دلائل ایسے قوی ہیں کہ ابن ابی الحدید کو بھی ماننا پڑا کہ دعوے جناب سیدہ بہت صحیح ہے۔

رہا آپ کا یہ کہنا حالانکہ اہلسنت کے نزدیک کسی معتبر اور صحیح روایت سے ہبہ کا دعویٰ ثابت ہی نہیں" ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی حد نہیں مگر شکر خدا کہ آپ نے اوسطرح کا دعا نہیں کیا جو شاہ صاحب فرما گئے ہیں کیونکہ وہ تو لکھتے ہیں دعویٰ ہبہ از حضرت زہرا و شہادت دادن حضرت علی وام ایمن یا حسنین علی اختلاف الروایات درکتب اہلسنت اصلا موجود نیست محض از مفتریات شیعہ است" جس سے معلوم ہوا کہ وہ مطلق وجود روایات کے کتب اہلسنت میں منکر ہیں اور آپ کے انکار میں یہ قید بڑھا دی گئی ہو "کسی معتبر اور صحیح روایت سے ہبہ کا دعویٰ ثابت ہی نہیں"

یہ نتیجہ ہو مساعی جمیلہ علمائے اعلام شیعہ کا جنھوں نے یہ ثابت کر دیا کہ کتب اہلسنت میں ایسی روایتیں موجود ہیں جس سے آپ کو بھی کسیطرح وجود روایات کا اقرار کرنا پڑا کہ اب اونکو صحیح نہ مانئے کیونکہ جب اپنی ضرورت پر صحیح بخاری وصحیح مسلم کی صحت سے انکار کر دیا جاتا ہو تو اور کسی روایت کے انکار صحت میں کب تامل ہو سکتا ہو۔

دیکھئے جس کتاب تشئید المطاعن کا نام مارے خوف کے آپنے بہت دھیمی آواز سے لیا تھا اوس نے شاہ صاحب کے اس فقرہ "درکتب اہلسنت اصلا موجود نیست" کا کس بلند آواز سے جواب دیا ہے فرماتے ہیں انکار وجود این دعویٰ وشہادت درکتب اہلسنت ناشی از کمال عناد وعصبیت است زیرا کہ این دعوے درکتب کثیرہ واسفار معتبرہ ایشان مذکور است مثل تصانیف عمرو بن سعد محمد مورخ ابوبکر جوہری مغنی قاضی القضاۃ ملل ونحل شہرستانی

وکتاب الموافقہ ابن السمان ومعجم البلدان یاقوت حموی ومحلی ابن حزم ونہایت العقول۔ و تفسیر کبیر مسمی بمفاتیح الغیب وریاض النضرہ وکتاب الاکتفا وفصل الخطاب ومواقف وشرح مواقف وجواہر العقدین ووفاء الوفا وخلاصۃ الوفا ہر سہ از سید سمہودی وحاشیہ صلاح الدین رومی بر شرح عقائد نسفی از تفتازانی وصواعق محرقہ وبراہین قاطعہ وتوافق کابلی ومقصد اقصے ومعارج النبوۃ وحبیب السیر وروضۃ الصفا ودر بسیارے ازیں کتب وقوع این شہادت ہم بریں دعوی مذکور است ص ۲۲۱ تشئید المطاعن۔

کیا جو روایت پچیس کتاب میں کتب معتبرہ اہلسنت سے مذکور ہو اوس کے نسبت کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست۔

مولوی مہدی علیخاں مصنف آیات بینات نے اس عبارت کو ضرور دیکھا ہوگا اس لیے یہ تو نہ کہہ سکے کتب اہلسنت میں نہیں ہے بلکہ یہ کہا " اہلسنت کے نزدیک کسی معتبر اور صحیح روایت سے ہبہ کا دعوی ثابت ہی نہیں ہے " جس سے وہ اس الزام سے تو محفوظ رہے کہ بدیہیات کے منکر ہیں مگر یہ الزام اون پر قائم رہا کہ اونھوں نے ایسے ایسے علما کو غیر معتبر اور راوی روایت غیر صحیح قرار دیا حالانکہ ہر ہر عالم اونکا ایسا ہے کہ اونکی کفش برداری کی لیاقت بھی شاہ صاحب کو یا مولوی مہدی علیخاں کو نہیں ہے۔

(۱) عمر بن شبہ کی روایت جواہر العقدین سید سمہودی میں اسطرح ہے کما فی تشئید المطاعن ص ۲۳۱

قلت لزید بن علی وانا ارید ان اہجن امر ابی بکر ان ابابکر انتزع فدک من فاطمۃ فقال ان ابابکر کان رجلا رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا فعلہ رسول اللہ فاتتہ فاطمۃ رض فقالت ان رسول اللہ صلعم اعطانی فدک فقال لہا ہل لک علی ہذا بینۃ فجاءت بعلی فشہد لہا ثم جاءت بام ایمن فقالت الستما تشہدان انی من اہل الجنۃ قالا بلی قال ابو زید یعنی انہا قالت ذلک لابی بکر وعمر قالت فانا اشہد ان رسول اللہ صلعم اعطاہا فدک فقال ابو بکر فرجل وامراۃ اخری تستحقین بہا القضیۃ ثم قال زید واللہ لو رجع الامر الی لقضیت بقضاء ابی بکر۔

یعنی راوی نے حضرت زید شہید سے کہا بایں غرض کہ کچھ ابو بکر کی تہجین کریں کہ ابو بکر نے

فدک کو جناب سیدہ سے نکال لیا تو جواب میں کہا ابوبکر مرد رحیم تھے وہ مکروہ سمجھتے تھے کہ حضرت ع
کے کسی عمل کے خلاف کریں جناب سیدہ نے آکر فدک کا مطالبہ کیا اور کہا کہ مجھکو رسول اللہ نے
ہبہ کیا ہے ابوبکر نے کہا کوئی گواہ بھی ہے جناب سیدہ حضرت علیؑ و ام ایمن کو لائیں۔
ام ایمن نے کہا کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ ہم اہل بہشت سے ہیں ابوبکر نے کہا بیشک
تب ام ایمن نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ نے ان کو فدک ہبہ کیا ہو ابوبکر
نے کہا کیا تم چاہتی ہو کہ ایک عورت ایک مرد کے گواہی سے مستحق ہو جاؤ حضرت زید نے
اس واقعہ کو بیان کر کے کہا قسم خدا کی کہ اگر یہ مقدمہ ہم تک رجوع کرتا تو ہم بھی مطابق
فیصلہ ابوبکر حکم دیتے۔

آپ جانتے ہیں یہ حافظ عمر بن شبہ راوی روایت کیسے بزرگ ہیں: تذکرۃ الحفاظ ذہبی
صفحہ ۹۹ جلد ۲ میں ہے۔

عمرو بن شبہ بن عبیدہ الحافظ العلامۃ الاخباری ابو زید النمیری البصری
صاحب التصانیف عن یوسف بن عطیہ وعدہ و یحیی بن سعید القطان
و عبد الوھاب الثقفی و عدہ وعنہ ابن ماجہ والمحاملی و محمد بن احمد الاثرم
و محمد خلق وکان بصیرا بالسیر والمغازی و ایام الناس صنف تاریخا للبصرہ و کتاب
فی اخبار المدینۃ و غیر ذلک و ثقہ الدارقطنی و غیرہ مات بسامرا فی جمادی الاخرۃ
سنہ اثنتین و ستین و مائتین ولہ تسعون الاسنہ

یعنی عمرو بن شبہ حافظ۔ علامہ اخباری ہیں صاحب تصانیف کثیرہ یوسف بن عطیہ وغیرہ
سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابن ماجہ و محاملی وغیرہ یہ عالم سیر و مغازی و حالات
زمانہ تھے تاریخ بصرہ اور ایک کتاب اخبار مدینہ میں اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں دارقطنی
نے ان کی توثیق کی ہے۔

اور مولوی صدیق حسین خانصاحب تاج مکلل میں لکھتے ہیں ص۵۳

ابو زید عمرو بن شبہ واسمہ زید وشبہ لقب ابن عبیدہ بن زید و نقل ابن [illegible]
النمیری البصری کان صاحب اخبار و نوادر و اطلاع کثیر و صنف تاریخ البصرۃ

سمع منہ ابو محمد بن الجارود وسئل عنہ ابو حاتم الرازی فقال صدوق وروی عنہ الحافظ محمد بن ماجہ صاحب السنن وغیرہ ولد فی رجب ۱۷۳ھ وتوفی سنہ ۲۶۲ھ وقیل ۲۶۳ھ بسر من رای رحمہ اللہ۔

عمر بن شبہ صاحب اخبار و نوادر تھے اور کثیر الاطلاع تاریخ بصرہ اون کی تصنیف ہے کسی نے ابو حاتم رازی سے ان کے بارے میں سوال کیا تو کہا وہ صدوق ہیں انسے ابن ماجہ روایت کرتے ہیں ولادت ۱۷۳ھ وفات ۲۶۲ھ یا ۲۶۳ھ

پھر حیف ہے کہ کوئی سنی اس روایت کو غیر صحیح یا معتبر کہے حالانکہ امام دارقطنی اور ابو حاتم رازی جو جرح رواۃ میں بڑے سخت تھے اون کو صدوق کہہ رہے ہیں اور اون سے ہادے ایک شاگرد ابن ماجہ کی سنن صحاح ستہ میں داخل کیجاے۔

(۲) محمد مورخ کی روایت خود وفاء الوفا باخبار دار المصطفےٰ صفحہ ۴۰ جلد ۲ میں ہے

واما ما ذکرہ المجد من ان فاطمۃ رض ادعت نحلۃ فدک فروی ابن شبۃ ما یشھد لہ عن النمیری بن حسان قال قلت لزید بن علی وانا ارید ان اھجن امرابی بکر ان ابا بکر انتزع من فاطمۃ رض فدک فقال ان ابا بکر کان رجلا رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا ترکہ رسول اللہ صلعم فاتتہ فاطمۃ فقالت ان رسول اللہ اعطانی فدک فقال لھا ھل لک علی ھذا بینۃ فجاءت بعلی رض فشھد لھا ثم جاءت بام ایمن فقالت الیس تشھد انی من اھل الجنۃ قال بلی قالت فاشھد ان النبی اعطاھا فقال ابو بکر برجل وامرءۃ تستحقینھا او تستحقین بھا القضیۃ قال زید بن علی وایم اللہ لو رجع الامر الی لقضیت بھا بقضاء ابی بکر

یعنی محمد مورخ نے فدک کے ترجمہ میں لکھا ہے جسکا مقتضی یہ ہے کہ عمر نے جو جناب امیرؑ و حضرت عباس کو روکیا اور جس میں خصومت ہوئی وہ فدک تھا اسی کے بارے میں جناب سیدہؑ نے دعوی کیا تھا کہ رسول اللہ نے ہبہ کیا ہے جسپر جناب امیرؑ و حضرت ام ایمن نے گواہی دی اور ابو بکر نے کہا اے بضعۃ الرسول ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی کافی نہیں ہے اس کے بعد جب فتوحات بڑھے تو عمر کا اجتہاد اسطرف منتقل ہوا کہ واپس دیں جسپر جناب امیرؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اپنے حیات میں

اسکو فاطمہؑ کو دیا تھا اور عباس انکار کرتے تھے اور دونوں لڑتے جھگڑتے عمر کے پاس آتے اور وہ کہتے ہم فیصلہ نہیں کریں گے تم لوگ خود فیصلہ کرو۔

۳۔ ابوبکر جوہری کی عبارت شرح ابن ابی الحدید میں یہ ہے۔ فقالت ان رسول اللہ اعطانی فدک فقال لها هل لک علی ذلک بينة فجاءت بعلی فشهد لها ثم جاءت بام ايمن فقالت تشهد ان انی من اهل الجنة قالا بلی الونة يريد بعنی انها قالت ذلک لابی بکر و عمر قالت فانا اشهد ان رسول اللہ اعطا فاطمة فدک فقال ابوبکر فرجل وامرءة اخری تستحقين بها القضية

ترجمہ وہی ہے کہ جناب سیدہؑ نے ہبہ کا دعوی کیا اور جناب امیرؑ و ام ایمن نے گواہی دی مگر ابوبکر نے کہا ایک مرد اور ایک عورت کے گواہی سے کیونکر مستحق ہو سکتی ہو۔ قاضی القضاۃ عبدالجبار کی عبارت پہلے لکھی جا چکی ہے علامہ عبدالکریم شہرستانی ملل ونحل میں لکھتے ہیں ص۲۳ حاشیہ الفصل

الخلاف الثالث فی امر فدک والتوارث عن النبی ودعوی فاطمة علیہا السلام وراثة تارة وتمليكا اخری حتی دفعت عن ذلک بالرواية المشهورة عن النبی نحن معاشر الانبياء لا نورث۔

یعنی جناب سیدہ نے کبھی وراثت کا دعوی کیا اور کبھی تملیک کا مگر بزرفعہ حدیث مشہور نحن معاشر الانبیاء کے ذریعہ سے وہ معصومہ رد کی گئیں تھیں

کتاب الموافقہ ابن السمان کی روایت فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا میں اسطرح ہے۔ قال الامام ابن السمان فی کتاب الموافقة فی ذکر فاطمةؓ وابی بکر جاءت فاطمةؓ الی ابی بکر فقالت اعطنی فدک فان رسول اللہ وهبها لی فقال صدقت يا بنت رسول اللہ ولكني رايت رسول اللہ يقسمها فيعطی الفقراء والمساكين وابن السبيل بعد ان يعطيكم منها قوتكم فما تصنعين بها فقالت افعل فيها كما كان يفعل فيها ابی رسول اللہ۔

ابن السمان نے کتاب الموافقہ میں لکھا ہے کہ جناب سیدہ ابوبکر کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا کہ فدک مجھکو دیدو کہ یہ رسول اللہ نے مجھکو ہبہ کیا ہے ابوبکر نے کہا دعوی آپکا صحیح ہے مگر میں نے رسول اللہ کو دیکھا تھا کہ آپ لوگوں کو قوت دیکر اسے فقراء و مساکین پر تقسیم کرتے تھے پھر آپ کیا کیجیے گا فرمایا کہ جو کام رسول اللہ کرتے تھے وہی ہم بھی کریں گے

یاقوت حموی کی عبارت معجم البلدان سے احقاق الحق قاضی نور اللہ شوستری اعلی اللہ مقامہ میں اسطرح ہے وعی النبی قالت فاطمہ ان رسول اللہ نحلنیها فقال ابوبکر اریدا بذلک شهودا و لها قصة یعنی فدک وہی ہے جسکا مطالبہ جناب سیدہ نے کیا تھا کہ رسول اللہ نے مجکو ہبہ کیا ہے جس پر ابوبکر نے کہا ہم گواہ چاہتے ہیں اور اسکا قصہ ہے۔

ابن حزم اندلسی کی عبارت محلی میں یہ ہے روی ان علی بن ابیطالب شهد لفاطمة عند ابی بکر الصدیق ومعه ام ایمن فقال له ابو بکر لو شهد معک رجل او امرءة اخری لقضیت لها بذلک تشئید ص۲۳۵

یعنی جناب امیر نے اور ام ایمن نے گواہی دی جس پر ابوبکر نے کہا اگر ایک مرد یا ایک عورت اور ہوتی تو ہم آپکے مطابق فیصلہ کرتے۔

امام ابن حزم کوئی معمولی شخص نہیں ہیں خود مجتہد ہیں اور ایسے مجتہد کہ ائمہ اربعہ پر غالب تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی جلد ۳ ص۳۴۱

امام ابن حزم الامام العلامة الحافظ الفقیه المجتهد ابو محمد علی بن احمد وکان الیه المنتهی فی الذکاء والحفظ وسعة الدائرة فی العلوم وکان شافعیا ثم انتقل الی القول بالظاهر و نفی القول بالقیاس وتمسک بالعموم والبراءة الاصلیة وکان صاحب فنون فیه دین وتورع وتحر وتحری الصدق وکتاب المحلی فی الفقه علی مذهبه واجتهاده مجلد وشرحه المجلی فی ثمان مجلدات و تعلق بمذهب الشافعی ثم انتسب الی داؤد ثم خلع الکل واستقل بنفسه وزعم انه امام الائمة یضع ویرفع ویحکم ویشرع سنہ ۴۵۶ھ وفات

ابن حزم امام - علامہ حافظ - فقیہ مجتہد ہیں ابو محمد علی بن احمد نام ہے ذہن میں ذکا میں حفظ میں اور وسعت دائرہ علم میں اون کے طرف منتہا ہے پہلے شافعی تھے پھر ظاہری ہوئے پھر خود صاحب مذہب مستقل بنے اور دعوی کیا کہ وہ تمامی امت کے امام ہیں جو چاہیں حکم دیں جس حکم کو چاہیں رد اور جو چاہیں شرع میں دخل دیتے اپنے محلی کتاب کی جو اپنے مذہب میں لکھی تھی آٹھ جلد میں شرح کی صاحب فتوی اور دین و ورع والے تھے اور صدق و راستی کے بڑے پابند تھے تو پھر کیونکر گمان ہوسکتا ہے کہ انھوں نے جس روایت کو خاص اپنے مذہب کی کتاب میں

لکھا وہ روایت خبر صحیح یا غیر معتبر ہو۔ مولوی صدیق حسن صاحب تاج مکلل میں لکھتے ہیں کہ شیخ عارف محی الدین بن عربی لکھتے ہیں وھذہ غایۃ الوصلۃ ان یکون الشیء عین ما ظہر ولا یعرف انہ ھو کما رایت النبی وقد عانق ابا محمد بن حزم المحدث فغاب الواحد فی الآخر فلم یر الا واحد وھو رسول اللہ فھذہ غایۃ الوصلۃ وھو المعبر عنہ بالاتحاد ای الاثنین عین الواحد صفحہ ۱۵۔

کہ انتہائے وصل یہ ہے کہ دو شئی ایک ہو جائیں کہ دو نہ معلوم ہو جیسا کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ حضرت شیخ ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا تو ایک شخص دوسرے میں غائب ہو گیا بجز رسول اللہ کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا اسی کا نام اتحاد ہے کہ دو شخص ایک ہو جائیں۔

تو کیا ایسے شخص کی طرف گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی بنا کسی ایسے حدیث پر رکھے جو خبر صحیح یا غیر معتبر ہو۔

نہایۃ العقول فخر رازی کی عبارت حسب ذیل ہے۔ قولہ ثانیا انہ منعہا فدک فلنا لو وجب علیہ تصدیقہا فی ھذہ الدعوی لکان ذلک اما لما یذکرونہ من وجوب عصمتہا وقد سبق الکلام علیہ او البینۃ لکن البینۃ الشرعیۃ ما کانت حاصلۃ لا یقال فیلزم ان تکون فاطمۃ طالبۃ ذلک من غیر بینۃ وذلک لا یلیق بہا لانا نقول لعلہا کانت تذھب الی الحکم بالشاھد الواحد والیمین جائز علی ما ذھب الیہ بعضہم وان ابا بکر ما کان یذھب الی ذلک۔

یعنی یہ جو کہا کہ ابو بکر نے فدک کو روکا تو اسکا یہ جواب ہے کہ جناب سیدہ کے دعوی کی تصدیق اس وجہ سے لازم تھی کہ وہ معصوم تھیں تو اس کے متعلق لکھ چکے ہیں اور اگر گواہی کی وجہ سے لازم تھی تو ظاہر ہے کہ نصاب پورا نہیں ہوا اب اگر یہ کہو کہ پھر لازم آتا ہے جناب سیدہ بلا بینہ و ثبوت شرعی طالب تھیں جو کسی طرح اون کے شان کے لائق نہیں ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ ممکن ہے اون کا یہ مذہب ہو کہ ایک گواہ و قسم کیساتھ حکم جائز ہے جیسا کہ اور وں کا بھی مذہب ہے اور ابو بکر کا یہ مذہب نہ تھا۔

اس عبارت سے بھی بخوبی معلوم ہوا کہ امام فخر رازی بھی اس دعوی ہبہ کو تسلیم کرتے ہیں کہ جناب

سیدہ نے دعوی ہبہ کیا اور گواہی شہادت بھی گذری مگر ابوبکر نے نہ مانا۔

تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ [illegible] میں یہ ہے۔ لان هذه الآية ما نزلت في قرى بني النضير لانهم اوجفوا عليهم بالخيل والركاب وحاصرهم رسول الله صلى الله عليه وسلم والمسلمون بل هو في فدك وذلك لان اهل فدك انجلوا عنه فصارت تلك القرى والاموال في يد الرسول صلى الله عليه وسلم من غير حرب فكان صلى الله عليه وسلم ياخذ من غلة فدك نفقته ونفقة من يعوله ويجعل الباقي في السلاح والكراع فلما مات صلى الله عليه وسلم ادعت فاطمة رضي الله عنها انه صلى الله عليه وسلم كان نحلها فدك فقال ابوبكر رضي الله عنه انت اعز الناس علي فقراً واحبهم الي غنى لكني لا اعرف صحة قولك ولا يجوز ان احكم بذلك فشهد لها ام ايمن ومولى رسول الله صلى الله عليه وسلم فطلب منها ابوبكر رضي الله عنه شاهد الذي يجوز قبول شهادته في الشرع فلم يكن فاجرى ابوبكر ذلك على ما كان يجريه رسول الله صلى الله عليه وسلم ينفق منه على من كان ينفق عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ويجعل ما يبقى في السلاح والكراع وكذلك عمر رضي الله عنه جعله في يد علي رضي الله عنه ليجريه على هذا المجرى ورد ذلك في آخر عهد عمر رضي الله وقال ان بنا غنى وبالمسلمين اليه حاجة وكان عثمان رضي الله عنه يجريه كذلك ثم صار الى علي رضي الله عنه فكان يجريه هذا المجرى فالائمة الاربعة اتفقوا على ذلك۔

خلاصہ مضمون وہی ہے کہ جناب سیدہؑ نے دعوی کیا کہ رسول اللہ نے فدک ہمکو ہبہ کیا ہے ابوبکر نے کہا ہم نہیں جانتے کہ آپکا دعوی سچا ہے یا کیا لہذا گواہ لایئے جناب سیدہؑ نے ام ایمن کو پیش کیا اور ایک غلام آزاد کردہ رسول اللہ کو۔ ابوبکر نے کہا ایسا گواہ لایئے جسکی شہادت شرع میں مقبول ہو مگر نہ لاسکیں لہذا ابوبکر اوسیطرح عمل کرتے رہے جو طریق عمل رسول تھا آخر میں عمر نے جناب امیرؑ کے حوالہ کیا کہ مطابق عمل رسول عمل کریں پھر پھیر دیا کہ ہمکو اسوقت ضرورت نہیں ہے اور مسلمانوں کو ضرورت ہے عثمان کا بھی یہی دستور رہا اور جناب امیرؑ بھی اسی کے مطابق عمل کرتے رہے تو ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق رہا۔

محب طبری کی عبارت ریاض النضرہ صفحہ ۱۲۳ جلد اول میں یہ ہے

وعن عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم عن ابیہ قال جاءت فاطمۃ رضی اللہ عنہا الی ابی بکر فقالت اعطنی فدک فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھبہا لی قال صدقت یا بنت رسول اللہ ولکن رایت رسول اللہ صلعم یقسمہا فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یعطیکم منہا قوتکم فما تصنعین بہا الخ

پھر دوسرے مقام پر ہے وعنہ عن زید بن علی وقد سال عن امر فدک قال ان فاطمۃ ذکرت لابی بکر ان النبی اعطاھا فدک فقال اشتنی علی ما تقولین بالبینۃ فجاءت برجل وامرأۃ قال ابو بکر رجل مع الرجل وامرأۃ مع الامرأۃ فاعیت فقال زید وایم اللہ لو رجع القضاء الی لقضیت بما قضی بہ ابو بکر۔

کتاب الاکتفا ابراھیم بن عبد اللہ یمنی شافعی کی عبارت یہ ہے۔ ابن شبۃ عن النمیری حسان قال قلت لزید بن علی وانا ارید ان اھجن امر ابی بکر وعمر ان ابا بکر انتزع من فاطمۃ فدک فقال ان ابا بکر کان رجلا رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتت فاطمۃ رضی اللہ عنہا فقالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی فدک فقال لہا ھل لک علی ھذا بینۃ فجاءت بعلی رضی اللہ فشہد لہا ثم جاءت بام ایمن فقالت الیس تشہد انی من اھل الجنۃ قال بلی قالت فاشہد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطاھا فدک فقال ابو بکر فبرجل وامرأۃ تستحقہا او تستحقین بہا القضیۃ ثم قال زید بن علی وایم اللہ لو رجع الامر الی لقضیت فیہا بقضاء ابی بکر اخرجہ فی الموافقۃ

پھر اسی کتاب میں ہے وعن ابی الجارود سئل زید بن علی عن امر فدک فقال ان فاطمۃ ذکرت لابی بکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطاھا فدک فقال ائتنی علی ما تقولین بالبینۃ فجاءت برجل وامرأۃ فقال ابو بکر رجل مع الرجل وامرأۃ مع الامرأۃ فاعیت ثم قال زید وایم اللہ لو رجع القضاء الی لقضیت بما قضی بہ ابو بکر اخرجہ فی الموافقۃ

خواجہ محمد پارسا کی عبارت سابقا مذکور ہوئی ملاحظہ ہو قول ابن السمان۔

مواقف شرح مواقف کی عبارت یہ ہے۔

فان قیل ادعت فاطمة ع انہ نحلہا ای اعطاہا فدک نحلة وعطیة وشہد علیہ علی ع
والحسن والحسین وام کلثوم والصحیح ام ایمن فرد ابوبکر شہادتہم فیکون ظالما قلنا اما الحسن
والحسین فللفرعیة لان شہادة الولد لا یقبل لاحد ابویہ واجدادہ عند اکثر اہل العلم وایضا
ہما کانا صغیرین فی ذلک الوقت واما علی وام ایمن فلقصورہما عن نصاب البینة وہو
رجلان او رجل وامراتان انتہی

جواہر العقدین کی عبارت عدد [illegible] مذکور ہوئی۔

وفاء الوفاء کی عبارت ۳۰ میں مذکور ہوئی اوس کے بعد خود مصنف کتاب لکھتے ہیں۔ واما ما
ذکرہ المجد من ان فاطمة رضی اللہ عنہا ادعت نحلة فدک فروی ابن شبة ما یشہد لہ
عن النمیری بن حسان قال قلت لزید بن علی وانا ارید ان اہجن امر ابی بکر ان ابا بکر انتزع من
فاطمة فدک فقال ان ابا بکر کان رجلا رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا ترکہ رسول اللہ ص
فاتتہ فاطمة فقالت ان رسول اللہ ص اعطانی فدک فقال لہا ہل لک علی ہذا بینة
فجاءت بعلی رض فشہد لہا ثم جاءت بام ایمن فقالت الیس تشہد انی من اہل الجنة قال بلی
قالت فاشہد ان النبی اعطاہا فقال ابو بکر برجل وامراة تستحقیہا او تستحقین بہا القضیة
قال زید بن علی وایم اللہ لو رجع الامر الی لقضیت فیہا بقضاء ابی بکر۔ ص ۱۳۱

حاشیہ صلاح الدین رومی کی عبارت یہ ہے ومن منع الارث وفدک بالنحلة وقع بین
فاطمة وابی بکر بغض وتشاجر ولم تتکلم معہ مدة حیاتہا کما فی التشییدی ص ۲۳۱
یعنی چونکہ ابوبکر نے میراث جناب سیدہ کو اور دعوی ہبہ کو فدک سے ابوبکر نے روکا لہذا جناب سیدہ
و ابوبکر میں بغض وتشاجر پیدا ہوا جس سے جناب سیدہ نے ابوبکر سے مدة العمر کلام نہیں کیا۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی کی عبارت یہ ہے ص ۲۱ مطبوعہ مصر۔ ودعواہا ان النبی نحلہا فدکا
لم تات علیہا الا بعلی وام ایمن فلم یکمل نصاب البینة علی ان فی قبول شہادة الزوج لزوجتہ
خلافا بین العلماء وعدم حکمہ بشاہد ویمین اما لعلة کونہ ممن لا یراہ ککثیرین من العلماء
وانہا لم تطلب الحلف مع من شہد لہا وزعمہم ان الحسن والحسین وام کلثوم شہدوا
لہا باطل علی ان شہادة الفرع والصغیر غیر مقبولة وسیاتی عن الامام زید بن علی

بن الحسین رضی اللہ عنہما فعلہ ابوبکر وقال لو کنت مکانہ لحکمت بمثل ما حکم بہ
وفی روایۃ قال فی الباب الثانی ان ابابکر کان رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا ترکہ
رسول اللہ فاتتہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا فقالت ان رسول اللہ اعطانی فدک فقال ہل لک بینۃ
فشہد لہا علی وام ایمن فقال لہا فبرجل وامرأۃ تستحقینہا ۱ھ

یعنی جناب سیدہ نے جو دعوی ہبہ فدک کیا تھا اوس پر بجز جناب امیر وام ایمن کوئی گواہ نہ لا سکیں
جس سے گواہی کا نصاب پورا نہیں ہوا حالانکہ علما کے یہاں اس میں اختلاف ہے کہ شوہر کی
گواہی زوجہ کیلئے قبول ہو سکتی ہے یا نہیں رہا یہ امر کہ ایک گواہ اور قسم پر کیوں نہ فیصلہ کیا گیا
دگر گواہی کے بعد جناب سیدہ سے قسم لیجاتی، تو ممکن ہے کہ ابوبکر کی رائے میں یہ درست نہ ہو
جیسا کہ اکثر علما کا مذہب ہی یہ ہے کہ چونکہ شہادت گذر چکی تھی حلف نہ طلب کیا گیا ہو۔

رہا یہ گمان کہ جناب امام حسن وامام حسین وام کلثوم نے گواہی دی تو یہ باطل ہے حالانکہ
شہادت فروع وصغیر غیر مقبول ہے اور قریب ہے کہ حضرت زید بن علی بن الحسین سے یہ روایت
آئے کہ اونھوں نے فیصلہ ابوبکر کی تصویب کی اور کہا کہ اگر ابوبکر کے جگہ ہم ہوتے تو ہم بھی یہی
فیصلہ کرتے دوسرے باب میں یہ روایت آتی ہے کہ ابوبکر رحیم تھے اور کسی امر میں تغیر دینا پسند نہ
کرتے تھے جو رسول اللہ کرتے تھے او حضرت سیدہ آئیں اور کہا کہ ہمکو رسول اللہ ہبہ کر گئے
ہیں تو ابوبکر نے کہا کوئی گواہ بھی ہے تو حضرت امیر و ام ایمن نے گواہی دی پھر ابوبکر نے کہا کہ ایک مرد
اور ایک عورت کے گواہی سے مستحق ہو جاوگی۔

پھر باب دوم ص۳۳ میں لکھتے ہیں واخرج الحافظ عمر بن شبہ ان زید ہذا الامام الجلیل
قیل لہ ان ابابکر انتزع من فاطمۃ فدک فقال انہ کان رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا
ترکہ رسول اللہ فاتتہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا فقالت ان رسول اللہ اعطانی فدک فقال لہا
ہل لک بینۃ فشہد لہا علی وام ایمن فقال لہا برجل وامرأۃ تستحقینہا ثم قال زید
واللہ لو رجع الامر فیہا الی لقضیت بقضاء ابی بکر انتہی۔

وہی روایت ہے جو کہ ذکر ہوئی کہ ابوبکر نے جب فدک کو نکالا ہے تو جناب سیدہ نے
کہا رسول اللہ ہمکو فدک دے گئے ہیں جس پر ابوبکر نے گواہ طلب کیا اور جناب امیر وام ایمن نے

گواہی دی حضرت زید کہتے ہیں کہ اگر یہ مرافعہ ہم تک آتا تو ہم بھی یہی فیصلہ دیتے۔

براہین فاطمہ ترجمہ صواعق محرقہ تصنیف کمال الدین ابن فخر الدین جہرمی میں ہے
اما آنکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دعوی کرد کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فدک با و بخشیدہ و تملیک او کردہ۔
باین معنی علی رضی اللہ عنہ وام ایمن ادائے شہادت کردند بصحت نرسید و بر تقدیر وقوع دعوی تملیک
او اتیان بعلی رضم وام ایمن جہت ادائے شہادت چوں نصاب بینہ کردہ مردا ست یا اعتبار زنان
بتمام نرسیدہ بود بنا بر این ابوبکر رضہ در حکم تامل فرمودہ بود آنکہ در قبول شہادت زوج برائے زوجہ خلافی میان
علما است واما آنکہ بیک گواہ وقسم حکم نکردہ است بنا بر آنست کہ بسیارے گردہ از علما برین
رفتہ اند با آنکہ بعد از شہادت یک کس فاطمہ رضہ طلب یمین نکرد وساکت شدہ وانچہ زعم کردہ اند
کہ حسن وحسین وام کلثوم رضی اللہ عنہم گواہی دادند آں زعم باطل است با آنکہ شہادت فرع وصغیر
مقبول نیست وبعد ازین خواہد آمد روایت از امام زید بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہم کہ رائے ابوبکر
رضی اللہ را درین باب صواب دانست وگفت اگر بجائے ابوبکر من می بودم حکم میکردم ہمین حق
کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کرد وابوبکر رضی اللہ عنہ مردی رحیم بود ومکروہ میداشت کہ تغیر کند چیزے راکہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گذاشتہ بود پس فاطمہ رضی اللہ عنہا نزد او آمد وگفت کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فدک را بمن عطا فرمودہ ابوبکر رضی اللہ عنہا گفت شاہدی درین باب است
آنگاہ علی رضی اللہ عنہ وام ایمن گواہی دادند بعد از اں ابوبکر رضی اللہ عنہ گفت بشہادت مردے
وزنے مستحق این می شوی باز زید رضوان اللہ علیہ گفت بخدا سوگند کہ اگر مرافعہ این امر نزدیک من
میگذشت حکم میکردم بانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حکم کردہ است پھر لکھتے ہیں۔
روایت کرد حافظ عمر بن شبہ کہ با امام زید گفتند کہ ابوبکر از فاطمہ رضی اللہ عنہا انتزاع فدک نمود
باز امام زید گفت انہ کان رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاتتہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا فقالت لہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی فدک فقال
ھل لک بینۃ فشھد لھا علی وام ایمن رضی اللہ عنہما فقال لہا برجل وامرأۃ تستحقین ثم
قال زید واللہ لو رجع الامر فیہا الی لقضیت بقضاء ابی بکر رضی اللہ عنہما یعنی ابوبکر رضی اللہ
عنہ شخصی مہربان رقیق القلب بود ومکروہ میداشت کہ ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را از

حالیکہ بود تغییر نماید آنگاہ فاطمہؓ نزد او آمد و گفت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک را بمن داده
است ابوبکر رضی اللہ عنہ گفت آیا ترا شاہدی درین باب است پس علی و ام ایمن رضی اللہ
عنہما گواہی دادند آنگاہ ابوبکر رضی اللہ عنہ گفت بشہادت مردی و زنی مستحق آن میشوی باز
زید رضی اللہ عنہ گفت بخدا سوگند کہ اگر این امر بمن رجوع کردہ شدہ بودے ہر آئینہ حکم میکردم
بطریقی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حکم کرد۔

[۲۲] صواعق خواجہ نصر اللہ کابلی میں ہے السابع انہ منع فاطمۃ فدکا وقد ادعت انہ وھبہا ایاھا
فلم یصدق قولہا مع عصمتہا فجاءت بعلی وام ایمن فرد شہادتہا فغضبت عند ذلک
وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بضعۃ منی من اغضبہا فقد اغضبنی وھو باطل
لان الموھوب لا یصیر ملکا للموھوب لہ الا بعد التصرف وکانت فی یدہ یتصرف فیہ
کما شاء الی ان قضی نحبہ ولم یرد شہادتہا بل طلب امراۃ اخری لیتم نصاب الشہادۃ
فلو حکم خالف النص انتہی۔

[۲۳] حبیب السیر میں ہے۔ در مقصد اقصی درین عبارت مزبور است
کہ بعضی گویند حضرت رسالت بسوئے فدک امیر المومنین علی را فرستاد و مصالحہ بر دست امیر
واقع شد بران نہج کہ امیر قصد خون ایشان نکند و حوائط خواص از آن رسول باشد پس جبرئیل
فرود آمد و گفت حق تعالی میفرماید کہ حق خویشاں بدہ رسول گفت خویشاں من کیستند و حق ایشان
چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوائط فدک بدو دہ آنچہ از آن خدا و رسول است در فدک
ہم بدو دہ پیغمبر علیہ السلام فاطمہ را بخواند و از برائے او حجتی نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد از وفات
رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش ابوبکر آورد و گفت این کتاب رسول خدا است کہ از برائے من و حسن
و حسین نوشتہ است انتہی کلامہ۔

[۲۴] روضۃ الصفا میں ہے۔ و در مقصد اقصی باین عبارت مذکور
است کہ بعضی میگویند کہ حضرت رسالت بجوئے فدک حضرت امیر المومنین علی را فرستاد و مصالحہ
بر دست امیر واقع شد بر آن نہج کہ امیر قصد ایشان نکند و حوائط خاص از آن رسول باشد
پس جبرئیل فرود آمد و گفت حق تعالی میفرماید کہ حق خویشان بدہ رسول تند فرمود کہ خویشان

من کیستند وحق ایشاں چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوالۂ فدک را بدو دہ وانچہ از آں خدا و رسول است در فدک ہم بدو دہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فاطمہ را بخواند و برائے او حجتی نوشت و آں وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول اللہ علیہ السلام پیش ابوبکر آورد و گفت ایں کتاب رسو خدا است کہ برائے من وحسن وحسین نوشتہ انتہی وعبارت معارج بعد ازیں مذکور خواہد شد ایں ہمہ عبارات برائی تکذیب وتجہیل وتفضیح وتخجیل مخاطب نبیل کہ تشبثہ و مبالغہ انکار وجود روایات ادعائے ہبہ فدک در کتب اہلسنت نمودہ واز مفتریات شیعہ پنداشتہ وآوردن آنرا درمقام الزام اہل سنت وجواب ازاں طلبیدن کمال سفاہت انگاشتہ کافی ووافی ست و ہرچند مخاطب بظاہر بایں خرافت خود طعن وتشنیع بلیغ بر اہلحق زدہ لیکن بعد ملاحظہ عبارات ائمہ سنیہ واضح میشود کہ بحقیقت کمال تسفیہ وتحمیق اکابر اساطین خود پیش نظر داشتہ کہ ایشاں بایں روایت تمسک نمودہ اند احتجاج واستناد واستشہاد بآں فرمودہ بہر حال ہیچ عاقلی چنیں جسارت وخسارت شنیع اقدام نمی تواند کرد وازیں جاست کہ کابلی پر مفضل مخاطب چوں بر افادات ائمہ خود اطلاعی بہم رسانیدہ وباوصف آنہمہ تعصب فاحش وعناد قبیح کہ جا بجا بر انکار امور ثابتہ ظاہر و جسارت نمودہ تاب رد وابطال ایں روایت نیافتہ بلکہ بطلب ابوبکر زنے دیگر تا کہ نصاب شہادت تمام شود تصریح ساختہ

معارج النبوۃ کی عبارت یہ ہے ودر مقصد اقصیٰ بایں عبارت مذکور است کہ بعضی گویند کہ حضرت رسول اللہ بسوئے خیبر امیر المومنین علی رضہ را فرستاد و مصالحہ بردست حضرت امیر واقع شد برآں نہج کہ حضرت امیر قصد خون ایشاں نکند وحوالۂ خاص ازاں رسول باشد پس جبرئیل فرود آمد وگفت کہ حقتعالی میفرماید کہ حق خویشاں بدہ رسول گفت خویشاں من کیستند وحق ایشاں چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوالۂ فدک را باو دہ وانچہ از خدا و رسول ہوا است در فدک ہم باو دہ پیغمبر فاطمہ را بخواند و برای وے حجت نوشت وآں وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول پیش ابوبکر صدیق آورد وگفت ایں کتاب رسو خدا است برائے من وحسن وحسین نوشتہ است انتہی۔

یہ کل عبارتیں ہمنے کتاب مستطاب تشئید المطاعن سے نقل کی ہیں اور جو کتابیں ہمارے پاس

نہیں اوسکا صفحہ بھی دیدیا ہے پھر نہ معلوم شاہ صاحب نے یہ دعویٰ کیونکر کیا۔ دعویٰ ہبہ از حضرت زہرا و شہادت دادن حضرت علی و ام ایمن یا حسنین علی اختلاف الروایات در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست کیونکہ اگر یہ کہا جائے کہ کبھی ان کتابوں کو نہیں دیکھا تھا تو اس سے کمال درجہ کی جہالت اون کی معلوم ہوتی ہے کہ ایسے ایسے معمولی کتابوں کو بھی نہ دیکھا حالانکہ کوئی عالم کمتر ایسا نہیں ہوگا جو تاریخ روضۃ الصفا۔ حبیب السیر وغیرہ کو نہ دیکھا ہو اگر یہ کہا جائے کہ اس کو وہ کتب اہلسنت سے نہیں سمجھتے تو کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ شاہ صاحب صواعق محرقہ شرح مواقف محلی ابن حزم وغیرہ کو بھی اہلسنت کی کتاب نہ جانتے تھے حالانکہ اپنی غرض پر صدہا مقام پر انہیں کتابوں سے استدلال کیا ہے پھر بجز اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ یہ اعتراض لاجواب تھا اس لیے بجز اس کے چارہ نہ تھا کہ وجود روایت سے انکار کر دیں اگرچہ اہل علم کے نزدیک وہ مضحکہ صبیاں قرار پائے کیونکہ منکر بدیہی کو تو کوئی بھی عاقل نہیں کہہ سکتا۔

طرفہ تو یہ ہے کہ تحفہ کا سارا دارومدار سرقہ صواقع خواجہ نصیر اللہ کابلی پر ہے مگر یہاں اگر اوس سے بھی گریز کیا اور اوس کے قول کو بھی نہ مانا جو صاف لکھتا ہے کہ ابوبکر نے ایک گواہ اور طلب کیا۔

اگر اس پر بھی تسکین نہ ہو تو سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۶۳ ملاحظہ ہو۔

ومنها انها ادعت ان النبی اعطاها فدکا ولعل طلب ارثها من فدک کان وقال لها هل لک بینة فشهد لها علی کرم الله وجهه وام ایمن فقال لها ابرجل وامرأة تستحقینها۔

یعنی جناب سیدہ کا مطالبہ فدک بطور ارث غالباً بعد اوس مطالبہ کے ہو کہ بحیثیت ہبہ دعویٰ کیا تھا جس پر ابوبکر نے کہا تھا کوئی گواہ بھی ہے تو جناب امیر و ام ایمن نے گواہی دی جس پر ابوبکر نے کہا ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی سے مستحق ہو جاؤ گی۔

اب مصنف آیات بینات غور کریں کہ اونکا یہ دعویٰ کہاں تک قابل قبول ہے۔ حالانکہ اہلسنت کے نزدیک کسی معتبر اور صحیح روایت سے ہبہ کا دعویٰ ثابت ہی نہیں کیونکہ ایک نہیں ستائیس اٹھائیس کتابوں سے اہلسنت کے ثابت ہے کہ جناب سیدہ نے ہبہ کا دعویٰ کیا

اور ابو بکر نے گواہی طلب کی جناب امیر و ام ایمن نے گواہی دی مگر ابو بکر نے نہ مانا اور اپنے
ذاتی غرض سے سب کو رد کیا۔

پھر بتایئے کہ جس بنیاد پر یہ عمارت طعن ابو بکر تمام کی گئی تھی وہ کیسی مستحکم اور مضبوط ہے کیونکہ تواریخ
سیر، احادیث، لغت، جغرافیہ سب سے تو یہ ثابت ہے کہ جناب سیدہ نے بحیثیت ہبہ پہلے دعوی کیا اور
اوس کے بعد بحیثیت میراث پھر بحیثیت سہم ذوی القربے مگر دشمنان دین نے ایک کو نہیں مانا۔

آپ نے صاحب تحفہ کی عبارت تو بڑے جوش و خروش سے پیش کیا مگر تعجب ہے کہ اوس کے
جواب کو نہ دیکھ لیا کہ کس طرح اون کا دعوی خاک میں ملایا گیا ہے کیا اس سے بڑھ کر کوئی
کام حیا کا ہو سکتا ہے۔

ہم تو سمجھتے تھے کہ جب اس طرح آپنے اس بحث کی تاریخ لکھی ہے اور تشئید المطاعن اور
طعن الرماح کا نام لکھا ہے تو ضرور اونکا بھی رد کریں گے اور اون کے اغلاط و اکاذیب سے قوم کو
متنبہ کریں گے مگر یہ کیا معلوم تھا کہ آپ بھی وہی جھوٹا دعوی کریں گے جو شاہ صاحب کر چکے تھے
اور جواب کو دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔

مولوی صاحب دنیا کا قاعدہ ہے کہ جج یا جو اوس کے فیصلہ پر رضامند ہوتا ہے وہ فیصلہ کے حقیت کے
ثابت کرنے کی فکر کرتا ہے نہ یہ کہ اصل دعوی ہی کو غائب کر دے مگر یہ آپنے نیا ڈھنگ نکالا ہے
کہ اصل دعوی ہی کو غائب کرتے ہیں کہ جناب سیدہ نے ہبہ کا دعوی ہی نہیں کیا حالانکہ دعوے
ہبہ ایسا ثابت ہے کہ روئے زمین پر کسی سنی کی مجال نہیں جو اوس سے انکار کر سکے۔

بہرحال شاہ صاحب کا یہ دعوی "کہ در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست" تو خاک میں مل چکا
اور آپ کا دعوے کہ وہ روایتیں صحیح اور معتبر نہیں ہیں عنقریب خاک میں ملایا جاتا ہے کیونکہ
آپ نے صرف ابو سعید کے نام کے مشترک ہونے سے درمیان ابو سعید خدری صحابی اور
ابو سعید کلبی قوم کو دھوکا دینا چاہا ہے جسکی حقیقت عنقریب ظاہر ہو گی جہاں آپ اسکی بحث کرینگے۔

قال ہم اس بحث کی نسبت زیادہ لکھنا کچھ نہیں چاہتے بجز اس کے کہ خود علمائے شیعہ نے تسلیم
کیا ہے کہ بعض روایات سے پایا جاتا ہے کہ ارث کا دعوے ہبہ پر مقدم تھا جیسا کہ لمعۃ البیضاء
شرح خطبۃ الزہرا مطبوعہ ایران کے صفحہ ۱۳۱ میں لکھا ہے وما فی بعض الروایات انھا

ادعت الارث اولا ثم ادعت النحلة فذلک علی تقدیر الصحة انما هو بلحاظ انها فی محل ادتها لا محالة فلما القوا الشبهة بنقل الروایة ادعت ما هو الواقع من حقیقة النحلة کہ بعض روایات میں جو یہ آیا ہے کہ حضرت فاطمہ نے اول ارث کا دعوی کیا پھر ہبہ کا پس بشرط صحیح ہونے اس کے وہ اس لحاظ سے ہے کہ بوجہ میراث کے وہ ہر طرح سے اوس کی مستحق تھیں جب اوس میں ایک روایت نقل کرکے شبہہ ڈالدیا تو جو اصلی بات تھی اور حقیقی واقعہ تھا یعنی ہبہ اوسکا دعوے کیا مگر چونکہ علماء امامیہ نے ہبہ کے دعوی کو اکثر پہلے بیان کیا ہے اور ارث کے دعوی کو بعد اس کے اس لیئے ہم بھی یہی ترتیب اختیار کرتے ہیں کیونکہ تقدیم و تاخیر سے نفس مطلب پر زیادہ اثر نہیں ہوتا خصوصًا اوس وقت جبکہ ہبہ کا دعوے فی نفسہ ہمارے نزدیک پیش ہی نہ ہوا ہو۔

اقول جب آپ خود اقرار کرتے ہیں "تقدیم و تاخیر سے نفس مطلب پر زیادہ اثر نہیں ہوتا" تو پھر بار بار ناحق کیوں اوس پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ جس وقت سے اس مسئلہ کی بحث تحریری شروع ہوئی اوسی وقت جناب سید مرتضے علیہ الرحمہ نے دلائل عقلی و نقلی سے اس کو ثابت کردیا ہے کہ دعوی ہبہ مقدم ہے اور ہم جناب سلطان العلما طاب ثراہ کی عبارت بھی لکھ چکے ہیں کہ دعوی ہبہ مقدم ہے پھر ہم نے سیرۃ حلبیہ علامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی سے بھی ثابت کردیا کہ دعوائے ہبہ مقدم ہے اور دعوائے ارث موخر پھر اوس سے اوجھنا فضول ہے تحفۃ البیضا کی عبارت جو آپ نے نقل کی ہے اوس میں بھی یہ فقرہ علی تقدیر الصحۃ بتارہا ہے کہ مصنف کے نزدیک وہ روایت صحیح نہیں ہے پھر ناحق آپ تضیع اوقات کر رہے ہیں۔

قولہ - آیا فدک پیغمبر خدا صلعم نے فاطمہ کو ہبہ کیا تھا یا نہیں -

چونکہ حضرت امامیہ اس بات کے مدعی ہیں کہ فدک حضرت فاطمہ کو ہبہ کیا گیا تھا اور اوسی بنا پر حضرت فاطمہ نے جب وہ غصب کرلیا گیا ابوبکر صدیق کے سامنے دعوے کیا اس لیئے یہ بات اون کے ذمے ہے کہ وہ اہل سنت کی معتبر روایتوں سے ان دونوں دعووں کو ثابت کریں اگر وہ اسے ثابت کرسکیں تو ہمارے ذمے ہے کہ اس بنا پر جو کچھ اعتراضات وہ حضرت ابوبکر صدیق پر لگاتے ہیں ہم اوس کے متعلق جو باتیں عذر آمیز اون سے حضرت صدیق اکبر کو الزام دیتی ہیں

اون کے جوابات دیں لیکن اگر وہ اپنا دعوٰی ہی ثابت نہ کر سکیں تو ہمیں ضرور نہیں کہ بر بناء
فرض وتسلیم کے اون لغو وبیہودہ الزامات کا جواب دیں اور تردید شہادت کے متعلق فضول
بحث کریں اسلیئے ہم ایک تفصیلی نظر اون تمام کتابوں پر جن کے نام اوپر بیان کئے گئے
کرتے اور اپنے ناظرین کو دکھاتے ہیں کہ کیا ثبوت اون کی طرف سے ان دونوں دعوٰی
کے متعلق پیش کیا گیا ہے اور کس قسم کی روایتیں کس قسم کی کتابوں سے بتائید اپنے دعوے کو
اونھوں نے بیان فرمائی ہیں

شافی میں متعلق فدک کے ہبہ کیئے جانے کی کوئی حدیث یا کوئی روایت سنیوں کی کتابوں
سے پیش نہیں کی گئی بلکہ قاضی عبدالجبار نے اپنی کتاب مغنی میں جو یہ لکھا تھا کہ شیعہ کہتے ہیں
کہ ابو سعید خدری سے روایت کی گئی ہے کہ جب آیہ وآت ذاالقربیٰ حقہ نازل ہوئی تو
رسول اللہ صلعم نے حضرت فاطمہؑ کو فدک عطا فرمایا اور پھر عمر بن عبدالعزیز نے اولاد فاطمہ
پر اوسے رد کیا۔ اسی روایت پر کفایت فرمائی ہے اور شیعوں کے اس قول کو نقل کرکے قاضی
عبدالجبار نے کہی تھا کہ اگر جو شیعہ اس باب میں روایت پیش کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے لیکن
تردید میں ہبہ فدک کے متعلق کوئی تائیدی روایت پیش نہیں کی اور اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت علم الہدےٰ کے نزدیک سوائے روایت کے جو نام سے ابوسعید خدری کے شیعوں میں
مشہور ہے بجز کوئی صحیح روایت سنیوں کی معتبر کتابوں میں اونھوں نے نہیں پائی ورنہ ادسے
پیش فرماتے۔

تلخیص شافی میں بھی کوئی دوسری روایت ہبہ فدک کی تائید میں نہیں کی گئی۔

علامہ مطہر ابن حلی کی کتاب کشف الحق ونہج الصدق میں بھی کوئی صحیح سند متعلق ہبہ کے
نظر نہیں آئی۔

اقول الحمد للہ جو بار شیعوں پر تھا اوس کو اونھوں نے کیا بلکہ اون کے ائمہ دین اور پیشوایان
حق ویقین نے بخوبی ثابت کر دیا کیونکہ ہمارے ذمہ بار ثبوت اسی قدر تھا کہ کتب اہلسنت
سے اسکا ثبوت پیش کریں جس سے شاہ صاحب نے مطلقاً انکار کیا تھا کہ ہماری کسی کتاب میں نہیں
ہے اور علماء شیعہ نے ایک کتاب کے بجائے پچیس تیس کتاب کا حوالہ پیش کیا۔ رہا اون میں صحیح

معتبر ہونا یا نہ ہونا تو کچھ بحث ہی نہیں آئی۔ کیونکہ وہاں تو انکار کلی تھا اب آپنے یہ دوسری شق نکالی
ہے کہ روایت کو صحیح و معتبر بھی ہونا چاہیئے تو جب تک اس کے وجوہ کو نہ بیان کریں تو ہم کیا ثابت
کر سکتے ہیں۔

قولہ اس لیے ہم ایک تفصیلی نظر الخ

اقول اسی لیے ناقابل التفات و اعتماد ہے کہ آپ نے ابتدائی بحث میں کب اسکو نباہا جو آئندہ
امید ہو کیونکہ بار بار آپ نے اس پر تکرار کیا ہو کہ کون دعویٰ پہلے ہوا کون پیچھے۔ جس کے متعلق ایک تمامت
پر مختصر تقریر علم الہدیٰ کی شافی میں ہو چکی ہو جس پر آپ کے علامہ ابن ابی الحدید نے بھی کلام علم الہدیٰ
کے صحت کی تصدیق کی مگر آپ نے اوسکو چھوا تک نہیں بلکہ اوسی مذبذب حالت میں رکھ چھوڑا کہ
آیا اسکا تصفیہ ہوا ہے یا نہیں پھر ہم اس کی کب امید کر سکتے ہیں کہ آپ ایمانداری و دیانت داری سے
ان مباحث پر تفصیلی نظر ڈالینگے۔

آپ نے شاہ عبدالعزیز کا قول نقل کر دیا کہ "در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست" مگر اوس کے
جواب پر جو کتاب مستطاب تشئید المطاعن اور طعن الرماح میں دیا گیا ہے اور روایات
ہبہ کا وجود کتب معتبرہ اہلسنت میں دکھایا گیا ہو۔ آپ نے کوئی توجہ نہ کی بلکہ اپنی قوم پر یہ ثابت کیا کہ
شاہ عبدالعزیز کا انکار ایسا قوی اور وزنی ہے کہ علمائے شیعہ سے اوسکا کوئی جواب نہیں ہو سکا
پھر آپکے اس بیان پر کب اعتماد ہو سکتا ہے "ہم ایک تفصیلی نظر اون تمام کتابوں پر جن کے نام اوپر درج
کئے گئے ہیں کرینگے" کیونکہ جج کو یا مناظر کو ایماندار ہونا ضروری ہے کہ وہ جو فیصلہ کرے یا
جس سے مناظرہ کرے دیانت داری اور راستی کیساتھ۔ بہر حال اگرچہ یہی دونوں باتیں آپکے تجربہ
کو کافی ہیں مگر ہم آئندہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ کس دیانت داری سے کام لیتے ہیں۔

قولہ شافی میں متعلق فدک کے ہبہ کئے جانے کی الخ

اقول آپ کو شاید معلوم ہو کہ تصنیف جدید اور تصنیف جوابی میں بڑا فرق ہوتا ہے تصنیف جدید میں
مصنف اپنے خواہش اور مرضی کے مطابق کلام کرتا ہے اور جسکو وہ چاہتا ہو مقدم کرتا ہو اور جسکو چاہتا
ہے موخر بخلاف اون تصانیف کے جو کسی کتاب کے جواب میں ہوتی ہے اوس میں بھی الزام رہتا ہو

جو دعویٰ کے اوسکا جواب دیا جائے

دور نہ جائیے خود آپ اپنی تصنیف اسی آیات بینات کو دیکھیے جو بظاہر کسی کتاب کا جواب نہیں بلکہ اپنے ذاتی تحقیقات کا آئینہ ہے اور اسکو بھی آپ تسلیم کرتے ہیں" مگر چونکہ علماء امامیہ نے ہبہ کے دعوی کو اکثر پہلے بیان کیا ہے اور وراثت کے دعوی کو بعد اس کے اس لیے ہم نے بھی یہی ترتیب اختیار کرتے ہیں" مگر افسوس عمل درآمد اس کے خلاف کیا کیونکہ پہلے بحث میراث کو لکھا جس کے جواب میں کشف الظلمات حصہ سوم مرتب ہو چکا اوس کے بعد اس بحث میں ہبہ کو اوٹھایا جسکا جواب اس جلد میں دیا جاتا ہے تو کیا اس سے آپ کہہ سکتے ہیں کہ تیسرے حصہ میں تو ہبہ کا ثبوت دیا ہی نہیں گیا اب چوتھے جلد میں شروع کیا ہے۔

یہی حال سمجھیے سید مرتضےٰ طاب ثراہ کا کہ چونکہ قاضی عبد الجبار معتزلی صاحب مغنی نے ابتدائی بحث یہی قائم کی کہ جناب سیدہ کو میراث پہونچتی ہے یا نہیں اس لیے جناب سید مجبور تھے کہ پہلے اوسکا جواب دیں اور چونکہ خود صاحب مغنی نے اسکو تسلیم بھی کر لیا کہ ہم صحت روایت کے منکر نہیں ہیں لہذا اب اس کی ضرورت بھی نہ رہی کہ اس پر اور دلائل دیے جائیں کیونکہ جب فریق مخالف نے صحت روایت کو تسلیم کر لیا تو اب اس کی کیا ضرورت رہی کہ اوسکو مزید دلائل دیئے جائیں۔

قولہ اور شیعوں کے اس قول کو نقل کر کے الخ **اقول** افسوس آپکو پابندی مذہب اہلسنت اس کذب صریح کے ارتکاب پر مجبور کرتی ہے جو لکھتے ہیں کہ قاضی صاحب نے لکھا تھا "وہ صحیح نہیں" حالانکہ اون کی صریح عبارت تو یہ ہے ولسنا ننکر صحۃ ما روی من ادعائھا فدک فاما انھا کانت فی یدھا فغیر مسلم یعنی ہم اس روایت کے صحت کے منکر نہیں ہیں کہ جناب سیدہ نے دعوی ہبہ فدک کیا مگر اس کو نہیں مانتے کہ اونکا قبضہ بھی تھا" جس سے بصراحت معلوم ہوا کہ اون کو روایت کی صحت مسلم ہے اس کے جواب میں سید مرتضےٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وقد روی من غیر طریق من طرق مختلفۃ عن ابی سعید الخدری الذی ذکرہ صاحب الکتاب انہ لما نزل قولہ تعالی وآت ذا القربی حقہ دعا النبی فاطمۃ فاعطاھا فدک واذا کان ذلک مرویا فلا معنی لدفعہ

بقیہ حجہ صفحہ ۳۷

کہ یہ روایت بہت سے طرق سے منقول ہے علاوہ اس طریق کے جسکو صاحب کتاب قاضی نے لکھا ہے کہ جب آیہ وآت ذا القربی حقہ نازل ہوا تو حضرت نے جناب سیدہ کو بلا بھیجا اور فدک آپکو عنایت فرمایا۔

پھر جب جناب سید اس صراحت سے قاضی صاحب کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت بطرق متعددہ وغیرہ اس طریق کے وارد ہے جو صاحب کتاب نے ابو سعید سے روایت کیا ہے تو مولوی صاحب کا یہ کہنا "اس کی تردید میں ہبہ فدک کے متعلق کوئی تائیدی روایت نہیں پیش کی" محض دروغ و غلط اور افترا ہے کیونکہ تو صاف کہتے ہیں بہت سے طریق سے یہ روایت منقول ہے۔

ہاں اگر آپ کا یہ مطلب ہے کہ جناب سید نے کسی خاص روایت کو نہیں لکھا تو مسلم ہے جس کی وجہ ظاہر ہے کہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ صدہا ہزارہا حفاظ حدیث موجود تھے اور سب کو یہ حدیث معلوم تھی لہذا ضرورت نقل نہ ہوئی چنانچہ مناظرہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ جو آپ پڑھ چکے ہیں کہ زبانی مناظرہ ہوا اور فریقین نے ایک دوسرے کے بیان کو تسلیم کیا اس کے علاوہ خود اسی قول قاضی میں آپ نے دیکھ لیا کہ انھوں نے بصراحت کہا لسنا ننکر صحۃ ما روی من ادعائھا فدک ہم صحت روایت کے منکر نہیں ہیں حالانکہ آپ اور آپ کے استاد شاہ عبدالعزیز صاحب مطلقاً منکر وجود روایت کتب اہلسنت میں ہیں چونکہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ ہزاروں حافظ روایت کے موجود تھے اس لیے اس کی ضرورت نہ تھی کہ نقل روایت میں ناحق طول دیا جائے

دیکھیئے اسی بحث میں جناب سید لکھتے ہیں وقد روی ھذا المعنی من طرق مختلفۃ فمن ارادالوقوف علیھا واستقصاءھا اخذھا من مواضعھا یعنی یہ مطلب طرق مختلفہ سے بوجوہ مختلفہ وارد ہے جو اسکا احاطہ کرنا چاہے وہ اون محال سے اخذ کرے جس سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں یہ حدیث اس درجہ مشہور و معروف تھی کہ سند کے ذکر کی ضرورت نہ تھی۔

پھر تعجب ہے کہ مولوی صاحب کیونکر اس کی جرات کرتے ہیں جو فرماتے ہیں "اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علم الہدی کے نزدیک سوائے اس روایت کے جو نام سے ابو سعید خدری

کے شیعوں میں مشہور ہو رہی تھی کوئی صحیح روایت سنیوں کے معتبر کتابوں میں اوسکو نہ ملی ورنہ اسے پیش فرماتے" کیونکہ جناب سید کا کلام وقد روی من طرق مختلفة غیر طریق ابی سعید الذی ذکرہ صاحب الکتاب پھر یہ فرمانا وقد روی هذا المعنی من طرق مختلفة علی وجوہ مختلفة باواز بلند ندا کر رہا ہے کہ یہ روایت اون کے نزدیک مختلف طریق سے موجود تھی بربنائے شہرت اول طرق کو ذکر کیا۔

اب کتاب شافی اور مغنی کو دیکھ جائیے تو معلوم ہو زیادہ تر مناظرہ بربنیاد دلائل عقلی ہے دلائل نقلی جو آجکل مروج ہیں وہ بہت کم ہیں کہ ایک ایک حدیث کو صدہا کتب سے نقل کریں اسکی بنیاد زیادہ تر شاہ عبد العزیز صاحب کے تحریر پر پڑی کہ وہ ہر جگہ جہاں عاجز آتے ہیں صاف کہہ دیتے ہیں کہ در کتب اہلسنت نیست جس کو کتاب مستطاب عبقات الانوار کی ضخیم جلدیں لکھنی پڑیں کہ شاہ صاحب یہ کہکر چلتے ہیں کہ در کتب اہلسنت نیست یا این روایت معتبر نیست جس سے ایک ایک حدیث کے اثبات میں دو دو تین تین جلدیں لکھنی پڑیں ورنہ اس کے قبل حتی کہ احقاق الحق تک اسکی ضرورت نہ تھی کہ اسقدر شواہد پیش کیے جائیں کیونکہ پھر بھی اوس زمانہ میں علم تھا اور وہ بھی اسکے شرم کرتے تھے کہ ایسا جھوٹ بولیں کہ در کتب اہلسنت اصلا نیست۔

دیکھئے جناب سید مرتضے علیہ الرحمہ اسکے بعد پھر فرماتے ہیں ثم ان الامر فی الکلام فی النحل کان المتقدم ظاهر والروایات کلہا بہ واردة کہ ہبہ کا دعوی مقدم تھا اور روایتیں اس کے بارے میں وارد ہیں بتا رہا ہے کہ صرف ایک ہی روایت نہ تھی بلکہ متعدد روایتیں اس بارے میں موجود تھیں۔

دیکھئے علامہ ابن ابی الحدید نے نقل کلام سید کچھ تنقید بھی کی ہو مگر اس روایت کو جو کہا گیا اور وہ مشہور تھی مطلق نہ چھیڑا لکھا تو یہ لکھا وسألت علی بن الفارقی مدرس المدرسة الغربیة ببغداد فقلت له اکانت فاطمة صادقة قال نعم قلت فلم لم یدفع الیها ابو بکر فدک وهی عنده صادقة فتبسم ثم قال کلاما لطیفا مستحسنا مع ناموسه وحرمته وقلة دعابته قال لو اعطاها الیوم فدک بمجرد دعواها لجاءت الیه غدا وادعت لزوجها

وجہ قطع فدک

للملاقة وزحزحته عن مقامه ولم یکن یمکنه الاعتذار والموافقة بشیء لانه یکون قد اسجل علی نفسه بانها صادقة فیما تدعی کائناً ما کان من غیر حاجة الی بینة ولا شهود وهذا الکلام صحیح وان کان اخرجه مخرج الدعابة والهزل صفحہ ۳۰۹ ابن ابی الحدید

کہ میں نے علی بن فارقی سے سوال کیا جو بغداد کے مدرسہ غربیہ کے مدرس تھے کہ جناب سیدہ کیا اپنے دعوی میں صادق تھیں یا نہیں تو جواب دیا کہ ضرور وہ صادق تھیں تو میں نے کہا پھر جب ابوبکر بھی جناب سیدہ کو صادق جانتے تھے تو فدک کیوں نہیں دیا؟ اس کلام پر اونھوں نے تبسم کیا حالانکہ وہ بہت بڑے مؤدب شخص تھے کہ کبھی کوئی کلام مزاح وغیرہ نہیں کہتے تھے مگر کہا کہ اگر آج محض دعوی پر جناب سیدہ کو فدک دیدیتے تو کل وہ اپنے شوہر کے لیے خلافت کی طالب ہوتیں تو پھر ابوبکر کے پاس کیا جواب تھا کیونکہ جب دعوی اول قبول کر لیا تو پھر دوسرے کے قبول میں کیا عذر ہو سکتا ہے

علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں یہ کلام بہت صحیح ہے اگرچہ بطور مزاح ہی کہا ہو۔

اس لطیفہ سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اس زمانہ تک یہ خبر کیسی صحیح اور مشہور تھی کہ جناب سیدہ کو فدک بطور ہبہ ملا تھا پھر اس پر شواہد کی کیا ضرورت تھی۔ دیکھئے قاضی عبدالجبار نے جو دعوی کیا تھا کہ صحت دعوی ہبہ فدک تو صحیح ہے مگر قبضہ غیر مسلم ہے اسکا جواب جناب سید مرتضی نے دیا تھا اوس پر لکھتے ہیں فانه لم یعجب مما ذکره قاضی القضاة لان معنی قولها انها کانت فی یدها ای متصرفة فیها لکانت الید حجة فی الملك لان الید والتصرف حجة لا محالة فلو کانت فی یدها متصرفة فیها وفی ارتفاعها کما یتصرف الناس فی ضیاعهم واملاکهم لما احتاجت الی الاحتجاج بآیة المیراث ولا بدعوی النحل لان الید حجة فهلا قالت لابی بکر هذه الارض فی یدی ولا یجوز انتزاعها منی الا بحجة وح کان یسقط احتجاجه بقوله نحن معاشر الانبیاء لا نورث لانها ما تکون قد ادعتها میراثاً لیحتج علیها بالخبر وخبر ابی سعید فی قوله فاعطاها فدک یدل علی الهبة لا علی القبض والتصرف۔

یعنی جناب سید نے قاضی کے اس قول کا جواب نہیں دیا کیونکہ قاضی صاحب کا مطلب یہ تھا

کہ اگر فدک قبضہ و تصرف جناب سیدہ میں ہوتا تو بھی قبضہ اون کے ملکیت کی دلیل ہوتی اگر وہ معصومہ اوس میں اوسی طرح متصرف ہوتیں جسطرح اور لوگ اپنے جائداد و اراضی میں متصرف سمجھے جاتے ہیں تو اسکی ضرورت نہ پڑتی کہ آیہ میراث سے استدلال کرتیں یا ہبہ کا دعوی کرتیں کیونکہ قبضہ خود دلیل تھا جناب سیدہ بھی فرماتیں کہ زمین ہمارے قبضہ میں ہے اوسکا انتزاع بغیر حجت جائز نہیں تو ابو بکر کو بھی اس کی ضرورت نہ پڑتی کہ حدیث نحن معاشر الانبیاء پیش کرتے کیونکہ وہ مدعی میراث نہ تھیں جو اس حدیث سے ابو بکر استدلال کرتے۔ اور حدیث ابو سعید اسکی دلیل ہے کہ ہبہ ہوا نہ یہ کہ قبضہ و تصرف پر بھی دلیل ہے۔

ہماری غرض یہاں صرف اسی آخری جملہ سے ہے کہ ابن ابی الحدید بھی بلا نکیر اوس روایت ابو سعید خدری کو تسلیم کرتے ہیں انکار ہے تو صرف قبضہ سے جو ایک جداگانہ بحث ہے پھر نہ معلوم مصنف آیات بینات نے کیونکر یہ دعوی کیا کہ اور کوئی حدیث نہ پیش کی حالانکہ کلام سید میں متعدد حدیثوں کا ذکر موجود ہے بوجہ شہرت اوسکے اسناد و شواہد کو نہ پیش کیا۔

بحث قبضہ اب چونکہ مجملاً ذکر قبضہ آگیا ہے لہذا مختصراً ہم بھی کچھ اسکے متعلق لکھتے ہیں تاکہ مطلب ناتمام نہ رہجائے قاضی صاحب کا کلام صرف اسی قدر ہے فاما انها كانت فی یدها فغیر مسلم بل لو کانت فی یدها لکان الظاهر انها لها یعنی قبضہ ہونا غیر مسلم ہے بلکہ اگر اونکے ہاتھ میں ہوتا تو معلوم ہوتا اونکا قبضہ ہے۔

اوس کے جواب جناب سید مرتضے فرماتے ہیں واما انكار صاحب الكتاب لكون الفدك فی یدها فما رأیناه اعتمد فی انکار ذلک علی حجة بل قال لو کان ذلک فی یدها لکان الظاهر فی یدها انها لها والامر علی ما قال فمن این انه لم یخرج عن یدها علی وجه یقتضی الظاهر خلافه وقد روی من طرق مختلفة غیر طریق ابی سعید الذی ذكره

یعنی قاضی نے قبضہ فدک سے انکار کیا ہے تو اس پر وہ کوئی دلیل نہیں لائے بلکہ کہا کہ اگر قبضہ میں ہوتا تو جناب سیدہ کا ملک سمجھا جاتا تو اس پر کیا دلیل ہے کہ ابو بکر نے ایسی حجت

نکالا کہ ظاہرا وسکا مقتضی ہو خلاف کا حالانکہ طرق مختلفہ سے منقول ہو کہ حضرت نے ہبہ کیا تھا۔

مقصود قاضی کو تو ابن ابی الحدید نے واضح کردیا کہ اگر قبضہ ہوتا تو پھر کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی مگر افسوس مطلب کچھ وہ نہ سمجھ سکے کیونکہ جناب سیدہ فرماتے ہیں ابوبکر کسی قاعدہ اور قانون کے کب پابند تھے جو یہ کہا جائے کہ بلا حجۃ وہ نزع کر سکتے نہیں کیونکہ حجت یا دلیل کی ضرورت تو اوس شخص کو ہوتی ہے جو کسی قاعدہ یا قانون کا پابند ہوتا ہو اگر وہ مسلمان ہوتے تو پہلے یہی سمجھتے ہم جب مدعا علیہ ہیں تو فیصلہ کا ہمکو کیا حق ہے اور جب کلام رسول اون کے سامنے پیش ہوا تو پھر اونکو کسی دلیل کی ضرورت نہ رہی کیونکہ حضرت کا حکم توعین حکم خدا تھا اسی لیئے جناب سیدہ نے اس حدیث کو پیش کیا جو ابو سعید خدری وغیرہ سے منقول ہے کہ حضرت نے فدک دیا تھا پس جب اس دلیل کو ابوبکر نے بلا وجہ گواہی وشاہدی نہ مانا تو اسکو کب مانتے کہ فدک حضرت کے قبضہ میں ہے اور یہ دلیل ملک ہے۔

حالانکہ ہم نمبر ۷ امیں مقصد اقصی کی یہ روایت نقل کرچکے ہیں جبرئیل گفت فاطمہ است حوالہ فدک را باو دہ حالانکہ از خدا و رسول است در فدک ہم باو دہ پیغمبر فاطمہ را بخواند و برائے او حجت نوشت و آں دستہ بود کہ بعد از وفات رسول پیش ابوبکر صدیق آورد وگفت ایں کتاب رسول خدا است برائے من و حسن و حسین نوشتہ است۔

پس جب نہ گواہی مانی گئی نہ کتابت تو آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اگر جناب سیدہ کا قبضہ ہوتا تو سمجھا جاتا کہ آپکا مال ہے کیا قبضہ کی دلالت قول خدا و رسول ﷺ اون کے کتابت سے بھی زیادہ قابل اعتماد چیز ہے حالانکہ ہم صدہا اشخاص کا ناجائز قبضہ دیکھتے ہیں۔

پھر جواہر العقدین کی عبارت پہلے منقول ہو چکی ہے ان ابابکر انتزع من فاطمۃ فدک کہ ابوبکر نے فدک کو جناب سیدہ سے چھین لیا کیا یہ کلام بغیر قبضہ کہا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ خود نہج البلاغہ میں جناب امیرؑ کا یہ فرمان جو آپ نے عامل کے نام لکھا تھا موجود ہے
بلیٰ کانت فدک فی ایدینا من کل ما اظلتہ السماء فشحت علیہا نفوس قوم و
سخت عنہا نفوس اٰخرین و نعم الحکم اللہ صفحہ ۲۹۲ جزو سادس عشر ابن ابی الحدید
کہ ہاں صرف فدک ہم لوگوں کے ہاتھ میں تھا کل ان چیزوں سے جن پر آسمان نے سایہ
ڈالا تو ایک قوم نے اوس کے دینے میں بخل کیا تو اب بہترین حاکم خدا ہے۔ یہ کلام صاف بتاتا
ہے کہ فدک حضرت کے قبضہ میں تھا اور لوگوں نے زبردستی چھین لیا۔
اس کے علاوہ خود ابوبکر کا کلام اوپر بنا تک مشہود ہے جیسا کہ کلام مجید سورۂ مریم میں سابقہ
مذکور ہوا اس کی دلیل ہے کہ جناب سیدہ کا قبضہ تھا کیونکہ جب تک قبضہ نہ اوٹھایا جاتا مقدمہ ہی
پیش نہیں ہوتا نہ اوس پر گواہی شاہدی لیجاتی ہے اگر بلا مافعت قبضہ جناب سیدہ دعوی کرتیں
تو ابوبکر یہی جواب دیتے کہ آپ کا قبضہ تو نہیں ہے پھر ہبہ صحیح کیونکر ہوا۔ چنانچہ خود شاہ صاحب لکھتے
ہیں ابوبکر فاطمہ زہرا را در دعوی ہبہ تکذیب نکرد بلکہ تصدیق نمود لیکن مسئلہ فقہیہ را بیان کرد
کہ مجرد ہبہ موجب ملک نمیشود تا وقتیکہ قبض متحقق بگردد و دریں صورت حاجت گواہ و شاہد
طلبیدن اصلاً نبود جس سے معلوم ہوا کہ جناب سیدہ کا اوس پر قبضہ تھا۔ تب ہی حیثیت کے یہی
گواہ طلب کیا گیا۔ ورنہ اگر قبضہ نہوتا تو اسکی کیا ضرورت تھی یہی کہدیتے کہ جب قبضہ ہی نہیں
تو دعوی ہی کیسا۔
غرض جناب سیدہ کی تقریر ایسی جامع واقع ہو کہ کوئی جواب اوسکا ابن ابی الحدید سے
نہ ہوسکا اور یہی کہتے رہے کہ قبضہ نہیں ثابت ہوا حالانکہ معمولی عقل والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے
کہ اگر قبضہ نہ تھا وہ قبضہ اوٹھایا نہ گیا تو مقدمہ کیونکر قائم ہوا کیونکہ کوئی مقدمہ بلا نباے مخاصمت نہیں
قائم ہوسکتا اور بنائے مخاصمہ یہی ہے کہ قبضہ وارث یا موہوب لہ اوٹھایا جائے جس پر مقدمہ دائر
کیا جاتا ہے۔
خود فرمائیے فدک مدینہ میں نہ تھا کہ ابوبکر اوس میں حاکم ہیں بیٹھے رہتے اور کہا جاتا کہ ابوبکر نے
قبضہ کر لیا بلکہ فدک مدینہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے یقین جب گئے وہانسے عامل جناب سیدہ نکالا گیا

اوس وقت اس کی خبر جناب سیدہ کو ہو گی تب آپ نے مطالبہ کیا اور یہ سب قصہ ہوا پس اگر کوئی بھی روایت نہ ہو تو یہی سمجھنے کو کافی ہے کہ اگر قبضہ جناب سیدہ نہ تھا وہ قبضہ اوٹھایا نہ گیا تو مطالبہ کیوں کیا۔

آپ نے کشف الظلمات حصہ سوم میں یہ ملاحظہ کیا ہے کہ جناب سیدہؑ اور ازواج نبی ؐ اور حضرت عباسؓ نے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا ہے اور یہ بغیر اس کے کیسے ممکن ہے کہ اونکا قبضہ اوس سے اوٹھایا گیا کیونکہ محض خلافت ہونیسے تو یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ ہمارے حقوق پامال ہونگے ہم ہر حق سے محروم ہونگے بغیر اس کے کہ جو حالت پہلی رہی ہو اوس میں انقلاب آئے اور وہ بدل جائے تب گمان ہو سکتا ہے کہ ہمارے حقوق پامال ہونگے۔ کیونکہ رسول کا متروکہ کچھ نقدی نہ تھا کہ خزانہ تھا اوٹھا لیا گیا جس سے مستحقین وراثت نے یہ سمجھا ہو کہ ہم محروم ہوے بلکہ جو لوگ جس کام پر عہد رسول پر مقرر تھے وہ جب معزول کیئے گئے ہونگے تب سمجھا جائیگا کہ ہم محروم ہوئے اسپر وہ طالب ہوں پس یہ مطالبہ بجائے خود اس کی دلیل ہے کہ جسطرح کا قبضہ اونلوگوں کا تھا اوس میں تغیر ہوا تب مطالبہ ہوا۔

بہرحال مولوی صاحب نے جو لکھا کہ " شافی یا تلخیص شافی یا کشف التلبیس میں کوئی سند متعلق ہبہ کے نظر نہیں آتی " تو یہ اوسی قسم کی تقریر ہے جو شاہ صاحب نے لکھا تھا " در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست " کیونکہ شافی میں روایتیں تو حوالہ ہم دکھلا چکے ہیں اوسی طرح تلخیص شافی وغیرہ کو سمجھئے۔

وجہ تقدم و تاخر دعوی ہبہ ہاں چونکہ یہ بحث تمام ہو رہی ہے اور اب وہ بحث شروع ہوتی ہے جسکو مولوی صاحب نے معرکۃ الآرا بنایا ہے لہذا اس نکتہ کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ مولوی صاحب نے تقلید اپنے اسلاف کے جو اسکی بحث کی ہے کہ دعوے ہبہ مقدم ہے یا دعوے وراثت۔ تو اسکی توجیہ علامہ ابن ابی الحدید نے یہ لکھی ہے۔

فاما تعجب المرتضی من قول ابی علی ان دعوی الارث کانت متقدمۃ علی دعوے النحل وقولہ انا لا نعرف لہ غرضا فی ذلک کلا لانہ لا یصح لہ بذلک مذہب ولا یبطل علی مخالفیہ مذہب فان المرتضی لم یقف علی مراد الشیخ ابی علی فی ذلک وھذا شیء یرجع

الی اصول الفقہ فان اصحابنا استدلوا علی جواز تخصیص الکتاب بخبر الواحد باجماع الصحابۃ لانھم اجمعوا علی تخصیص قولہ تعالی یوصیکم اللہ فی اولادکم بروایۃ ابی بکر عن النبی صلعم قال لا نورث ما ترکناہ صدقۃ قالوا والصحیح فی الخبر ان فاطمۃ ع طالبت بعد ذلک بالنحل لا بالمیراث فلھذا قال الشیخ ابو علی ان دعوی المیراث تقدمت علی دعوی النحل وذلک لانہ قد ثبت ان فاطمۃ انصرفت عن ذلک المجلس غیر راضیۃ ولا موافقۃ لابی بکر فلو کانت دعوی الارث متاخرۃ وانصرفت عن سخط لم یثبت الاجماع علی تخصیص الکتاب بخبر الواحد اما اذا کانت دعوی الارث متقدمۃ فلما روی لھا الخبر امسکت وانتقلت الی النزاع من جھۃ اخری فانہ یصح حینئذ الاستدلال بالاجماع علی تخصیص الکتاب بخبر الواحد فاما انا فان الاخبار عندی متعارضۃ یدل بعضھا علی ان دعوی الارث متاخرۃ ویدل بعضھا علی انھا متقدمۃ وانا فی ھذا الموضع متوقف۔

یعنی جناب سید مرتضے نے جو ابو علی کے اس قول سے تعجب کیا کہ دعوی ارث مقدم تھا دعوے ہبہ پر اور اوس کے جواب میں یہ کہا تھا کہ اس دعوی سے نہ اونکا کوئی مذہب ثابت ہوتا ہے نہ اون کے مخالف کا مذہب باطل۔ تو افسوس کہ جناب سید مرتضے نے ابو علی کا مطلب نہیں سمجھا کیونکہ ابو علی نے اس سے اشارہ کیا تھا مسئلہ اصول فقہ کی طرف وہ یہ ہے کہ ہمارے معتزلہ اس کے قائل ہیں کہ قرآن کی تخصیص خبر واحد سے جائز ہے جسپر صحابہ کا اجماع ہے کیونکہ آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم کو بروایۃ ابو بکر خاص کر دیا ہے۔ جنھوں نے اس کی روایت کی کہ لا نورث ما ترکناہ صدقۃ اون لوگوں کا دعوی ہے کہ جناب سیدہ نے اس کے بعد بذریعہ ہبہ دعوے کیا نہ بذریعہ میراث۔ اسی لیئے شیخ ابو علی نے کہا کہ دعوی وراثت مقدم تھا دعوے ہبہ پر کیونکہ یہ ثابت ہے کہ جناب سیدہ اس مجلس سے ناراض ہوکر اوٹھی تھیں جسمیں ابو بکر کی موافقت نہیں ہوئی تو اگر دعوے میراث موخر ہوا اور آپ ناراض ہوکر اوٹھی ہوں تو اجماع صحیح نہوگا کیونکہ اوس میں تو سب کے اتفاق کی ضرورت ہے، اور اگر ایسا ہو کہ دعوی ارث مقدم ہوا اور بعد روایت ابو بکر آپنے سکوت کیا ہو اور دوسرے دعوی کیطرف رجوع کیا ہو یعنی بحیثیت ہبہ تو اس صورت میں یہ استدلال درست ہوگا کہ تخصیص کتاب بذریعہ خبر واحد جائز بالاجماع

مگر ہم اس بارے میں متوقف ہیں کیونکہ حدیثیں ایک دوسرے کے معارض ہیں بعض حدیثوں سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دعوے ارث مقدم ہوا اور بعض حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دعوی ہبہ مقدم ہے لہذا ہم اس بارے میں متوقف ہیں۔

اس تحریر نے اور بھی اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ بجز روایت موضوع ابوبکر اور کوئی دلیل اسکی نہیں کہ یہ آیہ منسوخ ہوا یا مخصوص اور ابوبکر کی حالت صاف ظاہر ہے لہذا کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے مگر ہاں افسوس ہو سکتا ہے کہ ابن ابی الحدید نے بھی جناب سید کے جواب کو نہ سمجھا جو انھوں نے کہا تھا کہ اس بحث تقدیم و تاخیر سے نہ مخالف کو فائدہ ہوتا ہے نہ ہمارا نقصان کیونکہ صحت اجماع کا مدار سکوت و رضائے جناب سیدہ پر ہے کہ اگر وہ خوشی سے اس بیان پر راضی ہو جائیں تو سب کچھ ممکن تھا اور حضرت کی رضامندی کا کوئی دعوی نہیں کر سکتا پھر اجماع صحیح کہاں ہو سکتا ہے جو آپ کے مفید مطلب ہو اسی پر جناب سید نے فرمایا کہ بحث تقدم و تاخر سے نہ ہمارا ضرر ہے نہ تمھارا فائدہ سا سکے بعد ابن ابی الحدید لکھتے ہیں۔

وما ذكره المرتضى من ان الحال تقتضى ان يكون البداية بدعوى النحل صحيح واما اخفاء القبر وكتمان الموت وعدم الصلوة وكل ما ذكره المرتضى فيه هو الذي يظهر ويقوى عندي لان الروايات به اكثر واصح من غيرها وكذلك القول في موجدتها وغضبها فاما المنقول عن رجال اهل البيت فانه يختلف فتارة على كل حال فيل اهل البيت الى ما فيه نصرة ابيهم وبيتهم وقد اخل قاضي القضاة بلفظة حكاها عن الشيعة فلم يتكلم عليها وهي لفظة جيدة قال قد كان الاجمل ان يمنعهم التكرم مما ارتكبا منها

یعنی جو کچھ جناب سید مرتضیٰ نے ذکر کیا ہے کہ مقتضی حال یہی ہے کہ جناب سیدہؑ نے پہلی دعوی ہبہ کیا تھا صحیح ہے اوسیطرح یہ کہنا کہ قبر جناب سیدہؑ مخفی کر دی گئی اور موت آپکی چھپائی گئی (یعنی ابوبکر کو بوقت تجہیز نہیں خبر دی گئی) اور نماز نہ پڑھوائی گئی تو جو کچھ جناب سید مرتضےٰ نے لکھا ہے وہی ظاہر اور قوی ہے۔ کیونکہ بہت سے روایتوں میں یہی مذکور ہے اور وہ روایتیں زیادہ صحیح ہیں بہ نسبت دوسروں کو اسیطرح یہ کہنا کہ جناب سیدہ ناراض ہوئیں اور غضبناک ہوئیں لیکن جو منقول ہے رجال اہلبیت سے تو گرچہ اختلاف ہے مگر میل سب کا اسیطرف ہے کہ اپنے آبا کی

فضلا عن الدین وھذا الکلام لا جواب عنہ ولقد کان التکرم ورعایۃ حق رسول اللہ وحفظ عھدہ یقتضی ان تعوض ابنتہ بشیئ یرضیھا ان لم یستنزل المسلمون عن فدک ویسلم الیھا تطیبا لقلبھا وقد یسوغ للامام ان یفعل ذلک من غیر مشاورۃ المسلمین اذا رای المصلحۃ فیہ وقد بعد العھد الان بیننا وبینھم ولا نعلم حقیقۃ ما کان والی اللہ ترجع الامور۔

نصرت کریں اور اونکے قول کو صحیح کہیں اس مقام میں قاضی نے یہ قول شیعہ نقل کیا ہے جو نہایت عمدہ ہے کہ ابوبکر کو مناسب تھا کہ بطور تکرم و احترام جناب سیدہ کو دیتے کیونکہ یہ کلام ایسا ہے جسکا جواب ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ تکرم جناب سیدہ اور رعایت حق رسول اللہ اور حفظ عہد کا مقتضی یہ تھا کہ جسطرح ہوتا جناب سیدہ کو راضی کرتے اگرچہ مسلمین نہ راضی ہوتے تو بھی فدک کے معاوضہ میں کچھ دیدیتے جس سے اوس معصومہ کا دل خوش ہو جاتا اور وہ راضی ہوتیں کیونکہ امام کو جائز ہے کہ بلا مشورہ مسلمین ایسا کر سکتا ہے اگر مصلحت دیکھے اور چونکہ زمانہ بہت گذر چکا لہذا ہم نہیں جان سکتے کہ حقیقت حال کیا ہے والی اللہ ترجع الامور

ہاں چونکہ قاضی صاحب نے قبضہ فدک سے انکار کیا ہے جسکے دلائل مرقوم ہو چکے لہذا ایک روایت احتجاج طبرسی علیہ الرحمہ کی لکھی جاتی ہے تاکہ قبضہ کی حالت معلوم ہو ملاحظہ ہو احتجاج طبرسی قلمی صفحہ ۱۰۰۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما بویع ابوبکر واستقام لہ الامر علی جمیع المہاجرین والانصار بعث الی فدک من اخرج وکیل فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم منھا فجاءت فاطمۃ علیہا السلام الی ابی بکر فقالت لہ یا ابابکر لم تمنعنی من میراثی من ابی رسول اللہ صلعم واخرجت وکیلی من فدک وقد جعلھا لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

یعنی جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب ابوبکر کی بیعت ہو چکی اور مہاجرین و انصار نے بیعت کر لیا تو ابوبکر نے ایک شخص کو فدک بھیجا کہ وکیل جناب سیدہ کو وہاں سے نکال دے جس پر جناب سیدہ ابوبکر کے یہاں آئیں اور فرمایا کیوں تو میراث پدر سے ہمکو محروم کرتا ہے اور ہمارے وکیل کو فدک سے نکالتا ہے حالانکہ بحکم خداوند عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ

بامر اللہ تعالیٰ فقال هات علی ذلک بشهود فجاءت بام ایمن فقالت لا اشهد یا ابا بکر حتی احتج علیک بما قال رسول اللہ صلعم انشدک باللہ الست تعلم ان رسول اللہ صلعم قال ام ایمن امرأة من اهل الجنة فقال بلی قالت فاشهد ان اللہ عزوجل اوحی الی رسول اللہ صلعم فآت ذی القربی حقه فجعل فدک لها طعمة بامر اللہ وجاء علی علیه السلام فشهد بمثل ذلک فکتب لها کتابا ودفعه الیها فدخل عمر فقال ما هذا الکتاب فقال ان فاطمة ادعت فی فدک وشهدت لها ام ایمن وعلی فکتبته لها فاخذ عمر الکتاب من فاطمة فمزقه فخرجت فاطمة علیها السلام تبکی فلما کان بعد ذلک جاء علی علیه السلام الی ابی بکر وهو فی المسجد وحوله المهاجرون والانصار فقال یا ابا بکر لم منعت فاطمة من میراثها من رسول اللہ وقد ملکته فی حیوة رسول اللہ صلعم فقال ابوبکر ان هذا فی المسلمین فان اقامت شهودا ان رسول اللہ صلعم جعله لها والا فلا حق لها فیه فقال امیر المؤمنین صلوات اللہ علیه یا ابا بکر اتحکم فینا بخلاف حکم اللہ فی المسلمین قال لا قال فان کان فی ید المسلمین شیء یملکونه ادعیت انا فیه من تسأل البینة

نے مجکو دیا تھا۔ ابوبکر نے کہا کہ گواہ لاؤ جناب سیدہ ام ایمن کو گواہی میں لائیں ام ایمن نے کہا جب تک ہم اونکو قائل نہ کرلینگے گواہی نہ دینگی۔ ای ابوبکر ہم تمکو خدا کی قسم دیتی ہیں سچ کہو کہ آیا رسول اللہ نے یہہ تمکو کہا تھا یا نہیں کہ ام ایمن بہشت کی عورت ہیگی ابوبکر نے کہا ہاں۔ تب ام ایمن نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا نے وحی کی اپنے رسول پر فآت ذا القربی حقه پس رسول اللہ نے فدک کو بحکم خدا جناب سیدہ کو دیا جناب امیر نے بھی گواہی دی اسپر ابوبکر نے ایک نوشتہ لکھکر حوالہ جناب سیدہ کیا اسنے میں عمر آئے اور کہا یہ کیسا نوشتہ ہے ابوبکر نے کہا فاطمہ نے اسکا دعوی کیا اور ام ایمن وعلی نے گواہی دی لہذا میں نے یہ نوشتہ لکھدیا عمر نے اوس کتاب کو لیکر چاک کردیا جناب سیدہ وہانسے روتی ہوئی گھر گئیں۔ اس کے بعد جناب امیر تشریف لائے اور ابوبکر سے کہا تو نے فاطمہ کو میراث پدر سے کیوں محروم کردیا حالانکہ آنحضرت نے اپنے حیات میں اوسکا مالک کردیا تھا ابوبکر نے کہا یہ فیئ ہے مسلمانونکی ہے پس اگر اسپر گواہ لاوینگے کہ رسول اللہ نے فاطمہ کو دیا تھا تو اونکو ملیگا ورنہ اونکا کوئی حق نہیں ہے جناب امیر نے فرمایا اے ابوبکر کیا ہمارے بارہ میں تو وہ حکم دیتا ہے جو خلاف حکم خدا ہے دربارہ مسلمین

قال كنت ايا لك اسال البينة قال فم بال فاطمة
سالتها البينة على ما في يديها وقد ملكته في حيوة
رسول الله صلى الله عليه وآله وبعده ولم تسال
المسلمين على ما ادعوها شهودا كما سالتني
على ما ادعيت عليهم فسكت ابو بكر فقال عمر يا علي
دعنا من كلامك فانا لا نقوى على حجتك فان
اتيت بشهود عدول والا فهو فئ للمسلمين لاحق
لك ولا لفاطمة فيه فقال امير المومنين علي بن
ابي طالب عليه السلام يا ابا بكر اقرات كتاب الله
قال نعم قال فاخبرني عن قول الله عز وجل انما
يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و
يطهركم تطهيرا فيمن نزلت فينا ام في غيرنا قال
بل فيكم قال فلو ان شهودا شهدوا على فاطمة
بنت رسول الله صلعم بفاحشة ما كنت صانعا بها
قال كنت اقيم عليها الحد كما اقيم على نساء المسلمين
قال كنت اذا عند الله من الكافرين قال ولم قال
لانك رددت شهادة الله لها بالطهارة وقبلت
شهادة الناس عليها كما رددت حكم الله وحكم رسوله
ان جعل لها فدك وزعمت وقبضته في حيوته ثم
قبلت شهادة اعرابي بائل على عقبيه عليها واخذت
منها فدك وزعمت انه فئ للمسلمين وقد قال
رسول الله صلعم البينة على المدعي واليمين على
المدعى عليه فرددت قول رسول الله صلعم البينة

تمہارا تو اگر کوئی چیز مسلمانونکے قبضہ میں ہو اور ہم
اوسکے مدعی ہوں تو کس سے گواہ طلب کروگے کہا
تجھ سے۔ تو کہا جناب امیر نے پھر کیوں تمنے فاطمہ سے
گواہ طلب کیا ایسے چیز پر جو اونکے قبضہ میں تھا
کیونکہ رسول اللہ نے اوسپر قبضہ دیدیا تھا اپنی
زندگی میں اور حضرت کے بعد بھی اونکا قبضہ رہا
پھر تو نے مسلمانوں سے کیوں نہ گواہ مانگا جیسا کہ
تمنے کہا ہم تم سے گواہ مانگینگے۔ ابو بکر یہ کلام
سنکر چپ ہو رہے عمر نے کہا ہم لوگوں میں اتنی
قوت تو نہیں ہے کہ آپ کے دلیلوں کا مقابلہ کریں
مگر گواہ لاؤگے تو ملیگا ورنہ وہ مسلمانوں کا مال
ہوگا اوس میں نہ تمہارا حق ہے نہ فاطمہ کا۔
جناب امیر نے فرمایا کیا تو نے قرآن میں اس
آیہ کو پڑھا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس
اہل البیت ویطہرکم تطہیرا کس کے بارے میں
نازل ہوا ہم لوگوں کے بارے میں یا دوسروں کے
ابو بکر نے کہا بیشک تمہارے بارے میں۔ جناب
امیر نے فرمایا اب کہو اگر کوئی اس کی گواہی دے
کہ معاذ اللہ جناب سیدہ نے ارتکاب فاحشہ کیا تو
کیا کروگے کہا کہ ہم اونپر بھی اوسیطرح حد کا حکم
کرینگے جسطرح اور مسلمان عورتوں پر حد لگاتے
ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا تم اس صورت میں
کافر ہو جاؤگے پوچھا کیوں کہا کہ تو نے

علی المدعی والیمین علی من ادعی علیہ فقد ضد
الناس وانکر بعضھم وقالو صدق واللہ علی ورجع
علی علیہ السلام الی منزلہ قال ودخلت فاطمۃ علیہا
السلام المسجد وطافت بقبر ابیہا وھی تقول شعر
انا فقدناک فقد الارض وابلھا ✤
✤ واختل قومک فاشھدھم ولاتغب
قد کان بعدک انباء وھنبثۃ ✤
✤ لو کنت شاھدھا لم تکثر الخطب
قد کان جبرئیل بالآیات یونسنا ✤
✤ فغاب عنا فکل الخیر محتجب
وکنت بدرا ونورا یستضاء بہ ✤
✤ علیک ینزل من ذی العزۃ الکتب
تجھمتنا رجال واستخف بنا ✤
✤ اذ غیبت عنا فنحن الیوم نغتصب
فسوف نبکیک ما عشنا وما بقیت ✤
✤ منا العیون بتھمال لھا سکب
قال فرجع ابو بکر وعمر الی منزلھما وبعث ابو بکر الی
عمر فدعاہ ثم قال اما رأیت مجلس علی منا فی
ھذا الیوم واللہ لئن قعد مقعد مثلہ لیفسدن
امرنا فما الرأی قال عمر الرأی ان تامر بقتلہ
قال فمن یقتلہ قال خالد بن الولید فبعثوا الی
خالد فاتاھم فقالا لہ نرید ان نحملک علی امر
عظیم قال احملونی علی ما شئتم ولو علی قتل علی ابن

خدا کی گواہی کو رد کیا جو اسکی شہادت دیتا ہے کہ
یہ لوگ طاہر ہیں اور قبول کیا تو نے شہادت
آدمیوں کی جیسا کہ تو نے اس معاملہ (فدک)
میں حکم خدا اور رسول کو رد کر دیا کیونکہ حضرت نے
فدک دیدیا تھا جسپر قبضہ بھی ہو چکا تھا مگر تو نے
ایک اعرابی کے قول کو مان لیا جو اپنی نشت پا
پر پیشاب کرتا ہوا آیا ہو اور فدک چھین لیا اور گمان
کیا کہ یہ مسلمانوں کا فی ہے حالانکہ رسول اللہ نے
فرمایا ہے کہ گواہ مدعی پر ہو اور یمین دوسرے پر جس پر
دعوے کیا جائے۔ اس گفتگو سے صحابہ میں
ایک جوش پیدا ہوا اور کچھ لوگ ابوبکر کے اس
فعل پر اعتراض کرنے لگے اور کہا کہ جو کچھ فرمایا
جناب امیر نے وہ سب درست ہے۔ بعد اس کے
جناب امیر گھر آئے اور جناب سیدہ داخل مسجد
ہو کر چند اشعار مرثیہ جناب رسالتمآب پڑھ کر
اس کے بعد ابوبکر نے عمر سے کہا اگر اسیطرح
جناب امیر گفتگو کرتے رہے تو سب امر فاسد ہو جائیگا
تو اب کیا کرنا چاہیے عمر نے کہا رائے یہ ہے
کہ انکو قتل کر ڈالنا چاہیے چنانچہ
ابوبکر نے خالد کو حکم دیا کہ نماز کے حالت میں
جناب امیر کو قتل کر ڈالو مگر نماز ہی میں
انکو اس حکم پر ندامت ہوئی اور حکم دیا کہ
اے خالد جس بات کا میں نے حکم دیا ہے اسکو نہ کر

ابیطالب قال لا تفعلن ذلک قال خالد متی اقتله قال ابوبکر احضر المسجد و قم بجنبه فی الصلوٰة فاذا سلمت فقم الیه واضرب عنقه قال نعم فسمعت اسماء بنت عمیس وکانت تحت ابی بکر فقالت لجاریتها اذهبی الی منزل علی و فاطمه علیهما السلام واقرأیهما السلام وقولی لعلی ان الملاء یأتمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من الناصحین فجاءت فقالت امیر المومنین صلوات الله علیه قولی لها ان الله یحول بینهم وبین ما یریدون ثم قام وتهیأ للصلوٰة وحضر المسجد وصلی خلف ابی بکر وخالد بن الولید بجنبه ومعه السیف فلما جلس ابوبکر فی التشهد ندم علی ما قال وخاف الفتنة وعرف شدة علی وباسه فلم یزل متفکرا لا یجسر ان یسلم حتی ظن الناس انه قد سهی ثم التفت الی خالد فقال لا تفعلن ما امرتک السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته فقال امیر المومنین یا خالد ما الذی امرک به قال بضرب عنقک قال او کنت فاعلا قال ای والله لولا انه قال لی لا تفعله قبل التسلیم لقتلتک قال فاخذه علی علیه السلام فجلد به الارض فاجتمع الناس علیه فقال عمر یقتله ورب الکعبة فقال الناس یا ابا الحسن الله الله بحق صاحب القبر فخلی عنه ثم التفت الی عمر فاخذه بتلابیبه وقال یا ابن صهاک والله لولا عهد من رسول الله صلی الله علیه

بعد نماز جناب امیر نے خالد سے پوچھا ابوبکر نے کیا حکم دیا تھا کہا کہ آپ کے قتل کا جناب امیر نے پوچھا تو کیا کرتا۔ اوسنے کہا ضرور قتل کرتے اگر ابوبکر منع نہ کرتے جناب امیر نے اوٹھا کر زمین پر دے مارا لوگ ہر طرف سے فریاد کرنے لگے کہ بحق صاحب اس قبر کے اسکو چھوڑ دیجیے جناب امیر نے چھوڑ دیا۔ اوس کے بعد عمر کے طرف متوجہ ہوئے اور اوسکا گلا دبایا اور فرمایا اگر رسول کا حکم اور قضائے الہی نہ ہوتا۔ تو تو دیکھ لیتا ہم میں کون ضعیف اور کون قوی ہے۔

یہ **روایت شیعہ** ہے جسکو ہمنے صرف اس غرض سے نقل کیا ہے کہ معلوم ہو جناب سیدہ کا قبضہ فدک پر کس طرح کا تھا کہ آپ کا وکیل وہاں معین تھا۔ اور یہ خود بدیہی بات ہے کہ جب تک کسی کا قبضہ اور دخل نہ جائیگا صورت مخاصمت نہ پیدا ہوگی۔ اس روایت سے قاضی صاحب اوس قول کا فیصلہ بھی ہوگیا کہ اگر فدک حضرت کے قبضہ میں ہوتا وہی معاملہ کیا جاتا جو عام مسلمانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ اسکو تو خود جناب امیر نے پیش کیا کہ ہمارے ساتھ وہ

ف الدو کتاب من اللہ سبق لعلت آیتنا اضعف ناصرا واقل عددا وخل منزلہ	سلوک کیوں کیا جاتا ہے جو مسلمانوں کے عام سلوک کے خلاف ہے کہ با وصفیکہ ہبہ اور پھر قبضہ ہے

پھر بھی گواہ لیا جاتا ہے۔ اور اون لوگوں سے نہیں گواہ لیا جاتا جنکا حق قرار دیا جاتا ہے۔

بہرحال چونکہ مولوی مہدی علیخاں نے آیات بینات کے ذریعہ سے اپنی انصاف پسندی بھی دکھانا چاہا ہے کہ ہم تمامی کتب شیعہ سے استدلال کرتے ہیں اسلئے بھی ضرور تھا کہ اس روایت کو ہم لکھیں کیونکہ اس روایت سے تعرض نہیں کیا حالانکہ اس میں ہبہ اور قبضہ دونو کا پورا ثبوت موجود ہے اور ہر تقریر کا جواب بھی اور چونکہ ہر امر کا اثبات کتب اہلسنت سے بھی کر دیا گیا ہے لہذا زیادہ توضیح کی ضرورت نہیں کیونکہ حکم قتل جناب امیر بھی خود کتاب الانساب سمعانی میں موجود ہے جس کی پوری عبارت کتاب سعی میں نقل ہو چکی ہے ملاحظہ ہو۔

اب تو کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ آپ نے دیکھ لیا مدار سب کا روایت ابوبکر پر ہے ادعا اجماع کی دیوار بھی کھڑی کی جاتی ہے مگر کوئی امر نیک نیتی کا نہیں دکھائی دیتا کیونکہ آنکو آئندہ چلکر ہزاروں واقعات ایسے ملینگے جن میں شیخین نے اپنی رائے سے جو کچھ چاہا ہے کیا ہے بخشش وعطایا کی کوئی حد نہیں رہی ہے۔ پھر بجز بغض وعداوت اسکا باعث اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس طرح جناب سیدہ اور جناب امیر کو محروم کیا۔ اب ہم اگر ابوبکر کی تصدیق کرتے ہیں تو قرآن ورسول کی تکذیب لازم آتی ہے اور اگر خدا ورسول کو صادق مانتے ہیں تو ممکن نہیں کہ تصدیق ابوبکر کر سکیں۔

قولہ طرائف میں ایک روایت بشر بن الولید اور واقدی اور بشر بن غیاث سے لکھی ہے۔

روی غیر واحد منہم من بشر بن الولید والواقدی وبشر بن غیاث فی احادیث یرفعونہا الی محمد صلعم نبیہم انہ لما فتح خیبر اصطفے لنفسہ قری من قری الیہود فنزل جبرئیل بھذہ الآیۃ وآت ذا القربی حقہ فقال محمد صلعم من ذا القربی وما حقہم قال فاطمۃ فدفع الیہا فدک ثم اعطاہا العوالی بعد ذلک فاستغلتہا حتی توفی ابوہا محمد صلعم کہ ان لوگوں نے یہ حدیث اپنے پیغمبر سے بیان کی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو آپ نے منجملہ یہود کے دیہات کے ایک گاؤں اپنے لئے علیحدہ کر لیا پھر جبرئیل آئے

نازل ہوئے کہ اپنے ذا القربے کو اونکا حق دیدو اوسپر آنحضرت سے پوچھا کہ ذا القربی کون لوگ ہیں اور ونکا حق کیا ہے جبریل نے کہا کہ ذا القربے فاطمہ ہیں اسپر آپ نے فدک اونھیں دیدیا اور پھر عوالی یعنی چند باغات اور عطا کیے کہ اوس کا غلہ حضرت فاطمہ لیا کرتی تا وفات اپنے باپ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیکھو طرائف صفحہ ۴۸ مطبوعہ بمبئی اسکے علاوہ اسی کتاب میں ایک اور روایت سید الحفاظ ابن مردویہ کی روایت کی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں ومن طریف مناقضاتهم ما رووه فی کتبهم الصحیحة عندهم ورجالهم عن مشائخهم حتی سنده عن سید الحفاظ ابن مردویه قال اخبرنا محی السنة ابو الفتح عبدوس بن عبد الله الهمدانی اجازة قال احدثنا القاضی ابو نصر شعیب بن علی قال احدثنا موسی بن سعید قال احدثنا الولید بن علی قال احدثنا عباد بن یعقوب قال حدثنا علی بن عباس عن فضیل عن عطیة عن ابی سعید قال لما نزلت آیة وآت ذا القربی حقه دعا رسول الله فاطمة فاعطاها فدک کہ سنیوں کے عجیب مناقضات میں سے وہ روایت ہے جسکو اونھوں نے اپنی معتبر اور صحیح کتابوں میں اپنے مشائخ سے روایت کی ہے اور اوسے سید الحفاظ ابن مردویہ باسناد مذکورہ بالا یوں لکھتی ہیں کہ ابو سعید سے منقول ہے کہ جب آیہ وآت ذا القربی حقه نازل ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے فاطمہ کو بلایا اور فدک اونھیں دیدیا۔

اقول چونکہ مولوی صاحب مصنف آیات بینات کے امانت و دیانت کا حال ہم چند جگہ ظاہر کر چکے ہیں لہٰذا یہاں بھی اصل طرائف کے طرف رجوع کرنا پڑا تاکہ اوس سے معلوم ہو کہ کہانتک اونکی دیانت سے کام لیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۷۲ مطبوعہ ایران۔

ومن الطرائف العجیبة ما عبدوا الی فاطمة بنت محمد نبیهم من الاذی والظلم وکسر حرمتها وحرمة ابیها والاستخفاف بتعظیمها وتعظیمها کما تقدمت طرائفهم عنه فی حقها من الشهادة بطهارتها و

یعنی طرفہ تر امور سے جس میں جناب فاطمہ بنت رسول اللہ پر اذیت و ظلم تازہ کیا گیا اور اون کی حرمت اور اون کے باپ کی حرمت ضایع کی گئی اور انکی تعظیم و احترام میں تفرقہ ڈالا گیا جیسا سابقاً مذکور ہوا اونکی روایات سے اس بارے میں کہ کسطرح خدا و

وجلالتها وشرفها على سائر النسوان
وانها سيدة نساء اهل الجنة وذكر اصحاب
التواريخ فی رسالة طويلة تتضمن محو ظلما
امر المامون الخليفة العباسی بانشائها
وقرائتها فی موسم الحج وقد ذكر صاحب التاريخ
المعروف بالعباسی واشار الروحی الفقيه
صاحب التاريخ الى ذلك فی حوادث سنة
ثمان عشرة ومائتين فی جملتها ان جماعة
من ولد الحسن والحسين رفعوا قصة الى المامون
الخليفة العباسی يذكرون ان فدك والعوالی
كانت لامهم فاطمة بنت محمد نبيهم وان
ابابكر اخرج يدها عنها بغير حق وسالوا
المامون انصافهم وكشف ظلامتهم فاحضر
المامون مائتی رجل من علماء الحجاز والعراق
وغيرهم وهو يؤكد عليهم فی اداء الامانة واتباع
الصدق وعرفهم ماذكره ورثة فاطمة
فی قضيتهم وسالهم عما عندهم من الحديث
الصحيح فی ذلك فروى غير واحد
منهم عن بشر بن الوليد والواقدی
وبشر بن غياث فی احاديث يرفعونها
الی محمد نبيهم انه لما فتح خيبر اصطفى
لنفسه قرى من قرى اليهود فنزل
جبرئيل بهذه الاية فآت ذا القربى

رسول نے شہادت دی ہے اونکے طہارت
وجلالت وشرف پر بہ نسبت تمام عورتوں کے اور
یہ کہ وہ سیدۃ نساء العالمین ہیں - یہ واقعہ ہے
جسکو صاحب تواریخ نے مامون رشید خلیفہ عباسی
نے ایک طولانی رسالہ لکھوایا اور حکم دیا کہ موسم
حج میں پڑھا جائے صاحب تاریخ عباسی نے
اس کو ذکر کیا ہے اور روحی فقیہ نے اپنے
تاریخ میں اسکا اشارہ کیا ہے - مدمل حوادث
سنہ ۲۱۸ ایک جماعت سادات حسنی اور حسینی
اس واقعہ کو خدمت خلیفہ میں پہونچایا اور خود
طالب فیصلہ ہوئے کہ فدک اور عوالی مال تھا
ہمارے اور گرامی قدر جناب سیدہ کا اور ابوبکر نے
حضرت کا قبضہ اوس سے اوٹھا لیا بغیر حق
مامون نے اسپر دو سو علماء حجاز و عراق
وغیرہ کو جمع کیا اور سب پر اس کی تاکید کی کہ
امانت کو ادا کریں اور حق کی پیروی کریں -
اس کے بعد ورثہ فاطمہ کے دعوے کو بیان کیا
اور پوچھا کہ حدیث صحیح اس بارے میں تم لوگونکے
پاس کیا ہے ان لوگوں کے علاوہ اکثر لوگوں نے
بشر بن الولید - واقدی - بشر بن غیاث
سے روایت کی ہے چند حدیثوں میں جو سب
مرفوع ہیں رسول اللہ کے طرف کہ حضرت نے
جب خیبر کو فتح کیا تو چند قریوں کو اپنے لیے

حقہ فقال محمد من ذی القربی و ما حقہ
قال فاطمۃ فدفع الیها فدک ثم اعطاها
العوالی بعد ذلک فاستغلتها حتی توفی ابوها
محمد فلما بویع ابوبکر فدفع الیها فدک فلا اشغلہ
ما دفع الیک ابوک فی راحات فکتب لها کتابا
فاستوقنہ عمر بن الخطاب فقال انها امراۃ
فادعها بینۃ علی ما ادعت فامرها ابوبکران
تفعل فجاءت بام ایمن و اسما بنت عمیس مع
علی بن ابیطالب فشهدوا لها جمیعا بذلک
فکتب لها ابوبکر فبلغ ذلک عمر فاتاہ فاخبرہ
ابوبکر الخبر فاخذ الصحیفۃ فقال ان فاطمۃ امراۃ
علی بن ابیطالب زوجها وهو جار علی نفسہ
ولا یکون شهادۃ امراتین بدون رجل فارسل
ابوبکر الی فاطمۃ فی علیها ذلک فحلفت بالله الذی
لا الہ الا هو انهم ما شهدوا الا بالحق فقال
ابوبکر فلعل ان تکون صادقۃ لکن احضری
شاهدا لا یجر الی نفسہ فقالت الم تسمع
من رسول اللہ ص یقول اسماء بنت عمیس وام
ایمن من اهل الجنۃ فقالا بلی فقالت
امراتان من اهل الجنۃ یشهد ان بباطل
فانصرفت صارخۃ تنادی اباها و تقول قد
اخبرنی ابی بانی اول من یلحق فواللہ لاشکون
الیہ فلم تلبث ان مرضت فما وصت علیا

خاصہ قرار دیا تو اوسپر حضرت جبرئیل یہ آیہ
فات ذی القربی حقہ لائے تو حضرت نے
پوچھا ذوی القربے کون ہیں اور کیا حق ہے
اونکا تو جبرئیل نے کہا فاطمہ پس حضرت نے
فدک کو حوالہ فاطمہ کیا پھر عوالی بھی دیا جسکو
جناب سیدہ نے بند وبست کیا اوسکو غلہ پر
جب تک رسول اللہ زندہ رہے یہی دستور قائم
ابوبکر جب تک خلیفہ ہوئے (عبارت یہاں
کی کچھ غلط ہے) تو چاہا نوشتہ لکھیں عمر مانع
ہوئے اور کہا کہ گواہ طلب کرو گواہی شاہدی
کے بعد ابوبکر نے لکھدیا اور عمر نے آکر مزاحمت کی
غرض مامون نے اوس روز تو مجمع برخاست
کیا اور دوسرے روز ہزار آدمیونکو اہل علم
سے جمع کیا اور اس واقعہ کو بیان کر کے
کہا خدا سے ڈر کے فیصلہ کرو چنانچہ اونمیں
دو فریق ہو گئے ایک نے کہا شوہر کی شہادت
جس سے جلب نفع ہو زوجہ کا اگرچہ قابل
اعتبار نہیں ہے مگر خود جناب سیدہ کا یمین
مع اون دو عورتوں کے گواہ کے کافی ہے
اثبات حق کے لیئے دوسرے گروہ نے
کہا کہ یمین مع الشہادۃ اگرچہ موجب حکم
نہیں ہے مگر شوہر کی شہادت جائز ہے اور
اوسکے نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اپنا

ان لا یصلیا علیها ولا یحضرانها فلم تکلمهما
حتی ماتت فدفنها علی والعباس علیهم
السلام لیلا ثم قد فقد سأل المامون الجماعة عن
مجلسه ذلک الیوم ثم احضر فی الیوم الاخر
الف رجل من اهل العلم والفقه وشرح لهم
الحال وامرهم بتقوی الله ومراقبته فتناظروا
واستظهروا ثم افترقوا فرقتین فقالت فرقة
منهم الزوج عندنا جار الی نفسه فلا شهادة
له ولکنا نری یمین فاطمة قد وجبت لها
ما ادعت مع شهادة الامرأتین وقالت
طائفة لا نری الیمین مع الشهادة لا نوجب
حکما ولکن شهادة الزوج جائزة ولا نراه
جارا الی نفسه وقد وجب بشهادته مع
شهادة الامرأتین لفاطمة ما ادعت فکان
اختلاف الطائفتین اجماعا منهما علی استحقاق
فاطمة فدک والعوالی فسألهم المامون
بعد ذلک عن فضائل لعلی بن ابی طالب فذکروا
منها طرفا جلیلة وقد تضمنته رسالة
المامون وسألهم عن فاطمة فرووا لها عن
ابیها فضائل جمیلة وسألهم عن ام ایمن
واسما بنت عمیس فرووا عن نبیهم
انهما من اهل الجنة فقال المامون یجوزون ان
یقال او یعتقدون علی بن ابی طالب مع ورعه

جلب نفع چاہتا ہے لہذا جناب امیر کی شہادت
اور دو عورتوں کی شہادت سے جناب سیدہ کا حق
ثابت ہے تو دونوں فریق کے اختلاف کو تم
سیر اجماع ہوا کہ حق جناب سیدہ صحیح و ثابت
ہو اسکے بعد مامون نے فضائل جناب
امیر کو پوچھا تو لوگوں نے بہت سے فضائل
بیان کیے پھر ام ایمن اور اسما بنت عمیس کے
فضائل کو پوچھا تو لوگوں نے بہت سے
فضائل بیان کر دیے اور پھر مامون نے کہا
کیا یہ کہا جا سکتا ہے یا اسکا اعتقاد کیا
جا سکتا ہے کہ جناب امیر اس ورع و زہد کے
ساتھ گواہی دینگے ناحق فاطمہ کے لیے حالانکہ
خدا و رسول نے ان کے فضائل پر
اسطرح گواہیاں دی ہیں
کیا ایسے شخص سے علم و فضل کے ساتھ
یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایسے گواہی میں بیجا
جسکے حکم سے وہ جاہل ہوں اور کیا جناب
سیدہ کے نسبت یہ گمان ہو سکتا ہے کہ بعد
طاہرہ اور معصومہ اور سیدہ
نساء العالمین اور سیدہ نساء اہل الجنۃ
جیسا کہ تم لوگ روایت کرتے ہو وہ ایسے
حق کی طلبگار ہوں جس میں کسی طرح کا
ان کو حق نہ تھا بلکہ وہ جمیع مسلمین کا مال تھا

ورد من يشهد لفاطمة بغير حق وقد شهد
لها الله ورسوله بهذه الفضائل ايجوز
مع علمه وفضله ان يقال انه يخشى في شيئها
وهو يجهل الحكم فيها وهل يجوز ان يقال
ان فاطمة مع طهارتها وعصمتها وانها سيدة
نساء العالمين وسيدة نساء اهل الجنة كما رويتم
تطلب شيئا ليس لها تظلم فيه جميع المسلمين
وتقسم عليه بالله الذي لا اله الا هو او يجوز
ان يقال عن ام ايمن واسماء بنت عميس انهما
تشهدان بالزور وهما من اهل الجنة ان
الطعن على فاطمة وشهودها طعن على كتاب
الله والحاد في دين الله حاش لله ان يكون
ذلك كذلك ثم عارضهم المامون بحديث رووه
ان علي بن ابيطالب اقام مناديا بعد وفاة
محمد نبيهم ينادي من كان له على رسول الله
دين او عدة فليحضر فحضر جماعة فاعطاهم
علي بن ابيطالب عليه السلام ما ذكروه بغير
بينة وان ابابكر امر مناديا ينادي بمثل ذلك
فحضر جرير بن عبد الله وادعى على نبيهم
عدة فاعطاه ابوبكر بغير بينة وحضر جابر
بن عبد الله وذكر ان نبيهم وعده ان
يحثو له ثلث حثوات من مال البحرين فلما
قدم مال البحرين بعد وفات نبيهم اعطاه

اور سپرد وہ خدا کی قسم کھائیں - اور کیا جائز
ہے کہ ام ایمن اور اسما بنت عمیس جھوٹی
گواہی دیں حالانکہ تملوگ روایت کرتے ہو
کہ وہ اہل جنت سے تھیں طعن کرنا فاطمہ پر
اور انکے گواہوں پر طعن کرنا ہے کتاب اللہ میں
اور الحاد ہے دین خدا میں حاشا للہ کہ ایسا ہو
پھر مامون نے اونسے یوں معارضہ کیا کہ
تملوگ روایت کرتے ہو کہ جناب امیر نے منادی
کو حکم دیا کہ کہو جسکا دین ہو رسول اللہ پر
یا حضرت نے کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو حاضر
ہو چنانچہ بہت سے لوگ حاضر ہوئے اور حضرت
نے بغیر گواہ و شاہد لیے سب کو دیا جسقدر
اونھوں نے مانگا ابوبکر نے بھی انکا اسیطرح
منادی کرایا جسپر جریر بن عبد اللہ اور جابر
بن عبد اللہ نے دعوے کیا اور ابوبکر نے
بغیر گواہ و شاہد لیے اونکو دیا —
عبد المحمود کہتا ہے کہ اس روایت کو حمیدی نے
جمع بین الصحیحین میں لکھا ہے حدیث
تاسع میں افراد مسلم سے سند جابر میں
جابر کا بیان ہے کہ جب گنا تو وہ پانچسو
درہم تھا - ابوبکر نے کہا اسکے مثل دو دفعہ
اور لے لو (پندرہ سو) صاحب رسالہ
لکھتے ہیں کہ مامون کو اس سے اور بھی زیادہ

ابو بکر بعد وفاۃ النبی الحضرات بدعواہ
من غیر بینۃ فی ال عبد المحمود وقد ذکر
الحمیدی هذا الحدیث فی الجمع بین الصحیحین
فی الحدیث التاسع من افراد المسلم فی
مسند جابر وان جابر فی الفضل دفعتها فی
خمسۃ ثقال ابو بکر لجابر من مثلها قال
عبد المحمود ان الرسالۃ لما من ذلک
وقال اماکانت فاطمۃ وشهودها حیین
یعنی جریر بن عبد اللہ وجابر بن عبد اللہ
ثم تقدم بسطر الرسالۃ المشار الیها وامر
ان تقرء بالموسم علی رؤس الاشهاد
وجعل فدک والعوالی فی ید محمد بن یحیی
بن حسین علی بن الحسین بن علی ابن الحسین
بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام
یعمرها ویستغلها ویقسم دخلها بین ورثۃ
فاطمۃ بنت محمد نبیهم۔

تعجب ہوا اور کہا کہ کیا جناب سیدہ اور ان کے
گواہ اس قابل بھی نہ تھے کہ وہ جریر بن
عبد اللہ اور جابر بن عبد اللہ کے برابر ہوتے
پاتے اس کے بعد مامون نے حکم دیا کہ وہ رسالہ
موسم حج میں پڑھا جاوے اور فدک و عوالی
کو حوالہ اولاد جناب امام حسن و امام حسین کے
کیا۔ اگر مولوی صاحب کچھ بھی غور کرتے
تو ان کو معلوم ہوتا یہاں صرف روایت بشر
ابن ولید واقدی بشر بن غیاث نہیں ہے
جنکو وہ حدیثوں میں بیان کرتے ہیں بلکہ
بارہ سو علماء حجاز و عراق کی حدیث ہے کہ
جنہوں نے اس واقعہ کی حدیث بیان کی انکے
علاوہ یہ علماء اہلسنت ہیں جن کے فضائل
و مناقب کا احصا نہیں ہو سکتا جیسا کہ آئندہ
مذکور ہوگا۔

بہر حال چونکہ وہ زمانہ علما کا تھا انکار
بدبیانات کی جرأت کم تر ہوتی تھی لہذا طریقہ تحریر یہ تھا کہ یا خود روایت بیان کرتے
کہ ہمسے فلاں محدث نے یوں بیان کیا یا کتاب کا مختصر حوالہ دیتے کہ فلاں کتاب
میں اس طرح ہے جو طریقہ آج کل رائج ہے کہ ہر کتاب کا نام اور مصنف کا نام اور
صفحہ و مطبع وغیرہ لکھا جاتا ہے اوس زمانہ میں نہیں تھا بلکہ کتاب کا حوالہ یا راوی
کا نام کافی ہوتا تھا کیونکہ ایک محدث کے راوی صدہا نہیں ہزاروں ہوتے تھے وہ سب
اوس روایت کو سنتے اور یاد رکھتے تھے۔

قال المخاطب بحار الانوار کی کتاب الفتن باب نزول الآیات فی امر فدک میں ملا باقر مجلسی

آیہ وات ذا القربی حقہ کے شان نزول میں فرماتے ہیں روا کثیر من المفسرین و وردت بہ الاخبار من طرق الخاصۃ والعامۃ کہ اس آیت کے شان نزول میں بہت روایتیں بہت سے مفسرین نے اہلسنت اور شیعہ کی بیان کی ہیں اور اس کے بعد لکھتے ہیں قال الشیخ الطبرسی قیل ان المراد قرابۃ الرسول کہ شیخ طبرسی کہتے ہیں کہ اس آیت میں جو ذا القربی کا لفظ ہے اوس سے مراد قرابت رسول ہے پھر اونھیں سے ایک روایت نقل کرتے ہیں اخبرنا السید مہدی بن نزار الحسنی باسنادہ کرعن ابی سعید الخدری قال لما نزلت قولہ وات ذا القربی حقہ اعطی رسول اللہ صلعم فاطمۃ فدک قال عبد الرحمن بن صالح کتب المامون الی عبید اللہ بن موسی یسئالہ عن قصۃ فدک فکتب الیہ عبید اللہ بھذا الحدیث رواہ عن الفضیل بن مرزوق عن عطیۃ فرد المامون فدک علی ولد فاطمۃ انتہی کہ ہمکو خبر دی ہے سید مہدی بن نزار حسنی نے اون اسناد سے جسکو اونھوں نے بیان کیا ہے ابو سعید خدری سے کہ وہ کہتے ہیں جب آیہ وات ذا القربی حقہ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا صلعم نے فاطمہ کو بلا کر فدک عطا فرمایا اور عبد الرحمن بن صالح کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے عبید اللہ بن موسی سے لکھکر فدک کا قصہ دریافت کیا عبید اللہ نے اوس کے جواب میں اس حدیث کو لکھ بھیجا اور اوسے روایت کیا ہے فضیل بن مرزوق نے عطیہ سے اسپر مامون نے فدک کو اولاد فاطمہ کو دیدیا اس روایت میں ملا باقر مجلسی نے اسناد کو ترک کر دیا ہے مگر علامہ طبرسی نے آیہ وات ذا القربی حقہ کی تفسیر میں جو سورہ بنی اسرائیل میں واقع ہے اوس اسناد کا اسطرح ذکر کیا ہے واخبرنا السید ابو حمید مہدی بن نزار الحسنی قراءۃ قال حدثنا الحاکم ابو القاسم بن عبید اللہ الحسکانی قال حدثنا الحاکم الوالد ابو محمد قال حدثنا عمر بن احمد بن عثمان ببغداد شفاہا قال اخبرنی عمر بن الحسین بن علی بن مالک قال حدثنا جعفر بن محمد الاحمسی قال حدثنا حسن بن حسین قال حدثنا ابو معمر سعید بن خثیم وابو علی القاسم الکندی

و یحییٰ بن یعلی و علی بن مسہر عن فضیل بن مرزوق عن عطیۃ الکوفی عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت قولہ و اٰت ذالقربیٰ حقہ الخ ۔ اسی روایت کو اسی آیت کی تفسیر میں تفسیر منہج الصادقین میں اس طرح بیان کیا ہے ۔ و نیز سید ابو حمید مہدی بن نزار الحسنی از حاکم ابو القاسم عبد اللہ الحسکانی نقل می کند کہ در بغداد حاکم ابو محمد از عمر بن احمد بن عثمان بمن حدیث کرد کہ عمر بن حسین بن مالک گفت کہ جعفر بن محمد الاحمصی بمن گفت کہ حسن بن حسین مرا حدیث کرد از ابو معمر بن سعید و علی بن سعید خدری کہ گفتند چوں آیہ و اٰت ذالقربیٰ حقہ نازل آنحضرت رسالت باغ فدک را بفاطمہ عطا فرمودہ الخ

دوسری روایت ملا باقر مجلسی نے یہ لکھی ہے محمد بن العباس عن علی بن العباس المقانعی عن ابی کریب عن معاویہ عن فضیل بن مرزوق عن عطیہ عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت فاٰت ذالقربیٰ حقہ دعا رسول اللہ صلعم فاطمۃ واعطاھا فدک ۔

تیسری روایت سید ابن طاؤس کی کتاب سعد السعود سے نقل کرتے ہیں روی السید بن طاؤس فی کتاب سعد السعود من تفسیر محمد بن العباس بن علی بن مروان قال روی حدیث فدک فی تفسیر قولہ تعالیٰ و اٰت ذالقربیٰ حقہ عن عشر بن طریقا فمنہا ما رواہ عن محمد بن محمد بن سلیمان الاعبدی و ھیثم بن خلف الدوری و عبد اللہ بن سلیمان بن الاشعث و محمد بن القاسم بن زکریا قالوا حدثنا عباد بن یعقوب قال اخبرنا علی بن عابس و حدثنا جعفر بن محمد الحسینی عن علی بن منذر الطریقی عن علی بن عابس عن فضیل بن مرزوق عن عطیۃ العوفی عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت و اٰت ذالقربیٰ حقہ دعا رسول اللہ صلعم فاطمۃ و اعطاھا فدک کہ سید ابن طاؤس نے کتاب سعد السعود میں تفسیر محمد بن عباس بن علی بن مروان سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حدیث ہبہ فدک کی آیہ و اٰت ذالقربیٰ حقہ کی تفسیر میں بیس طریقوں سے مروی ہے اون میں سے ایک وہ حدیث ہے جو محمد بن محمد بن

سلیمان اعبدی نے اور ہیثم بن خلف دوری نے اور عبداللہ بن سلیمان بن اشعث نے اور محمد بن قاسم بن زکریا نے روایت کی ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمسے روایت کی ہے عباد بن یعقوب نے اور اونھوں نے علی بن عابس سے اور نیز روایت کی ہے جعفر بن محمد حسینی نے علی بن منذر طریقی سے اونھوں نے علی بن عابس سے اونھوں نے فضیل بن فرزوق سے اونھوں نے عطیہ عوفی سے اور اونھوں نے ابی سعید خدری سے کہ جب آیہ وات ذا القربے حقہ نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے فاطمہ کو بلاکر فدک دیدیا۔

قاضی نور اللہ شستری نے اپنی کتاب احقاق الحق میں بھی اسی روایت کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے روی الواقدی وغیرہ من نقلۃ الاخبار عندھم ذکروہ فی الاخبار الصحیحہ عندھم ان النبی لما فتح خیبر اصطفی قری من قری الیھود الخ

عماد الاسلام میں ایک روایت تو متعلق ہبہ کے وہی نقل کی ہے جو طرف الف میں مذکور ہوئی یعنی سید الحفاظ ابن مردویہ سے چنانچہ وہ فرماتے ہیں فاقول یدل علی ثبوت ذالک (اعطاء النبی فدک لفاطمۃ) مارواہ سید الحفاظ ابن مردویہ قال اخبرنا محی السنۃ ابو الفتح عبدوس بن عبد اللہ الھمدانی اجازۃ قال حدثنا القاضی ابو نصر شعیب بن علی قال حدثنا موسی بن سعید قال حدثنا الولید بن علی قال حدثنا عباد بن یعقوب قال حدثنا علی بن عابس عن فضیل عن عطیۃ عن ابی سعید قال لما نزلت وات ذا القربی حقہ دعا رسول اللہ صلعم فاطمۃ فاعطاھا فدک۔

دوسری روایت کنز العمال شیخ علی متقی سے بیان کی ہے جیسا فرماتے ہیں۔ وما فی کنز العمال للشیخ علی المتقی فی صلۃ الرحم من کتاب الاخلاق عن ابی سعید قال لما نزلت وات ذا القربی حقہ قال النبی یا فاطمۃ لک فدک رواہ الحاکم فی تاریخہ وقال تفرد بہ ابراھیم بن محمد بن میمون عن علی بن عابس بن النجار۔ یعنی کنز العمال شیخ علی متقی نے باب صلۃ الرحم میں ابو سعید سے یہ روایت کی ہے کہ جب آیہ وات ذا القربے حقہ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے فاطمہ سے کہا اے فاطمہ

فدک تمہارے لیے ہے اور اسے روایت کیا ہے حاکم نے اپنی تاریخ میں اور کہا ہے کہ صرف اسے ابراہیم بن محمد بن میمون نے علی بن عابس نجار سے روایت کیا ہے۔

اور تیسری روایت اوسی کتاب میں تفسیر درمنثور سیوطی سے نقل کی ہے کما ھو لفظہ فی الدر المنثور للسیوطی فی تفسیر قولہ تعالیٰ وآت ذا القربیٰ حقہ دعا رسول اللہ صلعم فاطمۃ فاعطاھا فدک۔

اور اوسی کتاب میں چوتھی روایت معارج النبوۃ سے بیان کی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں وما فی معارج النبوۃ الشہیر بسیر مولنا الھروی فی وقائع السنۃ السابعۃ بعد واقع خیبر بھذہ العبارۃ۔ ودر مقصد اقصیٰ مذکور است کہ بعضی گویند کہ حضرت رسول اللہ صلعم بسوئے خیبر امیر المومنین علی را فرستاد ومصالحہ بردست امیر واقع شد بر آں نہج کہ حضرت امیر قصد خون ایشاں نکند وحوالط خواص از آں رسول باشد پس جبرئیل فرود آمد و گفت کہ حق تعالیٰ امیفرماید کہ حق خویشاں بدہ رسول گفت کہ خویش من کیستند وحق ایشاں چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوالط فدک را باو دہ وانچہ از خدا و رسول اوست در فدک ہم باو بدہ پیغمبر فاطمہ را بخواند و برائے وے حجتے نوشت وآں وثیقہ بودہ کہ بعد از وفات رسول پیش ابوبکر آورد و گفت این کتاب رسول خدا است برائے من وحسن وحسین۔

ان چار روایتوں کو نقل کرکے آپ فرماتے ہیں۔ وقال السید المرتضیٰ فی الشافی وقد روی من طرق مختلفۃ غیر طریق ابی سعید الذی ذکرہ صاحب الکتاب انہ لما نزل قولہ تعالیٰ وآت ذا القربیٰ حقہ دعا النبی فاطمۃ و اعطاھا فدک واذا کان ذلک مرویا فلا معنی لدفعہ بغیر حجۃ انتہی کلام السید۔ یعنی سید مرتضیٰ شافی میں کہتے ہیں کہ سوائے ابو سعید کے جسکا ذکر صاحب کتاب نے کیا ہے اور بھی کئی مختلف طریقوں سے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ جب آیہ وآت ذا القربیٰ حقہ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے فاطمہ کو بلایا اور فدک ان کو دیدیا اور جب کہ یہ روایت مروی ہے پھر بغیر دلیل کے اوس کے نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں ہے فقط لیکن نہ جناب مولانا دلدار علی صاحب نے اپنی کتاب عماد الاسلام میں اور نہ جناب

سید مرتضیٰ نے اپنی کتاب شافی میں ان روایتوں کو بیان کیا کہ وہ کون سے طرق مختلف غیر طرق ابی سعید کے ہیں جن میں یہ روایت مذکور ہے ایسے موقع پر فقط مجمل کہدینا کہ اور بہت سی روایتوں میں بھی یہ منقول ہے کافی اور شافی نہیں ہے خصوصاً جبکہ قاضی عبدالجبار نے اپنی کتاب مغنی میں اس روایت کو شیعوں کی طرف سے باین الفاظ ذکر کیا تھا فلو اقدمری عن ابی سعید الخدری کہ شیعہ ایسا کہتے ہیں کہ ابوسعید خدری سے ایسی روایت ہے اور اوس کی نسبت اپنے جواب میں یہ لکھا تھا **الجواب** عن ذالک ان اکثر مایروون فی ھذا الباب غیر صحیح کہ جواب شیعوں کے اس قول کا یہ ہے کہ جو کچھ اس باب میں وہ روایت کرتے ہیں اکثر غلط ہے۔

اقول ہم ابتدائے بحث میں دکھا آئے ہیں کہ جس زمانہ میں کتاب شافی بجواب مغنی تصنیف ہوئی تھی اوس زمانہ میں منقولی بحث کم ہوتی تھی کیونکہ صدہا نہیں ہزاروں حفاظ حدیث موجود تھے اس سے اس کی جرأت کم ہوتی تھی کہ کسی روایت کے صحت سے یا وجود سے انکار کیا جائے۔ اس کے مروج اصلی شاہ عبدالعزیز دہلوی ہیں جنہوں نے جس روایت کو بالکل صریح اور لاجواب پایا لکھدیا در کتب معتمدہ اہلسنت اصلا نیست"

یہی وجہ ہے کہ کتاب مستطاب عبقات الانوار کا بڑا حصہ صرف منقولات میں صرف ہوا ایک ایک حدیث کو صدہا کتب اہلسنت سے نقل کیا اور اوس کتاب کی توثیق اور رواۃ کے جرح و تعدیل میں ہزارہا ورق لکھ ڈالے۔

ہمارا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ شاہ صاحب کے قبل ایسے بزرگ نہیں گذرے ہیں جنہوں نے انکار بدیہیات سے کام نہ لیا ہو صحیح روایتوں سے انکار نہ کیا ہو۔ نہیں اوس زمانہ میں بھی ایسے لوگ تھے مگر اسطرح کی جرأت کمتر تھی جو شاہ صاحب کے زمانہ میں پیدا ہوئی کیونکہ اس زمانہ میں جو کچھ ہیں **وہ جہال** ہیں پھر اونکے سامنے کسی امر کا انکار کر دینا کیا مشکل ہے۔

دور نہ جائیے صرف ابن تیمیہ کو دیکھ لیجئے جس پر آج کل کے اہلسنت کس درجہ گرویدہ ہیں وہ بھی اس طریقہ کے سالک تھے کہ جہاں ہوا انکار کر دیا جسپر جھنجھلا کر ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں جیسا سعی مشکور مولوی عبدالحی صاحب میں ہے صفحہ ۳۹

لہ ای للحلی کتاب فی الامامۃ رد علیہ ابن تیمیہ بالکتاب المشہور بالرد علی الرافضی وقد اطنب فیہ ماجاد فی الرد الا انہ تحامل فی مواضع عدیدۃ ورد احادیث موجودۃ وان کانت ضعیفۃ بانہا مختلقۃ

پھر لسان المیزان سے ناقل ہیں۔

یعنی طالعت الرد المذکور فوجدتہ کما قال السبکی فی الاستیفا لکن وجدتہ کثیر التحامل الی الغایۃ فی رد الاحادیث التی یوردھا ابن المطہر الحلی وان کان معظم ذلک من الموضوعات والواہیات ولکن رد فی ردہ کثیرا من الاحادیث التی لم یستحضر حالۃ تصنیفہ مظانہا ثابتۃ کان لاتساعہ فی الحفظ ان الکل علی ما فی صدرہ والانسان عامد النسیان انتہی بیشک یہ ثابت ہے کہ ابن تیمیہ نے مبالغہ اور تساہل وتجاہل کیا ہے کہ احادیث جیدہ کو مردود کردیا ہے اور جو عذر بیان کیا ہے اوس سے نسبت مبالغہ وتساہل سے نجات نہیں ہوسکتی رحمی مشکور صفحہ ۳۹۲۔

ہماری غرض یہاں رد ابن تیمیہ نہیں ہے بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ ایک زمانہ وہ تھا جب جناب شیخ مفید اور سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ سے علمائے اہلسنت سے مناظرہ ہوتا تھا تو وہ کس طرح صحت احادیث کو تسلیم کرلیتے تھے پھر وہ زمانہ آیا کہ جس حدیث کو اپنے خلاف مطلب پایا رد کردیا پھر وہ زمانہ آیا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے ہر مقام پر یہ نعرہ بے ہنگام بلند کیا "در کتب معتبرہ اہلسنت اصلا موجود نیست"

آپ جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جناب سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ اور جناب علامہ صاحب عماد الاسلام نے اون طرق کو کیوں نہ لکھا تو اسکا جواب آپ کو معلوم ہوگیا کیونکہ خود صاحب مغنی کا قول آپ حاشیہ پر نقل کررہے ہیں ولسنا ننکر صحۃ ما روی من ادعائہا فدک کہ ہم اون روایات کے صحت کے منکر نہیں ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ جناب سیدہ نے فدک کا دعوے کیا۔

اب بتایئے کہ اس اقرار صحت روایت کے بعد اب کیا ضرورت تھی کہ اور بھی دلائل صحت روایت کی دیجاتیں۔ کیونکہ عام قاعدہ ہے مناظرہ ہمیشہ اوسی اصول پر ہوتا ہے کہ جسکو

جس قاعدہ سے انکار کیا جائے اوسی قاعدہ سے وہ ثابت کیا جائے۔

جو عبارت قاضی صاحب نے لکھی ہے وہ خود بتا رہی ہے کہ اونھوں نے شیعہ کے کسی کتاب سے نقل کیا ہے نہ روایت کو بحیثیت روایت لکھا جس میں حدثنا واخبرنا ہوتا ہے بلکہ لکھتے ہیں قالوا قد روی عن ابی سعید الخدری کہ شیعہ کہتے ہیں ابوسعید خدری سے روایت کی گئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ خود قاضی صاحب کو شیعوں کے اس قول پر ایسا اعتماد تھا کہ اونکو نہ کسی کتاب کے حوالہ کی ضرورت تھی نہ اوسکو سند دینے کی پھر مناسب تھا کہ آپ خود قاضی صاحب پر اعتراض کرتے کہ کیوں آپنے اسطرح اونکے مقولہ کو نقل کیا جس کی نہ سند ہے نہ کتاب کا نام۔

آہ ایک وہ زمانہ تھا اور اب یہ زمانہ آیا ہے کہ ہم جو عبارت اونکے کسی کتاب سے نقل کرتے ہیں تو اوسکے صفحہ یا مطبع یا قلمی کا حوالہ دیدیتے ہیں حالانکہ ہمارے مخالف کو اسکی ہمت نہیں ہے کہ اسطرح وہ صفحہ و مطبع کا حوالہ دیں۔

بہر حال قاضی صاحب نے جو یہ لکھا تھا کہ اکثر مایروون فی ھذا الباب غیر صحیح تو اونکے ساتھ یہ بھی فرمایا ولسنا ننکر صحتہ مادون کہ ہم اس کے صحت کے منکر نہیں ہیں پھر کیا ضرورت تھی کہ ہر طریقہ کی صحت ثابت کیجائے کیونکہ مطلب تو صرف صحت روایت سے تھا جو بقول قاضی صاحب ثابت ہو چکا۔

بحار الانوار کتاب الفتن میں یہ بحث صفحہ ۱۹ سے شروع ہوئی ہے اور صفحہ ۱۴۱ پر ختم ہے جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کتنی روایتیں لکھی ہونگی مگر مخاطب نے صرف تین حدیثوں کو منتخب کیا حالانکہ پہلی روایت جناب امام رضا کی ہے دوسری روایت جناب امام زین العابدین ع کی جو بمقابلہ ایک مرد شامی آپنے اس آیہ کی تلاوت فرمائی تیسری حدیث یہی ہے جسے مخاطب نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے چوتھی روایت حضرت زینب کی ہے پانچویں روایت جناب امام محمد باقر ع کی ہے چھٹی روایت پھر ابوسعید خدری کی ہے ساتویں روایت عمرو بن علی کی ہے آٹھویں روایت جناب امام جعفر صادق ع کی ہے نویں روایت پھر

عمر بن علی کی ہے دسویں روایت ابو الطفیل صحابی کی ہے۔

اسیطرح صدہا روایتیں ہیں جن کو جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مختلف کتب شیعہ وسنی سے روایت کی ہے بخوف طوالت ہم نہ پوری عبارت لکھ سکتے ہیں نہ پورا ترجمہ درج کر سکتے ہیں۔

مخاطب کا مقصود اصلی یہ ہے کہ جسطرح ہو سکے اس روایت کو صرف ابو سعید کے سلسلے تک پیش کرکے یہ ثابت کریں کہ اس سے مراد ابو سعید خدری نہیں ہیں جو صحابی ہیں بلکہ مراد اس سے محمد بن سائب کلبی ہے جس کی کنیت ابو سعید تھی لہذا اصلی راوی کو مجروح کرکے اپنا کام نکالیں حالانکہ خود کلام قاضی صاحب مغنی سے نقل کرتے ہیں اکثر ما یوردون فی ھذا الباب غیر صحیح اکثر روایتیں اس بارہ میں غیر صحیح ہیں جس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بہت سے طریقوں سے منقول ہے اگرچہ بعض طرق سے غیر صحیح ہی کیوں نہ ہو پھر خود کلام جناب علامہ مجلسی نقل کرتے ہیں رواہ کثیر من المفسرین و وردت بہ الاخبار من طرق الخاصہ و العامہ یعنی اس روایت کو بہت سے مفسرین نے لکھا ہے اور حدیثیں اس بارے میں بکثرت ہیں جو طریقہ عامہ و خاصہ سے منقول ہیں پھر کتاب سعد السعود سے جو عبارت نقل کی ہے اوس میں تصریح مذکور ہے روی حدیث فدک فی قولہ تعالی و آت ذا القربی حقہ عن عشرین طریقا کہ بیس طریقوں سے یہ روایت منقول ہے تو ایسی مشہور و معروف بلکہ متواتر حدیث کو صرف ایک روایت قرار دینا اور ابو سعید خدری کو محمد بن سائب کلبی بنانا کس درجہ کی ایمانداری ہے حالانکہ ہم آگے چلکر بتائینگے کہ اگر بفرض محال اس روایت کا راوی صرف کلبی ہو تو بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ بتصریح علماء اہلسنت اگر اسکی روایت رد کر دیجائے تو ایک بڑا حصہ حدیث و تفسیر کا ہاتھ سے جاتا ہے۔

انہیں انکاروں کا یہ نتیجہ ہو رہا ہے کہ ایک طرف واقعہ کربلا کا انکار کیا جاتا ہے دوسری طرف واقعہ غدیر کا منکر کیا اس سے حق مٹ جائیگا اب بہت قریب وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ حضرت کے رسالت سے انکار کیا جائے کیونکہ خاتم النبیین ہونیکا تو انکار ہو چکا اور ایک فرقہ اہلسنت نے اچھی طرح دکھا دیا کہ حضرت خاتم النبیین نہیں ہیں نہ حضرت

عیسیٰ زندہ ہیں وہ مرچکے ہم عیسیٰ ہیں پھر جس مذہب کا یہ حال ہو کہ ایک خلافت کو کیا لیا سب پر آئو کا قبضہ ہے اون سے اسپر کیونکر تعجب ہوسکتا ہے کہ ایسے مشہور بلکہ متواتر حدیث کو ایک راوی میں منحصر کرکے اوسکی جرح و قدح کریں۔

اصل یہ ہے کہ محدثین و مورخین کا عام قاعدہ ہے کہ جو روایات متواترہ ہوتے ہیں تو اونکی اسناد کو نہیں لکھتے اگر لکھتے ہیں تو بہت کم ہے مثل اسکے کہ حضرت کے دعوی رسالت کو یا جنگ بدر و احد اور فتح مکہ کو محض اس حیثیت سے کسی نے نہیں لکھا کہ اس واقعہ کے راوی فلاں فلاں صحابی ہیں بلکہ اون واقعات غیر مشہورہ کیلئے اس کی روایت کی جو اسکے اندر ہوئی مثل اسکے کہ لشکر کتنا رکھتا تھا۔ شیخین نے کیونکر فرار کیا جناب امیر نے کیونکر فتح کیا۔ علم کس کے ہاتھ میں تھا حضرت حمزہ کیونکر شہید ہوے ھندہ نے جگر حمزہ کیونکر شکم چاک کیا۔ انہیں واقعات کے لیئے اسناد کی ضرورت ہوتی ہے اور روایتیں لسند لکھی جاتی ہیں نہ اسلیے کہ جنگ احد کا ہونا کن کن صحابیوں کے بیان سے ثابت ہے۔

جناب سیدہ کا مطالبہ فدک بحیثیت ہبہ اور میراث اور ابوبکر و عمر کا رکھنا اور نہ دینا بھی اونہیں واقعات متواترہ سے ہوجس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اب روایت کی ضرورت ہے تو اس بارے میں کہ فریقین میں کیا کیا گفتگو ہوئی اور کس کس طرح سے یہ کارروائی ہوئی اس میں کون راوی ضعیف ہے کون مجروح ہے کون عادل ہے کون ثقہ ہے جس سے اصل واقعہ پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ تو متواتر ثابت ہے کہ ایسا ضرور ہوا۔ اب انکو اختیار ہے کہ جس طرح حضرت ابوبکر و عمر نے شہادت جناب امیر وام ایمن و اسماء بنت عمیس کو ایک حق لگاکر رد کر دیا اوسی طرح آپ ان روایتوں کو رد کردیں مگر اس سے حق نہیں ہٹ سکتا کیونکہ ہم اہلسنت کے معتبر کتابوں سے اسکا ثبوت پیش کرچکے ہیں کہ جناب سیدہ نے بحیثیت ھبہ دعویٰ کیا اور ابوبکر نے رد کردیا۔

قال آگے چلکر قاضی عبدالجبار نے صاف لکھ دیا تھا دان حیح عقد الہبہ کہ اگر عقد ہبہ صحیح بھی ہو تو فدک حضرت فاطمہ کے قبضے میں ہونا چاہیے تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی عبدالجبار اس روایت پر یقین نہیں رکھتے تھے ایسی حالت میں جناب علم الہدیٰ کا

بالاجمال یہ کہدینا کہ اور بہت سے طریقوں سے بھی یہ روایت ثابت ہے قابل تسلیم اور انکے
دعوے کے ثبوت کیلیے کافی نہیں تھا اونکو چاہیے تھا کہ اون طرق مختلفہ سے جسکا اونھوں نے
بالاجمال دعوی کیا تھا اس روایت کو ثابت کرتے اور اون تمام روایتونکو بیان کرکے
اپنے دعوی کی تائید فرماتے

اقول اسکا جواب اگرچہ تقریر سابق میں گذرچکا ہے کہ جبکہ خود قاضی صاحب نے اسکو تسلیم
کرلیا و لسنا ننکر صحة ما روی من ادعائها فدک کہ ہم اس روایت کی صحت کو منکر
نہیں ہیں کہ جناب سیدہ نے فدک کا مطالبہ کیا تو اب فرمایئے جناب سید کو کیا ضرورت پڑی تھی
کہ اون کل روایتونکو لکھیں کیونکہ خود قاضی صاحب کثرت روایت کو بھی مقر ہیں چنانچہ فرماتے ہیں
اکثر ما یروون فی هذا الباب غیر صحیح یعنی اکثر روایتیں اس باب میں غیر صحیح ہیں جس سے
کثرت روایت بھی ثابت ہوئی اور صحت بھی تو اب جناب سید کو اون طرق کے لکھنے کی کیا
ضرورت تھی ہاں اگر قاضی صاحب کسی روایت پر جرح کرتے یا اوسکو غیر صحت کا بالخصوص
دعوی کرتے تو البتہ جناب سید کا فرض تھا کہ اوس روایت کی صحت کو ثابت کرتے۔

آپ خود اپنی عبارت منقولہ میں غور فرمائیں کہ سارا زور قاضی صاحب کا اسپر ہے کہ جناب سیدہ
کو قبضہ نہیں ملا تھا جسکو جناب سید نے رد کر دیا۔

پھر آپکا یہ فرمانا کہ جناب علم الہدی کا بالاجمال یہ کہدینا کہ اور بہت سے طریقوں سے بھی یہ روایت ثابت ہے قابل
تسلیم اور اونکے دعوے کے ثبوت کیلیے کافی نہیں تھا کسطرح کی ضد اور ہٹ دھرمی ہے کیونکہ
فریق مخالف جب کثرت طرق کو بھی تسلیم کرتا ہے اور صحت روایت کو بھی تو اب بجز تطویل لاحاصل
کیا فائدہ تھا۔

افسوس ہے کہ آپکی نظر کتب فریقین پر بہت کم پڑی ہے ورنہ یہ نہ فرماتے کہ اونکو چاہیے تھا کہ
اون طرق مختلفہ سے جسکا اونھوں نے بالاجمال دعوی کیا تھا اس روایت کو ثابت کرتے اور
اون تمام روایتونکو بیان کرکے اپنے دعوی کی تائید فرماتے کیونکہ بجز کتاب مستطاب عبقات الانوار
تمامی کتب فریقین کا یہی دستور رہا ہے کہ ایک روایت کو لکھکر اوسکے ناقلونکا نام لے دیتے ہیں
یا یہ کہدیتے ہیں کہ بہت سے طرق سے یہ روایت وارد ہے چونکہ شاہ عبد العزیز صاحب نے

برخلاف سیرت سلف اکثر روایتوں کے نسبت دعویٰ کیا کہ در کتب معتبرہ اہلسنت اصلا نیست
اسلیے جناب حجۃ الاسلام مولانا سید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ مجبور ہوئے کہ ایک ایک روایت کو
ہر ہر کتاب سے علٰحدہ لکھیں اور راویوں کے راویوں کی توثیق ائمہ خلف تا سلف ثابت کریں

قال المخاطب طعن ارباع میں جناب مجتہد سید محمد صاحب درمنثور سیوطی اور کنز العمال
شیخ علی متقی اور سید الحفاظ ابن مردویہ کو علاوہ صاحب تاریخ آل عباس سے فدک کی ہبہ
کیئے جانے کا ذکر کرتے ہیں کما یقول روی السیوطی فی تفسیر الدر المنثور فی ذیل
تفسیر قولہ تعالیٰ وات ذی القربیٰ حقہ اخرج البزار وابو یعلی وابن ابی
حاتم وابن مردویہ عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وات
ذی القربیٰ حقہ دعا رسول اللہ صلعم فاطمہ فاعطاہا فدک واین روایت
صریح ست درآنکہ ہرگاہ آیہ وات ذی القربیٰ حقہ یعنی عطا نما صاحب قرابت را حق او نازل
گردید آنجناب فاطمہ را طلب فرمودہ فدک را بآنحضرت عطا فرمود شیخ علی متقی در
کتاب کنز العمال در باب صلہ رحم از ابوسعید روایت کردہ قال لما نزلت وات ذی
القربیٰ حقہ قال النبی صلعم یا فاطمہ لک فدک وسید الحفاظ ابن مردویہ در کتاب
خود مسند از ابوسعید روایت سابقہ را نقل کردہ و نیز صاحب روضۃ الصفا ومعارج النبوۃ
از مقصد اقصیٰ روایت اعطاء فدک و نوشتن وثیقہ را نقل کردہ چنانچہ انشاء عبارت
آں بعرض بیان درآمد وعقل ہیچ عاقل باور نمی کند کہ باوصف اعطای فدک و ہبہ
آں و نوشتن وثیقہ برائے آں از زمان فتح خیبر تا ہنگام وفات سرور کائنات اقباض
آں بوقوع نپیوستہ باشد بلکہ لفظ اعطا نیز برآں دلالت دارد کما لا یخفیٰ وصاحب تاریخ
آل عباس کہ از معتمدین اہلسنت ست در تاریخ مذکور علی ما نقل عنہ نوشتہ کہ بعد از انکہ
جماعتے از اولاد حسنین نزد مامون دعوی فدک کردند مامون جمع نمود صد کس از علمائے حجاز
وعراق وغیر ایشاں را و تاکید کرد کہ کتمان صواب ننمودہ از متابعت حق و راستی سر نہ
پیچند پس ایشاں روایت واقدی و بشر بن الولید وغیرہ نقل کردند کہ بعد از فتح خیبر
جبریل با آیہ وات ذی القربیٰ حقہ نازل شد پس سرور خدا گفت کیست ذا القربیٰ

وحیث حق او جبریل گفت فاطمہ است وفدک حق او دست بس سو سخن از فدک راند با آنحضرت قبا د

اقول۔ افسوس آپنے اپنے خیالی جوش میں خود درمنثور سیوطی کو نہ دیکھا ورنہ معلوم

ہو جاتا کہ یہ حدیث دونوں طریق سے منقول ہے ایک بطریق ابو سعید خدری دوسرے

بروایت حضرت ابن عباس ملاحظہ ہو ۱۷۷ ج ۴ مصر

واخرج البزار وابویعلی وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابی سعید الخدری

قال لما نزلت ہذہ الآیہ وآت ذالقربی حقہ دعا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم فاعطاہا فدک۔

واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس قال لما نزلت وآت ذی القربی حقہ

اقطع رسول اللہ صلعم فاطمہ فدکا۔

دیکھیے اس حدیث کو دو صحابی راوی ہیں ایک ابو سعید خدری دوسرے ابن عباس اور مخرج

اس روایت کو صرف ابن مردویہ نہیں ہیں بلکہ حافظ بزار۔ امام ابویعلے امام ابن ابی حاتم

بھی ہیں جو ... احادیث صحیحہ میں

تیسری روایت اسکے تائید میں بھی اسی درمنثور میں موجود ہے واخرج ابن جریر عن

علی بن الحسین قال رجل من اہل الشام اقرءت القرآن قال نعم قال افما قرءت

فی بنی اسرائیل وآت ذی القربی حقہ قال وانکم للقرابۃ الذی امر اللہ ان

یوتی حقہ قال نعم ص ۱۷۶

یعنی ابن جریر نے روایت کی ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک مرد شامی سے فرمایا تو نے سورہ

بنی اسرائیل میں آیہ وآت ذی القربی حقہ کی تلاوت کی ہے اوسنے کہا ہاں پھر اوسنے پوچھا کیا

آپ ہی لوگ اس قرابت سے مراد ہیں جنکے اداے حق کا حضرت کو حکم دیا فرمایا ہاں تم ہو کیا

اسکے بعد بھی آپکو شک رہ سکتا ہے کہ اس آیہ کی تعمیل رسول اللہ نے نہیں کی اور حق ذی

القربے نہیں دیا۔

چونکہ اکثر مضامین اسکے سابق مذکور ہو چکے ہیں اسلیئے ہم زیادہ تکرار نہیں کرنا چاہتے کیونکہ مولوی

صاحب کا مقصود دوسرا ہے وہاں تک انکو جلد پہنچنا ہے۔

قال المخاطب صاحب تشیید المطاعن نے بھی کوئی نئی روایت روایات مذکورہ بالا کے علاوہ پیش نہیں کی۔

اقول۔ سابقاً مرقوم ہو چکا کہ کتاب مستطاب تشیید المطاعن میں پچیس کتابوں کی عبارتیں نقل کی ہیں جن سے یہ دعویٰ مثل آفتاب تاباں روشن و نمایاں ہے۔

قال المخاطب کفایہ موسوم عصمت الولایہ کی جلد دوم میں صفحہ ۳۵۹ سے تا صفحہ ۳۹۰ بہت تفصیل سے فدک کی بحث لکھی ہے اور آیہ وآت ذا القربیٰ حقہ کی نسبت صفحہ ۳۶۰ میں یہ لکھا ہے کہ از برائے احدی از امت شبہہ نبود در آنکہ فدک خالص بود از برائے رسول خدا صلعم واحدی را در آں حقی نبود از امت۔ و اخبار طرفین از خاصہ و عامہ ناطق باین امر است و نیز ظاہر آیہ وآت ذا القربیٰ حقہ بہ تصدیق کثیرے از علماء مفسرین و رواۃ عامہ آنکہ رسول خدا صلعم آنرا عطیہ داد بحضرت فاطمہ چوں ثعلبی و جوہری و یاقوت شافعی صاحب کتاب معجم البلدان و شہرستانی و صاحب تاریخ آل عباس و واقدی و بشر بن الولید و عبد الرحمن بن صالح و عمر بن شبہ و ابن حجر در صواعق و ابن ابی الحدید و ابو ہلال عسکری در کتاب اخبار الاوائل و حاکم ابو القاسم الحسکانی و حاکم ابو محمد و احمد بن عثمان بغدادی و قاضی ابو عبد اللہ بن موسیٰ [illegible] اللہ نزلت آیۃ وآت ذا القربی حقہ اعطی رسول اللہ صلعم فاطمۃ فدک فقط۔ اس میں مولف نے روایت ہبہ فدک اور دعویٰ فدک کو مخلوط کر دیا ہے اور ان کی روایتوں اور اقوال کو نقل نہیں کیا مگر سوا ثعلبی کے کسی صد عیادی کا جن کا ذکر اوپر ہو چکا نام بھی نہیں لیا اور ثعلبی کی روایت صفحہ ۳۶۵ میں اوس کتاب کے بایں الفاظ بیان کی گئی ہے کما فیہ "و ثعلبی کہ از اعاظم مفسرین ایشان است بسند خود از سدی و دیلمی روایت کردہ است کہ حضرت علی بن الحسین بیکی از اہل شام فرمود آیا قرآن خواندہ گفت بلی فرمود در سورہ بنی اسرائیل ایں آیہ خواندہ کہ وآت ذا القربیٰ حقہ آں شخص عرض کرد مگر شما اید ذی القربیٰ کہ حق سبحانہ تعالیٰ امر فرمود کہ حق آنہا را بایشاں دہند فرمود بلے"

اقول اس میں بھی کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ وہی مطلب ہے جو کرر سہ کرر ثابت ہو چکا کہ قریب قریب تمامی روایات اہلسنت میں یہ موجود ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم پر یہ آیہ نازل ہوا اور

اور حضرت نے جناب سیدہ کو ہبہ فرمایا اور اسکا نوشتہ لکھا اور جس روایت ثعلبی کا تذکرہ اسی جگہ ہے اوسکا حوالہ ہم نفس درمنثور سیوطی سے بھی لکھ چکے ہیں کہ اونھوں نے ابن جریر سے روایت کیا ہے۔

قال المخاطب ان کتابونکے علاوہ ایک اور کتاب ایران میں بالفعل چھپی ہے اور اوسکا نام غایۃ المرام وحجۃ الخصام فی تعیین الامام من طریق الخاص والعام ہے اوسکے مصنف سید ہاشم معروف بالعلامہ ہیں اور اونکی نسبت صاحب الحدائق شیخ یوسف بحرانی نے اپنی کتاب مسمی بلؤلؤۃ البحرین میں یہ لکھا ہے کان السید المذکور فاضلا محدثا جامعا متتبعا للاخبار بما لم یسبق الیہ سابق سوی شیخنا المجلسی وکان قد توفی فی السنۃ السابعۃ بعد المائۃ والالف وصنف کتبا عدیدۃ تشہد بشدۃ تتبعہ واطلاعہ یعنی سید موصوف بڑے فاضل اور محدث اور جامع اور ایسے حاوی احادیث واخبار تھے کہ مثل انکے اگلے لوگوں میں سوائے ملا باقر مجلسی کے کوئی نہیں ہوا اور انکی بہت تصنیفات ہیں جنسے اونکی علمیت اور واقفیت ثابت ہوتی ہے فقط سید موصوف نے غایۃ المرام امامت کے ثابت کرنے میں لکھی ہے اور اوس میں تمام آیات قرآنی کو جمع کیا ہے اور ہر آیت کے متعلق جتنی روایتیں اور حدیثیں ہیں خواہ اہلسنت کی ہوں خواہ شیعو کی اون سب کو نقل کیا ہے اور اونھوں نے اس کتاب کے دیباچہ میں اُن تمام کتابونکے نام لکھے ہیں جنسے اونھونے روایتیں نقل کی ہیں اور بلاشبہ یہ کتاب ایسی جامع ہے کہ خود اوسکے مولف کی غزارت علم اور کمال واقفیت کی شاہد ہے اس کتاب کے مقصد دوم کے سترھویں اور اٹھارھویں باب میں آیہ وآت ذی القربے حقہ کے متعلق جتنی حدیثیں اور روایتیں فریقین کی ہیں وہ نقل کی ہیں مگر باوجود اس جامعیت کے سوا ایک روایت ثعلبی کے کوئی دوسری روایت اونھوں نے سنیوں کیطرف سے بیان نہیں کی البتہ گیارہ حدیثیں شیعو کی نقل کی ہیں چنانچہ اوسکے صفحہ ۳۲۳ میں یہ لکھا ہے الباب السابع عشر قولہ تعالیٰ وآت ذا القربی حقہ والمسکین الآیۃ من طریق العامۃ وفیہ حدیث واحد الثعلبی فی تفسیرہ

فی ھذہ الآیۃ قال علی بذالک قرابۃ رسول اللہ صلعم ثم قال الثعلبی روی عن السدی عن ابی الدیلمی قال قال علی بن الحسین لرجل من اہل الشام اقرأت القرآن قال نعم قال فما قرأت فی بنی اسرائیل وآت ذا القربی حقہ قال وانکم القرابۃ التی امر اللہ تعالیٰ ان یؤتی حقہ قال نعم فقط اسکا ترجمہ جو کفایہ میں بزبان فارسی ہے وہ ابھی اوپر ہم لکھ چکے اسکے بعد وہ لکھتے ہیں الباب الثامن عشر فی قولہ تعالیٰ وآت ذا القربیٰ حقہ والمسکین الآیۃ من طریق الخاصۃ وفیہ احد عشر حدیثاً کہ امامیہ کے طریق سے اس آیت کے متعلق گیارہ حدیثیں ہیں اور اوسمیں عطیہ عوفی کی وہ روایتیں بھی منقول ہیں جسکو بعض سنیوں کی کتابوں سے علماء امامیہ نے نقل کیا ہے جیسا ہم اوپر بیان کر چکے چنانچہ وہ فرماتے ہیں الثامن العیاشی باسنادہ عن عطیۃ العوفی قال لما فتح رسول اللہ خیبر وافاء اللہ علیہ فدک وانزل اللہ وآت ذا القربیٰ حقہ قال یا فاطمۃ لک فدک التاسع العیاشی باسنادہ عن عبدالرحمن بن صالح کتب المامون الی عبداللہ بن الموسیٰ العبسی یسالہ عن قصۃ فدک فکتب الیہ عبداللہ بن موسیٰ بھذا الحدیث۔ العاشر العیاشی باسنادہ عن فضیل بن مرزوق عن عطیہ ان المامون رد فدکا علی ولد فاطمہ"

منشی سبحان علی خانصاحب نے جو فن ادب میں مشہور ہیں ایک کتاب امامت میں لکھی ہے اوسکے دوسرے حصہ کے صفحہ ۱۰۴ میں فدک کی بحث ہے مگر اس میں خانصاحب نے صرف خوشہ چینی طعن الرماح کی کی ہے اور بعبارت جدید اوسی کے مضمون کو اولٹ پھیر کر بیان کیا ہے جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں کہ ایں فاقد الادراک استیعاب دلائل اثبات حق بضعۂ رسول برہان کتاب مستطاب (طعن الرماح) حوالہ نمودہ بہ تقریرے مختصر کہ خالی تجددی نیست اکتفا جستہ در ابطال خلافت خلیفۂ اول وثانی کہ بانی مبانی این اعتداء مشار الیہ ست می سازد فقط اسمیں کوئی روایت جدید منقول نہیں ہے جو قابل نقل ہو ہمنے جو کچھ اوپر بیان کیا اوس سے اس کتاب کے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ چوتھی صدی سے لیکر تیرھویں صدی تک جتنی مشہور کتابیں شیعوں کی اس بحث کے متعلق تھیں اُن

سب سے پہلے اون روایتوں کو جو متعلق ہبہ فدک کے ہماری کتابوں سے اونھوں نے
نقل کی تھیں بلفظہٖ لکھ دیا اور اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ اور بھی بہت سی کتابیں ہونگی جو ہمیں
نہیں مل سکیں مگر ایسے مشہور اور نامور عالموں نے جیسے کہ جناب علم الہدیٰ اور علامہ حلی
اور سید ابن طاؤس اور ملا باقر مجلسی اور قاضی نور اللہ شوستری اور مولانا دلدار علی اور مجتہد
سید محمد اور مولانا محمد قلی صاحب تھے غالباً انکے مطالعے سے کوئی اور روایت رہ نہ گئی ہوگی
خصوصاً مجتہدین لکھنؤ سے اور اسلیے ہمکو اس یقین کرنیکی وجہ ہے کہ جو کچھ اونھوں نے
ثبوت پیش کیا ہے اس سے زیادہ اون کے پاس نہ تھا اب ہم اس بات کو دکھاتے ہیں
کہ یہ ثبوت نہ عقلاً نہ نقلاً شہادت میں داخل کرنیکے لائق ہے اور نہ وہ فی نفسہ کوئی ثبوت
ہے اسلیے کہ ان تمام روایتوں کا سلسلہ اوس راوی پر ختم ہوتا ہے جو نہ صرف غیر معتبر اور غیر
ثقہ تھا بلکہ کاذب اور شیعی تھا ایک ہی شخص اس تمام زنگاری پردے میں چھپا ہوا ہے
جسکے مختلف رنگ دوسرونے لیے ہیں اور ایک ہی گندہ چشمہ ہے جس سے یہ سب
نہریں نکلی ہیں اور ایک ہی کذب کی جڑ ہے جہاں سے ساری شاخیں پھوٹی ہیں اور
ہم یقین کرتے ہیں کہ علماء شیعہ کو جنکو ان روایتوں پر بہت کچھ ناز ہے اور جنھوں نے اوسکی
بنیاد پر ایک بہت بڑی عمارت قائم کی ہے اور جسکی بنا پر بہت بڑے الزام حضرات
شیخین پر لگائے ہیں اور بہت دردناک تقریریں اونکا ظلم و ستم ظاہر کیا ہے اور
جناب سیدۃ النسا فاطمہ زہرا کے دعویٰ ہبہ کے رد کرنے پر بہت کچھ دھوکے میں ڈالنے
والی باتیں بنائی ہیں اپنے پیش کیے ہوئے ثبوت کی حقیقت فاش ہونے پر جیسا کہ اب
ہم اوسے فاش کرتے ہیں حیران اور ششدر ہو جاینگے اور وہ الفاظ جو جناب قاضی
نور اللہ شوستری نے کشف الحق کے شایع ہونیکے بعد سنیوں کی نسبت فرمائے تھے وہ اپنی
اور صادق سمجھیں گے ای یتمنون لیکونوا [illegible] ولا یختفی اور [illegible] کا
النفس محل یعنی تمنا کرینگے کہ کاش وہ پتھر یا درخت ہو جائیں اور ایسے مبہوت
ہو جاینگے گویا اون پر پتھر پڑ گئے ہیں۔

علماء امامیہ کی مذکورہ بالا کتابوں میں جو حدیثیں اور روایتیں پیش کی گئی ہیں

سنیوں کی روایت کہتے ہیں ان کی تکرار اور نقل در نقل کو حذف کر کے دو قسم کی مفصلۂ الذیل
روایتیں پائی جاتی ہیں ایک وہ جنمیں پوری تفصیل راویوں کی لکھی گئی ہو دوسری وہ جنمیں یا صرف منقول عنہ
کتاب کا نام ہے یا بجائے پوری سند بیان کرنیکے صرف بعض راویوں کے نام لکھدیئے ہیں اول
قسم میں چار اور دوسری قسم میں پانچ روایتیں ہیں اول قسم کی روایتیں یہ ہیں۔

ایک وہ روایت جو طرائف میں سید الحفاظ ابن مردویہ سے نقل کی گئی ہے اور جس کو
عماد الاسلام اور دوسری کتابوں میں بھی نقل کیا ہے اسکے بیان کرنیوالے راوی حسب ذیل ہیں
اول محی السنہ ابو الفتح عبدوس بن عبد اللہ ہمدانی دوسرے قاضی ابو الفضل شعیب بن
علی تیسرے موسیٰ بن سعید چوتھے ولید بن علی پانچویں عباد بن یعقوب
چھٹے علی بن عباس ساتویں فضیل آٹھویں عطیہ نویں ابو سعید جن پر
روایت کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔

دوسری وہ روایت جو بحار الانوار میں بحذف اسانید اور تفسیر مجمع البیان طبرسی میں
بتفصیل اسناد بیان کی گئی ہے اور اسکے راوی یہ ہیں اول سید ابو حمید مہدی بن نزار
حسینی دوسرے حاکم ابو القاسم بن عبد اللہ الحسکانی تیسرے حاکم الوالد ابو محمد
چوتھے عمر بن محمد بن عثمان پانچویں عمر بن حسین بن علی بن مالک چھٹے جعفر بن
محمد احمسی ساتویں حسن بن حسین آٹھویں ابو معمر بن سعید نویں ابو علی قاسم کندی
دسویں یحییٰ بن یعلی گیارہویں علی بن مسہر بارہویں فضیل بن مرزوق تیرہویں
عطیہ کوفی چودہویں ابو سعید خدری

تیسری وہ روایت جسکو بحار الانوار میں سید ابن طاؤس کی کتاب سعد السعود سے نقل کیا ہے
اور انھوں نے تفسیر محمد بن عباس بن علی بن مروان سے نقل کیا ہے اسکے راوی
اول محمد بن محمد بن سلیمان اعبدی ہیں دوسرے ہیثم بن خلف دوری تیسرے
عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث چوتھے محمد بن قاسم بن زکریا پانچویں عباد بن یعقوب
چھٹے علی بن عابس (درحقیقت میں علی بن عباس ہے) ساتویں جعفر بن محمد
حسینی آٹھویں علی بن منذر طریقی نویں فضیل بن مرزوق دسویں عطیہ عوفی

گیارہوین ابو سعید خدری - چوتھی وہ روایت جو ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار مین لکھی ہے -
اوسکے راوی اول محمد بن عباس ہین دوسرے علی بن عباس مقانعی تیسرے ابو کریب
چوتھے معاویہ پانچوین فضیل بن مرزوق چھٹے عطیہ ساتوین ابو سعید خدری -
پہلی وہ روایت جو کنز العمال سے عماد الاسلام مین نقل کی ہے اسکو حاکم کی تاریخ سے
لیا ہے اور راوی تین اور راویون کے نام منقول ہین ایک ابراہیم بن محمد بن میمون دوسرے
علی بن عابس بن النجار - ان راویون نے اپنی سند کا سلسلہ ابو سعید تک پھونچایا ہے -
دوسری وہ روایت جو عماد الاسلام وغیرہ مین درمنثور سیوطی سے بلا حوالہ اسناد نقل کی ہے
اور طعن الرماح مین اوسپر اتنا اور بڑھایا ہے کہ بزار اور ابو یعلی اور ابن حاتم اور ابن مردویہ
نے اسے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے -
تیسری جو بحار الانوار وغیرہ مین لکھی ہے کہ عبد الرحمن بن صالح کہتے ہین کہ مامون نے عبید اللہ
بن موسی سے فدک کا حال تحریراً دریافت کیا تو اونھون نے اسی حدیث کو جس کا ذکر
سید ہادی بن غزار حسینی نے کیا ہے لکھ بھیجا اور راوی اسکو فضیل بن مرزوق نے عطیہ سے روایت
کیا ہے - اسمین دو نام مذکور ہین ایک فضیل بن مرزوق دوسرے عطیہ -
چوتھی وہ روایت ہے جو طرائف مین بشر بن الولید اور واقدی اور بشر بن غیاث سے
بیان کی ہے جس مین سلسلہ اسناد محذوف ہے اور اسی کو بحوالہ واقدی قاضی نور اللہ
شستری نے احقاق الحق مین نقل کیا ہے -
پانچوین وہ روایت جو معارج النبوت اور مقصد اقصی سے عماد الاسلام وغیرہ مین نقل کی گئی
ہے -

یہ ہے کل مایہ ناز علماء امامیہ کا اور یہ ہے مجموعہ تمام اون روایتون کا جسکو وہ بہت
زور شور سے سنیون کے مقابلہ مین ہبہ فدک کے ثابت کرنے کیلئے پیش کرتے ہین اور چونکہ
یہ روایتین مختلف طور سے اور مختلف موقع پر بحث فدک مین بیان کی جاتی ہین اسلئے
ناواقف سنی اونھین دیکھکر گھبرانے لگتے ہین اور یہ سمجھکر کہ یہ روایتین تو ہماری ہی کتابون
سے نقل کی گئی ہین اور غالباً صحیح ہونگی حیران رہجاتے ہین - اور اکثر لوگون کو خلجان اور

اپنے عقائد مین شبہہ پیدا ہونے لگتا ہے. مگر اب کہ منے اون سبکو ایک جگہ جمع کر دیا اس سے دیکھنے والون کو معلوم ہو سکیگا کہ سلسلہ ان تمام روایتون کا ابو سعید پر ختم ہوتا ہے اور ابو سعید سے عطیہ نے اور عطیہ سے فضیل بن مرزوق نے آگے چلایا ہے. اور انھین سے اس روایت کا سلسلہ آیندہ بڑھا ہے. غرضیکہ جو کچھ پھل پھول اسمین لگائے گئے ہین اوسکی جڑ ابو سعید ہین. مگر ابو سعید کے نام مین ایک عجیب دھوکا دیا گیا ہے جس سے ناظرین کو شبہہ ہوتا ہے کہ یہ ابو سعید ابو سعید خدری ہین جو صحابی تھے حالانکہ یہ ابو سعید ابو سعید خدری نہین ہین بلکہ یہ وہ ابو سعید ہے جو کلبی کے خطاب سے مشہور اور صاحب تفسیر ہین اونکے بہت سے نام اور مختلف کنیتین ہین. اور اسی سبب سے لوگون کو اکثر اونکے نام مین دھوکا ہوجاتا ہو کبھی ان کا نام محمد بن سائب کلبی سے لیا جاتا ہے اور کبھی حماد بن سائب کلبی کہکر پکارے جاتے ہین اور اونکی تین کنیتین ہین ایک ابو نصر اور دوسری ابو ہشام اور تیسری ابو سعید. اور انھین سے عطیہ عوفی روایت کرتے ہین اور چونکہ عطیہ عوفی شیعہ تھے وہ اس قسم کی حدیثون کو اپنے شیخ ابو سعید کلبی سے اس طور پر روایت کرتے ہین کہ جس سے دیکھا ہو کہ یہ ابو سعید خدری صحابی سے روایت ہو کیونکہ وہ حدثنا یا قال ابو سعید کہکر چپ ہو جاتے ہین کلبی یا اور مشہور نام اون کا نہین لیتے تاکہ لوگون کو شبہہ ہو کہ یہ روایت جس سے یہ روایت کرتے ہین وہ ابو سعید خدری صحابی ہین چنانچہ یہ مغالطہ ظاہر ہو گیا اور اونکی یہ ہوشیاری کھل گئی تاکہ عطیہ اور کلبی کا اصلی حال اور اصلی اعتقاد ظاہر ہو جائے اور یہ امر کہ عطیہ کی روایت ابو سعید کلبی سے ہو نہ کہ ابو سعید خدری سے کھل جائے ہم اول عطیہ کا اور پھر ابو سعید کلبی کا حال اسماء الرجال کی کتابون سے بیان کرتے ہین. اور اوس پردے کو جو ایک مدت دراز سے ان روایتون پر پڑا ہوا تھا اوٹھاتے ہین.

عطیہ جنھون نے اس روایت کو ابو سعید سے بیان کیا ہو اونکی نسبت تقریب مین جو معتبر کتاب اسماء الرجال کی ہے لکھا ہے کہ وہ روایت مین خطا بھی کرتے تھے اور تدلیس بھی فرماتے تھے اور شیعہ بھی تھے کما یقول عطیہ بن سعد الکوفی یخطی کثیراً وکان شیعیا مدلسا اول تو اونکی روایت بسبب اسکے کہ وہ بہت خطا کرتے تھے یقین کے قابل نہین دوسرے بوجہ

تدلیس کے پایہ اعتبار سے ساقط ہو تیسرے بلحاظ شیعہ ہونیکے یہ روایت شیعونکی ہوجائیگی۔

روایت مین خطا کرنا اور شیعہ ہونا یہ دو چیز محتاج بیان نہین ہین مگر تدلیس کیا چیز ہے اور راوی مین یہ عیب کس درجے کا خیال کیا جاتا ہے البتہ قابل بیان ہو تاکہ ناظرین اس روایت کی صحت کا صرف ایک تدلیس کے سبب سے اندازہ کر سکین۔ ابن جوزی تدلیس کو روایت مین اسقدر قبیح اور شنیع سمجھتے ہین کہ وہ تلبیس ابلیس مین لکھتے ہین ومن تلبیس ابلیس علی علماء المحدثین روایۃ الحدیث الموضوع من غیران یبینوا انہ موضوع وھذا خیانۃ منھم علی الشرع ومقصودھم تنفیق احادیثھم وکثرۃ روایاتھم وقد قال النبیؐ من روی عنی حدیثا یری انہ کذب فھو احد الکاذبین ومن ھذا الفن تدلیسھم فی الروایۃ فتارۃ یقول احدھم فلان عن فلان او قال فلان عن فلان یوھم انہ سمع منہ ولم یسمع وھذا قبیح لانہ یجعل المنقطع فی مرتبۃ المتصل انتھی۔ یعنی علما محدثین کو ابلیس حدیث موضوع کی روایت کرنے مین یہ دہوکا دیتا ہے کہ وہ یہ بیان نہین کرتے کہ یہ حدیث موضوع ہے حالانکہ یہ بات اونکی شرع مین خیانت ہے اور اون کا اپنی احادیث کا جاری کرنا اور کثرت سے روایات کا ہونا مقصود ہوتا ہے اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خود بھی جھوٹون مین کا ایک جھوٹا ہے اور فن حدیث مین روایت کی تدلیس یہ ہے کہ راوی یہ کہے فلان نے فلان سے یا فلان نے کہا فلان سے جس سے وہم دلاتا ہے کہ فلان نے فلان سے سنا ہے حالانکہ نہین سنا تو یہ بہت بری بات ہے اسلئے کہ راوی حدیث منقطع کو (جس کا راوی بیچ مین سے چھوٹا ہو) متصل کے (جس کے راوی برابر مسلسل ہون) برابر کرنا چاہتا ہو۔ انتہی۔

اور میزان الاعتدال مین انکی نسبت لکھا ہے عطیہ بن سعد العوفی الکوفی تابعی شہیر ضعیف۔ قال سالم المرادی کان عطیہ یتشیع وقال احمد ضعیف الحدیث وکان ھشیم یتکلم فی عطیہ وروی ابن المدینی عن یحیی قال عطیۃ وابو ھارون وبشر بن حرب عندی سواء وقال احمد بلغنی ان عطیہ کان یاتی الکلبی فیاخذ عنہ التفسیر کان یکنیہ

بابی سعید فیقول قال ابو سعید قلت یوہمی یوہم انہ الخدری وقال النسائی وجماعۃ ضعیف ۔ یعنی عطیہ بن سعد عوفی کوفی تابعی مشہور ضعیف ہے اور ابو حاتم کہتے ہیں کہ اونکی حدیث ضعیف ہے ۔ اور سالم مرادی کہتے ہیں کہ عطیہ شیعہ تھا اور امام احمد کہتے ہیں کہ وہ ضعیف الحدیث ہے ۔ اور ہشیم کو عطیہ میں کلام ہے ۔ اور ابن عینی نے یحییٰ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ عطیہ اور ابو ہارون اور بشر بن حرب میرے نزدیک برابر ہیں ۔ اور امام احمد کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ عطیہ کلبی کے پاس آتے اور اون سے تفسیر لیتے اور اوسے ابو سعید کے نام سے لکھ دیتے اور یون کہتے کہ ابو سعید نے ایسا کہا ہے ۔ ذہبی کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مقصود اون کا یہ تھا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ ابو سعید خدری ہیں ۔ اور نسائی اور ایک جماعت نے اونکو ضعیف بتایا ہے ۔ اور سخاوی نے رسالہ منظومہ جزری میں جو اصول حدیث میں ہے ۔ باب من لہ اسماء مختلفۃ ونعوت متعددہ میں جہان کلبی کا ذکر لکھا ہے وہان یہ بیان کیا ہے وھو ابو سعید الذی روی عنہ عطیہ العوفی موھما انہ الخدری کہ یہی کلبی ابو سعید کی کنیت سے بھی پکارے جاتے ہیں اور عطیہ عوفی اون سے جو روایت کرتے ہیں وہ اسی کنیت سے یعنی قال ابو سعید لکھکر روایت کرتے ہیں ۔ تاکہ لوگون کو یہ خیال ہو کہ یہ ابو سعید خدری ہیں ۔

اس حقیقت سے جو ہمنے عطیہ کی بیان کی مثل آفتاب روشن کے یہ بات کھل گئی کہ یہ روایت ابو سعید خدری سے جو صحابی رسول تھے نہیں ہے ۔ بلکہ ابو سعید کلبی سے ہے جو مفسر تھے ۔

اقول بعون اللہ الجلیل یہ پوری عبارت آیات بینات کی ہے جسمین سر مو تغیر نہین کیا گیا بلکہ پوری عبارت اونکی ... درج ہوئی اور یہی وہ مضمون ہے جسپر مصنف کو اور اونکے ہم مذہب والون کو ناز ہے مگر افسوس اس ساری تقریر کا بانی اسپر ہے کہ راویون کی قدح کرین جسمین پہلے عطیہ کو منتخب کیا پھر ابو سعید خدری کی جگہ محمد بن سائب کلبی کو قرار دیا ہے ۔ اسی وجہ سے ہمنے ابتدائی عبارتون کی رد و قدح سے چشم پوشی کی مگر افسوس مخاطب نے علم الرجال کا وہ وادی پرخار

اختیار کیا ہے جسکی خاک چھاننے سے اون کو کوئی نتیجہ نہین مل سکتا کیونکہ یہ وہ میدان ہے کہ ناحق کوش لوگ ایک منٹ بھی نہین ٹھہر سکتے اور حق بھی یہی ہے کہ جو شخص کاذب کا پیرو ہوگا وہ کب راہ حق پا سکتا ہے اور راست گفتاری اوسکو کہان مل سکتی ہو خداوند عالم تو فرماتا ہے کونوا مع الصادقین مگر ان کا عمل کونوا مع الکاذبین پر ہے چنانچہ فرائیتماہ کاذباً غادراً خائناً اثماً صحیح مسلم مین موجود ہے کہ حضرت عمر جناب امیرؑ اور عباس سے کہتے ہین کہ تم دونون نے ہمکو اور ابوبکر کو کاذب۔ غادر۔ خائن۔ آثم جانا تو اب کون مسلمان ایسا ہوسکتا ہے جو جناب امیرؑ اور حضرت عباس کو اس عقیدہ مین کاذب سمجھے۔

مخاطب نے عطیہ عوفی راوی روایت کی جرح کی ہے جو ایک محض معمولی راوی حدیث ہے نہ جامع حدیث یا محقق مگر پہلے اونکو یہ طے کرنا چاہیے کہ وہ کونسا محدث یا راوی آپکے مذہب کا ہے جو اس الزام اور اس جرح سے محفوظ ہے جسکے بعد ہمکو اسکی ضرورت ہو کہ عطیہ عوفی کی توثیق ثابت کرین۔ اگرچہ انشاءاللہ ہم کردینگے مگر پہلے آپکو کوئی راوی ایسا پیش کرنا چاہیے جو مذہب اہلسنت مین ایسا ہو جسکی جرح نہ کی گئی ہو کیونکہ سب سے بڑھکر متفق علیہ صحابی راوی حدیث ابوبکر و عمر ہین جنکی جرح ایک نہین صدہا ہے چنانچہ جناب امیرؑ اور حضرت عباس کا اونکو کاذب جاننا مذکور ہوچکا۔

اسکے بعد درجہ محمد بن اسمعیل بخاری کا ہے جنکی صحیح اصح الکتب بعد کتاب الباری کہی جاتی ہے وہ کب اس جرح سے محفوظ رہے کیونکہ جتنے الزامات عطیہ عوفی پر لگائے گئے ہین اوس سے بڑھکر بخاری پر قائم کیا گیا ہے مگر باینہمہ اونکی روایت قبول کیجاتی ہے اور عزت افزائی کی جاتی ہے لیکن عطیہ عوفی کی روایت نہین مانی جاتی یہ کونسا انصاف ہے حالانکہ قاعدہ کو کلی ہونا چاہیے کہ جس مین وہ عیب پایا جائے وہ معیوب سمجھا جائے

عطیہ عوفی پر تین الزام لگائے گئے ہین۔ ایک خطا کرنا روایت مین۔ دوسرا شیعہ ہونا تیسرا

تدلیس کرنا جسکی حقیقت آیندہ مذکور ہوگی اب دیکھیے ۔ امام بخاری پر بھی یہ سب الزام قائم کیے گئے ہیں یا نہیں ۔

فیض القدیر مناوی مین ہے فقال فی کتاب الضعفاء والمتروکین ما سلم من الکلام لاجل مسئلۃ اللفظ ترکہ لاجلہا الرازیان کما فی کلاستقصا صـ ۱۳۳

یعنی امام ذہبی نے بخاری کو کتاب الضعفاء والمتروکین مین داخل کیا ہے اور کہا کہ بخاری بوجہ مسئلہ لفظ اعتراض سے نہ بچے اسی وجہ سے امام ابو زرعہ رازی اور ابو حاتم رازی نے اون کو ترک کیا ۔ دیکھیے یہ بخاری ہین جنکو ایسے ایسے امامون نے قابل ترک سمجھا ۔ مگر عطیہ عوفی پھر بھی قابل روایت رہے ۔

امام ذہبی میزان الاعتدال مین لکھتے ہین وکذا امتنع مسلم من الروایۃ عنہ فی صحیحہ لھذا المعنی کما امتنع ابو زرعہ وابو حاتم من الروایۃ عن تلمیذہ محمد لاجل مسئلۃ اللفظ صـ ۲۰ جلد ۲

یعنی امام مسلم نے روایت علی بن مدینی کو جو استاد بخاری تھے اسوجہ سے ترک کردیا کہ وہ احمد بن ابی داؤد جہمی کی طرف میل رکھتا تھا جیسا کہ امام ابو زرعہ و ابو حاتم رازی نے اپنے شاگرد محمد بن اسمعیل بخاری کی روایت کو ترک کردیا تھا ۔

علی بن مدینی استاد بخاری کا جو ذکر بیان آیا اوسکے متعلق یہ تحقیقات امام ذہبی قابل قدر ہے قال احمد بن ابی خیثمہ فی تاریخہ سمعت یحیی بن معین یقول کان علی بن المدینی اذا قدم علینا اظہر السنۃ واذا ورد البصرۃ اظہر التشیع صـ ۲۰ جلد ۲

احمد بن ابی خیثمہ اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ یحیی بن معین کہتے تھے علی بن مدینی جب ہم لوگون کے پاس آتے تو سنی بنتے اور جب بصرہ جاتے تو اظہار تشیع کرتے ۔

پس جب اظہار تشیع کسی طرح قابل جرح نہ تھا کیونکہ خود بخاری کے اوستاد کا یہی مذہب تھے تو بیچارہ عطیہ کا تشیع کیونکر قابل اعتراض ہوسکتا ہے ۔

امام ابوزرعہ عبید اللہ بن عبد الکریم ابوزرعہ الرازی المتوفی ۲۶۴ھ امام بخاری کے استاد ہیں جنکی تعریف میں یہی جملہ کافی ہے کل حدیث لا یعرفہ ابوزرعہ فلیس لہ اصل مناقبہ تطول کاشف ذہبی

کہ جس حدیث کو امام ابوزرعہ نہ جانیں اوسکو لا اصل سمجھو انکے فضائل و مناقب بہت طولانی ہیں۔

امام ابوحاتم محمد بن ادریس ابوحاتم الرازی المتوفی ۲۷۷ھ یہ بھی بخاری کے استادین مگر بخاری کو ترک کردیا تھا طبقات الشافعیہ سبکی میں ہے قال احمد بن مسلمۃ الحافظ ما رایت بعد اسحاق بن راھویہ و محمد بن یحیی احفظ للحدیث من ابی حاتم ولا اعلم بمعانیہ وقال بن ابی حاتم سمعت یونس بن عبد الاعلی یقول ابوزرعہ وابوحاتم اماما خراسان بقاءھما صلاح للمسلمین ص ۲۹۹

یعنی احمد بن سلمہ کہتے ہیں میں نے ابوحاتم سے بڑھکر کسی کو حافظ حدیث نہیں دیکھا یونس بن عبد الاعلی کہتے ہیں امام ابوزرعہ اور ابوحاتم امام ہیں خراسان کے جنکے وجود سے صلاح مسلمین قائم ہے۔

قادحین بخاری میں امام محمد بن یحیی ذہلی کا نام نہایت جلی حرفوں میں لیگا طبقات شافعیہ امام سبکی میں ہے قال ابوحامد الشرقی رایت البخاری فی جنازۃ سعید بن مروان والذھلی یسالہ عن الاسماء والکنی والعلل ویمر فیہ البخاری مثل السھم فما اتی علی ھذا شھر حتی قال الذھلی الا من یختلف الی مجلسہ فلا یاتنا فانھم کتبوا الینا من بغداد انہ تکلم فی اللفظ ونھیناہ فلم ینتہ فلا تقربوہ قلت کان البخاری علی ما روی و سنحکی ما فیہ ممن قال لفظی بالقران مخلوق وقال محمد بن یحیی الذھلی من زعم ان لفظی بالقران مخلوق فھو مبتدع لا یجالس ولا یکلم ومن زعم ان القران مخلوق فقد کفر صفحہ ۱۲ جلد ۲

ابوحامد شرقی کہتے ہیں کہ ایک جنازہ میں امام ذہلی اور بخاری ساتھ جارہے تھے امام ذہلی

بخاری سے نام اور کنیت کا امتحان لیتے اور وہ جواب مین مثل تیر نکل جاتے ایک مہینہ کے بعد سنا کہ ذہلی نے بخاری کی نسبت فتوی دیا کہ وہ بدعتی ہے اوسکے پاس پہنچنا نہ چاہیے اور مقدمہ فتح الباری مین ہے ومن ذہب الی محمد بن اسمعیل فاتھموہ فانہ لا یحضر مجلسہ الا من کان علی مذہبہ کہ جو شخص بخاری کے پاس جائے اوسکو متہم کرو کیونکہ اوسکی صحبت مین وہی جائیگا جو اوسکے مذہب پر ہوگا۔

ہماری غرض یہان قدح بخاری نہین ہے اسلئے اس سے زیادہ نہین لکھتے کیونکہ عطیہ ایک راوی ہے اور بخاری تو امیر المومنین فی الحدیث ہین جب اونپر اس طرح کی جرح کی گئی اور پھر اونکی روایتین مقبول ہین تو عطیہ عوفی پر اگر جرح ہو تو اوسکی روایت کیون نہ قابل قبول ہوگی۔

دوسرا درجہ امام مسلم کا ہے جنکی صحیح کو بھی اصح الکتب کا خطاب ملا ہے اون کی حالت میزان الاعتدال مین ملاحظہ ہو قال سعید البردعی شھدت ابا زرعۃ ذکر عندہ صحیح مسلم فقال ھولاء قوم ارادوا التقدم قبل اوانہ فعملوا شیئا یتسوقون بہ وقال یروی عن احمد بن عیسی فی الصحیح ما رایت اھل مصر یشکون فی انہ واشار الی لسانہ صفحہ جلد اول

یعنی امام ابو زرعہ کے سامنے صحیح مسلم کا ذکر ہوا تو کہا یہ قوم چاہتی ہے کہ قبل از وقت اپنا بازار گرم کرین یہ احمد بن عیسی سے روایت کرتے ہین حالانکہ اہل مصر سے کوئی نہین ہے جو اسمین شک کرتا ہو اسکے بعد سکوت کیا اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔

جواہر مضیہ فی طبقات الحنفیہ عبد القادر مین ہے قال الحافظ ان مسلما وضع کتابہ الصحیح عرضہ علی ابی زرعۃ الرازی فانکر علیہ وقال سمیتہ الصحیح فجعلتہ سلما لاھل البدع وغیرھم فاذا روی لھم المخالف حدیثا یقولون ھذا لیس فی صحیح مسلم فرحم اللہ تعالی ابا زرعۃ فقد نطق بالصواب فقد وقع ھذا کما فی الاستقصاء صفحہ ۱۰۰

یعنی جب امام ابو زرعہ نے کتاب صحیح مسلم کو دیکھا تو امام مسلم پر بہت بگڑے اور کہا تو نے اسکا نام

صحیح رکھا ہے حالانکہ یہ اہل بدعت کیلئے زینہ ہے کیونکہ جب کوئی صحیح حدیث اونکے سامنے پیش ہوگی تو کہینگے یہ حدیث تو صحیح مسلم میں نہیں ہے خدا رحم کرے ابوزرعہ پر کہ بہت سچ کہا کیونکہ ایسا ہی واقع ہوا۔

تیسرا درجہ امام مالک کا ہے جنکی موطا مشہور ہے اسکے بارہ میں صرف امام ابن اسحق کا قول کافی ہے لما صنف الموطا قال ائتوني اياه فانا بيطارة فبلغ ذلك مالكا فشق عليه وقال ذلك دجال من الدجاجلة وقد اخذوا على مالك على هذا فانه لا يقال من الدجاجلة بل من الدجالين۔

یعنی ابن اسحاق نے جب موطا کی تصنیف کا حال سنا تو کہا ہمارے پاس اوس کی کتاب لاؤ کہ ہم اوسکے بیطار ہیں مالک کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو بہت ناگوار گذرا اور کہا کہ وہ تو ایک دجال ہے دجاجلہ سے۔ اسپر بھی اعتراض ہوا کہ دجالین کہنا چاہیئے نہ دجاجلہ۔

اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی میں ہے وتكلم في مالك ابن اسحاق و ابن ابي حازم وكان اشدهم فيه ابن اسحق وكان يقول ايتوني ببعض كتبه حتى ابين عيوبه انا بيطار كتبه ص۲۰ ورق قلمی

تہذیب الکمال میں ہے كان ابن ابي ذئب وعبد العزيز بن الماجشون وابن ابي حازم ومحمد بن اسحق يتكلمون في مالك۔

ہو طبقات شافعیہ سبکی میں ہے ذکر بن عبد البر كلام ابن ابي ذئب وابراهيم بن سعد في مالك بن انس وقال قد تكلم ايضاً في مالك عبد العزيز بن ابي سلمه وعبد الرحمن بن زيد بن اسلم ومحمد بن اسحق وابن ابي يحيى وابن ابي الزناد وعابوا اشياء من مذهبه كما في الاستقصاء ص۱۰۰

جس سے معلوم ہوا کہ امام مالک پر اعتراض کرنے والے صرف محمد بن اسحٰق نہیں ہیں جو تالیفات مالک کے بیطار تھے۔ بلکہ ابن ابی ذئب۔ ابن ابی حازم عبدالعزیز بن الماجشون ابراہیم بن سعد۔ عبدالعزیز بن ابی سلمہ۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم۔ ابن ابی یحیی۔ ابن

ابی الزناد بہت سے اہل حدیث وفقہا ہیں جو سب اعتراض کرتے۔ یان جن محمد بن اسحق کی رد وقدح مالک میں اسقدر مشہور و معروف ہے اون کی بھی حالت اسماء الرجال مشکوۃ میں دیکھ لیجئے وقد رمی بن اسحق بالقدر والتشیع والتدلیس عنہ
ورق قلمی
کہ ابن اسحق پر یہ الزام لگایا گیا ہے وہ قدری تھے شیعہ تھے تدلیس کرتے۔ یعنی جو الزامات عطیہ پر لگائے گئے تھے وہ سب ان میں موجود تھا۔
تدلیس میں بھی امام مالک نہ چوکتے چنانچہ امام فخر الدین رازی رسالہ مناقب شافعی میں لکھتے ہیں۔

فانکان قد ترک قول ابن عباس لرای ربیعہ فھو خطاء وان ترکہ لرای عکرمہ فھو سیئ القول فی عکرمہ ولا یری لاحد ان یقبل حدیثہ وھو یروی مرفوعین عن عطاء عن ابن عباس خلافہ وعطا ثقہ عندہ وعند الناس قال الشافعی والعجب انہ یقول فی عکرمہ مایقول ثم یحتاج الی شیئ من علمہ یوافق قولہ فیسمیہ مرۃ ویسکت عنہ اخری۔
اس عبارت سے ظاہر ہے کہ امام مالک باوصفیکہ عکرمہ کو اچھا نہیں جانتے اور نہ اس قابل سمجھتے کہ کوئی اوسکی حدیث نقل کرے مگر جب اپنے مذہب کے مطابق اوس کا قول ملتا ہے تو اوسکو لے لیتے ہیں کبھی نام لیتے ہیں اور کبھی نہیں نام لیتے۔ اور یہی تدلیس ہے کہ پہلے محدث کا نام کسی غرض سے چھپایا جائے۔
امام مالک پر یہ الزام بھی قائم ہے کہ اونھوں نے جمعہ جماعت شہود نماز جنازہ سب چھوڑ دیا تھا وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے قال الواقدی کان مالک یاتی المسجد ویشھد الصلوۃ والجمعۃ والجنائز ویعود المرضی ویقضی الحقوق ویجلس فی المسجد ویجتمع الیہ اصحابہ ثم ترک الجلوس فی المسجد فکان یصلی وینصرف الی مجلسہ وترک حضور الجنائز فکان یاتی اھلھا ثم ترک ذلک کل فلم یکن یشھد الصلوات فی المسجد ولا الجمعۃ ولا یاتی

احد بغیبہ ولا یقضی لہ حقا واحتمل الناس لہ ذلک حتی مات علیہ وکان ربما قیل لہ فی ذلک فیقول لیس کل الناس یقدر ان یتکلم بعذرہ
صفحہ ۱۳۱ جلد اول

کہا واقدی نے کہ مالک پہلے مسجد مین آیا کرتے جمعہ و جماعت مین شریک ہوتے جنازہ پر آتے اور لوگون کی تعزیت کو جاتے مسجد مین بیٹھا کرتے اور اصحاب اونکے جمع ہوتے۔ لوگون کی حاجت برآری کرتے پھر مسجد مین بیٹھنا چھوڑ دیا نماز پڑھکر چلے جاتے پھر نماز جنازہ کا حضور چھوڑا پھر سب چھوڑ دیا نہ جماعت مین شریک ہوتے نہ جمعہ مین نہ کسی کی حاجت برآری کرتے یہانتک کہ لوگ اونکے اس فعل سے ناراض ہوئے مگر اونھون نے کسی کی پروا نہ کی اور کہا کہ ہر شخص پر لازم نہین اپنی معذرت بیان کرے۔

اہلسنت کے یہان نماز جماعت واجب ہے اور نماز جمعہ تو باتفاق فریقین بلا جماعت نہین ہو سکتی مگر امام مالک نے سبکو چھوڑ دیا اور پھر بھی وہ امام کے امام ہی بنے رہے کیون؟ صرف اس وجہ سے کہ وہ دشمن جناب امیرؑ تھے چنانچہ ابن تیمیہ منہاج السنۃ مین ناقل ہین قال مالک لا اجعل من خاض فی الدماء کمن لم یخض فیہا
کہ مالک کہتے ہین ہم اوس شخص کو جو خونریزی مین مشغول رہا (جناب امیرؑ) کو اوسکے برابر نہین جان سکتے جسنے خونریزی نہین کی (عثمان)
کیا اسکے بعد بھی انکی ناصبیت و خارجیت مین عذر ہو سکتا ہے حالانکہ اونکو بالیقین معلوم ہے کہ جناب امیرؑ نے جو قتال کیا اس مین حکم خدا اور رسول سے آپ مجبور تھے۔
مالک کی ناصبیت یہانتک بڑھی ہوئی تھی کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے حدیث کی روایت کو بھی جائز نہ جانتے چنانچہ میزان الاعتدال مین ہے صفحہ ۱۹۲ جلد اول
قال مصعب بن عبد اللہ عن الدراوردی قال لم یرو مالک عن جعفر حتی ظہر امر بنی العباس قال مصعب بن عبد اللہ کان مالک لا یروی عن جعفر حتی یضمہ الی احد۔
کہ جبتک امر بنی عباس نہ ظاہر ہوا مالک جناب امام جعفر صادقؑ سے حدیث کی

روایت نہ کرتے مصعب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ مالک جبتک امام جعفر صادقؑ کے
ساتھ اور کسی کو نہ ملا لیتے تنہا روایت نہ کرتے۔
کیا اسکے بعد بھی دینداری اور مکاری اور تقیہ بازی مالک میں شک رہ سکتا ہے
کہ اسقدر بنی امیہ سے خائف تھے کہ جبتک بنی عباس کا تسلط نہ ہوا اوسوقت جناب
امام جعفر صادقؑ سے حدیث لی روایت نہ لی اور اگر لیا بھی تو اس طرح کہ جناب امام
جعفر صادقؑ کے ساتھ دوسرے راوی کو بھی شریک کر لیا۔
چوتھا درجہ صحیح ترمذی کا ہے جسکی بیچ وشتامین نہ معلوم کیا کیا لکھا گیا ہے حالانکہ
علامہ ذوالنسبین ابن دحیہ شرح اسماء النبی میں لکھتے ہیں وقد ذکرت فی کتابی
المسمی بالعلم المشہور احادیث کثیرۃ اورد ہا ابو عیسیٰ فی کتابہ ہذا
عن قوم کذابین وحسنہا وہی موضوع ولا یصح ان تکون مرفوعۃ۔
یعنی ابو عیسیٰ ترمذی نے بہت سی حدیثیں کذابین سے وارد کی ہیں اور انکو حسن کہا
ہے حالانکہ وہ سب موضوع ہیں کسی طرح صحیح نہیں کہ اوسکو مرفوع کہسکیں۔
پانچواں درجہ سنن ابن ماجہ کا ہے یہ بھی صحاح ستہ میں داخل ہے مگر یہ بھی جامع موضوعات
ہے چنانچہ علامہ ذہبی لکھتے ہیں فلقد شان ابن ماجہ سننہ بادخالہ ہذا
الحدیث الموضوع فیہا ص۲۲۲ ذکر داؤد بن محمد بن نہم۔
کہ ابن ماجہ نے اپنی کتاب کو ایسی روایت موضوع کے داخل کرنے سے عیبی کر دیا۔
صلاح الدین صفدی وافی بالوفیات میں لکھتے ہیں انما نقص رتبۃ کتابہ ای
کتاب ابن ماجہ بروایتہ احادیث منکرۃ فیہ۔ کما فی الاستقصاء ص۱۰۸۲
یعنی ابن ماجہ کی کتاب کا درجہ اس وجہ سے کم ہوگیا کہ بہت سی احادیث منکرہ کو اوس
میں داخل کیا۔
بہرحال مقصود ہمارا صحاح ستہ کا قدح کرنا نہیں ہے کیونکہ اس فن کو جس طرح کتاب
مستطاب استقصاء الافحام اور عبقات الانوار نے ادا کیا ہے وہ تو کسی سے ہو
نہیں سکتا۔ اور کتاب مستطاب تنقید بخاری نے جس طرح اس بخاری کو خاک میں

لایعنی ہے اور سکے بعد کسی تحریر کی ضرورت نہین۔ مگر صرف اس غرض سے کہ عطیہ
عوفی پر محدثانہ حیثیت سے چند الزام قائم کیا گیا ہے اسلئے ہمکو یہ لکھنا پڑا کہ جب ایسے ایسے
محدثین اور علماء دین جنکی روایتون اور فتوون پر مذہب اہلسنت کا دارومدار ہے حسب
تحقیقات علماء اہلسنت مجروح و مقدوح ہین پھر اونکی روایتین مانی جاتی ہین تو ایک
عطیہ نے کیا قصور کیا اگر وہی جرحین اسپر بھی قائم ہون تو اوسکی روایت کیون نہ قابل
سماعت ہوگی۔

توثیق عطیہ عوفی۔ اب ہم اس عطیہ عوفی کا حال علامہ ابن حجر عسقلانی کی تہذیب
التہذیب سے لکھتے ہین جو حیدرآباد دکن مین چھپ گئی ہے ملاحظہ ہو جلد ۷ صفحہ ۲۲۴

([illegible]) بخ د ت ق۔ عطیہ بن سعد بن جنادۃ (۱) العوفی الجدلی القیسی
الکوفی ابوالحسن۔ روی عن ابی سعید وابی ھریرۃ وابن عباس وابن
عمر وزید بن ارقم وعکرمہ وعدی بن ثابت وعبد الرحمن بن جندب
وقیل جناب روی عنہ ابناہ الحسن وعمرو والاعمش والحجاج بن ارطاۃ
وعمرو بن قیس الملائی ومحمد بن جحادۃ ومحمد بن عبد الرحمن بن ابی
لیلی ومطرف ابن طریف واسمعیل بن ابی خالد وسالم بن ابی حفصہ
وفراس بن یحیی وابو الجحاف وزکریا بن ابی زائدۃ وادریس الاودی
وعمران البارقی وزیاد بن خیثمۃ الجعفی وآخرون وقال البخاری
قال لی علی عن یحیی عطیہ وابو ھارون وبشر بن حرب عندی سواء
وکان ھشیم یتکلم فیہ وقال مسلم بن الحجاج قال احمد وذکر عطیۃ
العوفی فقال ھو ضعیف الحدیث ثم قال بلغنی ان عطیہ کان یاتی
الکلبی ویسالہ عن التفسیر وکان یکنیہ بابی سعید فیقول قال ابوسعید
وکان ھشیم یضعف حدیث عطیہ قال احمد وحدثنا ابو احمد الزبیری
سمعت الکلبی یقول کنانی عطیہ ابوسعید وقال الدوری عن ابن معین
صالح وقال ابوزرعہ لین وقال ابوحاتم ضعیف یکتب حدیثہ وابونضرۃ

احب الی منه وقال الجوزجانی مائل وقال النسائی ضعیف وقال ابن
عدی وقد روی عن جماعة من الثقات ولعطیة عن ابی سعید احادیث
عدة وعن غیر ابی سعید وهو مع ضعفه یکتب حدیثه وکان یعد مع شیعة
اهل الکوفة۔ قال الحضرمی توفی سنة احدی عشرة ومائة۔ قلت وقیل
مات سنة (۲۰) ذکره ابن قانع والقراب وقال ابن حبان فی الضعفاء
بعد ان حکی قصته مع الکلبی بلفظ مستغرب فقال سمع من ابی سعید
احادیث فلما مات جعل یجالس الکلبی یحضر بصفته فاذا قال الکلبی قال
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کذا فیحفظه وکناه اباسعید ویروی عنه
فاذا قیل له من حدثک بهذا فیقول حدثنی ابوسعید فیتوهمون انه یرید
اباسعید الخدری وانما اراد الکلبی قال لا یحل کتب حدیثه الا علی التعجب
ثم اسند الی ابی خالد الاحمر قال لی الکلبی قال لی عطیه کنیتک بابی
سعید فانا اقول حدثنا ابوسعید وقال ابن سعد انا یزید بن هارون انا
فضیل عن عطیه قال لما ولدت اتی بی ابی علیا ففرض لی فی مائة وقال
ابن سعد خرج عطیه مع ابن الاشعث فکتب الحجاج الی محمد بن القاسم ان
یعرضه علی سب علیؑ فان لم یفعل فاضربه اربعمائة سوط واحلق لحیته
فاستدعاه فابی ان یسب فامضی حکم الحجاج فیه ثم خرج الی خراسان فلم
یزل بها حتی ولی عمر بن هبیرة العراق فقدمها فلم یزل بها الی ان توفی سنة (۱۱)
وکان ثقة ان شاء الله وله احادیث صالحة ومن الناس من لا یحتج به وقال
ابوداؤد لیس بالذی یعتمد علیه۔ قال ابوبکر البزار کان یعده فی التشیع روی
عنه اجلة الناس وقال الساجی لیس بحجة وکان یقدم علیا علی الکل۔

یعنی عطیہ بن سعد بن جنادہ عوفی جدلی قیسی کوفی کی کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ روایت
کرتے ہیں ابوسعید ابوہریرہ۔ ابن عباس ابن عمر۔ زید بن ارقم (یہ سب صحابی ہیں)
عکرمہ۔ عدی بن ثابت۔ عبدالرحمن بن جندب اور کہا گیا ہے ابن جناب خود آپ سے

دونو فرزند اونکے حسن ۔ عمر راوی ہین اور اعمش اور حجاج بن ارطاۃ ۔ عمر بن قیس ملائی ۔ محمد بن حجادہ ۔ محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی ۔ مطرف بن طریف ۔ اسمٰعیل بن ابی خالد ۔ سالم بن ابی حفصہ ۔ فراس بن یحیی ۔ ابو الجحاف ۔ ذکریا بن ابی زائدہ اور یس اودی ۔ عمران بارقی ۔ زیاد بن خیثمہ جعفی وغیرہ ۔
کہا بخاری نے کہ ہمنے علی سے سنی ہے کہ عطیہ ابو ہارون ۔ بشیر بن حرب ہمارے نزدیک برابر ہین ۔ ھشیم انکے بارہ مین کلام کرتے ۔
امام مسلم کہتے ہین کہ کہا احمد نے اور ذکر کیا عطیہ عوفی کا تو کہا وہ ضعیف الحدیث ہمکو یہ خبر ملی ہے کہ وہ کلبی کے پاس آتا اور کچھ تفسیر پوچھتا اور اوسکی کنیت ابو سعید رکھی اور کہتا کہ ہمسے ابو سعید نے بیان کیا ۔ ھشیم ان کی حدیث کو ضعیف کہتے ۔ احمد ابو احمد زبیری سے روایت کرتے ہین کہ ہمنے کلبی کو کہتے سنا کہ عطیہ نے ہماری کنیت ابو سعید رکھی ہے ۔
ابن معین سے دوری راوی ہین کہ عطیہ صالح الحدیث ہے ۔ ابو زرعہ کہتے ہین کہ لین ہے ابو حاتم کہتے ہین ضعیف ہے مگر اوسکی حدیث لکھی جائیگی (یہ ابو زرعہ ابو حاتم وہی ہین جو بخاری کو بد عقیدہ کہتے ہین) اور ابو نضرہ ہمکو احب ہے اوس سے ۔ کہا جوزجانی نے کہا وہ مائل ہے ۔ نسائی نے کہا ضعیف ہے ۔ کہا ابن عدی نے کہ ایک جماعت ثقات سے وہ راوی ہے ۔ عطیہ چند حدیثین ابو سعید سے روایت کرتا ہے اور غیر ابو سعید سے بھی اور وہ ایسا ہے کہ با وصف ضعف اوس کی حدیث لکھی جائیگی اور اوسکا شمار شیعیان اہل کوفہ کے ساتھ ہے حضرمی سالہ وفات لکھتے ہین اور ایک قول ہے سالہ ابن قانع اور قراب اسکے ناقل ہین ۔ ابن حبان نے اوسکو ضعفا سے شمار کیا ہے حالانکہ ایک قصہ غریب لکھا ہے کہ اوس نے ابو سعید خدری سے بہت سی حدیثین سنین اونکی وفات کے بعد کلبی کے ساتھ ہوئی کلبی جب کہتا کہ قال رسول اللہ تو وہ اسی طرح لکھ لیتا اور اوسکی کنیت ابو سعید رکھتا اور اوسی سے روایت کرتا جب کوئی پوچھتا یہ حدیث کس سے سنا تو کہتا ابو سعید

سے کہ شبہہ ہو کہ ابو سعید خدری سے سنا حالانکہ اوسکا مقصود کلبی ہوتا۔ کہا کہ اوسکی روایت جائز نہیں مگر بطور تعجب پھر ابو خالد احمر سے روایت کیا کہ کلبی نے کہا عطیہ نے کہا مینے تمہاری کنیت ابو سعید رکھی ہے اور اس کنیت سے روایت کرتا۔ ابن سعد یزید بن ہارون سے بسلسلہ فضیل عطیہ سے راوی ہیں کہ جب ہماری ولادت ہوئی تو جناب امیر کے پاس لائے گئے حضرت نے سو درہم ہمارا مقرر کیا۔ ابن سعد راوی ہیں کہ عطیہ نے بھی ابن اشعث کے ساتھ خروج کیا تو حجاج نے محمد بن قاسم کو لکھا کہ عطیہ سے کہو کہ سب جناب امیر کرے (گالی دے) اور اگر ایسا نہ کرے تو چار سو کوڑہ مارو اور داڑھی منڈوا دو چنانچہ بلوایا گیا تو اوس نے سب جناب امیر سے انکار کیا اور محمد بن قاسم نے حکم حجاج کو جاری کیا اسکے بعد وہ خراسان چلا گیا جب عمر بن ہبیرہ والی عراق ہوا تو واپس آیا اور یہین رہا یہانتک کہ ۱۱۱ھ مین وفات کی۔

ابن حجر لکھتے ہین وکان ثقة ان شاء اللہ یعنی انشاء اللہ وہ ثقہ تھا اور بہت اچھی حدیثون کا راوی ہے بعض آدمی اوسکو قابل احتجاج نہین جانتے ابو داؤد نے کہا قابل احتجاج نہ تھا ابو بکر بزار اوسکو شیعون سے شمار کرتے ہین اور بہت بڑے علماے جلیل الشان نے اوس سے روایت کی ہے ساجی نے کہا کہ وہ حجت نہین تھا اور جناب امیر کو ہر شخص پر تقدیم دیتا۔

اس تحقیق نے اچھی طرح بتا دیا کہ یہ عطیہ کیسا راوی ہے کہ صرف ابو سعید خدری ہی سے نہین روایت کرتا ہے بلکہ ابو ہریرہ ابن عباس ابن عمر زید بن ارقم سب کے راوی ہے تو کیا ایسا شخص قابل جرح ہو سکتا ہے حالانکہ خود صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم جس سے عام طور پر تابعین کی فضیلت ثابت کی جاتی ہے مگر صرف اس جرم پر کہ وہ اس حدیث کا راوی ہے کہ حضرت نے آیہ وات ذی القربی حقہ نازل ہونے پر فدک کو ہبہ کیا یا نوشتہ لکھا اوسکی رگت بنائی جاتی ہے۔

بہرحال جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین اسماء الرجال کا وہ میدان ہے کہ اہلسنت کا

کوئی راوی اوس سے بچ نہین سکتا لہذا اوس مین پڑنے سے کوئی کیچ نہین سکتا مگر دیکھنا یہ ہے کہ محققین نے فیصلہ کیا کیاہے ایک تو امام یحییٰ بن معین کا فیصلہ کافی ہے کہ وہ صالح تھا دوسرے خود ابن حجر کا فیصلہ کافی ہے وکان ثقۃ ان شاء اللہ تیسرے امام بخاری کا اوس سے روایت کرنا جیسا کہ لکھا بخ یعنی بخاری نے ادب مفرد مین اوس سے روایت کی ہے۔

چوتھے امام ترمذی کا اوسکی حدیث کو حسن کہنا کافی ہے جیسا کہ خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال حافظ صفی الدین مین ہے وحسن لہ الترمذی احادیث ص۲۶۷ کہ امام ترمذی نے اوسکی بہت سی حدیثون کو حسن کہا ہے پانچوین روی عنہ جلۃ الناس کہ بہت سے بزرگون نے اوس سے روایت کیا ہے کافی ہے اوس کی عظمت وجلالت کے لئے۔

اس تحقیقات سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ عطیہ پر الزام تشیع کس بنیاد پہ ہے کہ بحکم حجاج ملعون اوس سے خواہش کی گئی تھی کہ جناب امیرؑ پر معاذ اللہ تبرا کرے جس سے اوس نے انکار کیا تو محمد بن قاسم نے بحکم حجاج اوسکو چارسو کوڑہ مارا اور ڈاڑھی منڈوا دی۔ تو کیا تشیع اسی کا نام ہے کہ جناب امیرؑ پر سب نہ کرے۔ اور کیا اہلسنت کے مذہب مین سب جناب امیرؑ جائز ہے حالانکہ وہ تو سب شیطان کو بھی جائز نہین جانتے۔

مولوی صاحب فرماتے ہین ”یہ بلحاظ شیعہ ہونیکے یہ روایت شیعون کی ہے نہ کہ سنیون کی،، تو اونکو ایسے سنیون کی روایت نکالنی چاہیے جو جناب امیرؑ پر سب کرتے ہون خدا رحم کرے حالانکہ بالیقین معلوم ہے جناب امیرؑ کا گالی دینے والا تبرا کرنے والا مسلمان نہین ہے بلکہ کافر ہے اور ان کا شیعہ نہ ہونا اسی سے ظاہر ہے کہ کتب رجال شیعہ مین کہین نام نہین ہے۔

اب اس مین تو کسی طرح شک نہین رہ سکتا کہ عطیہ سے مخالفت کی وجہ اصل مین وہی ہے کہ ابن الاشعث کے ساتھ اوس نے بھی حجاج پر خروج کیا تھا اور

جب یہ بغاوت فرو ہوئی تو حجاج نے خوب ان لوگون کا قلع قمع کیا جس مین یہ عطیہ بھی شامل ہے۔

یہ واقعہ ۸۱ھ کا ہے جسمین حجاج نے عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کو (جو ام فروہ خواہر ابو بکر کا پوتا تھا) رییتبل کے شہرون کی طرف بھیجا جہان اوس نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور بہت سے قلعون کو فتح کیا۔ تو عبدالرحمان نے حجاج کو لکھا کہ اب رائے یہ ہے کہ اوسکے ملک کی غارتگری موقوف کی جاے اتنی مہلت ملے کہ اوسکے ملک کی راہون سے فوج واقف ہو جاے تب دوبارہ حملہ کیا جاے۔ حجاج نے انکار کیا اور چاہا کہ مجبور کر کے اوسکو بھیجے۔ عبدالرحمن کو موقع ملا فوج سے کہہ سنایا اہل لشکر سب اسکے ہم آواز ہو گئے۔ اور اجماع کر کے حجاج کو حکومت کوفہ سے معزول کیا اوسکے ساتھ عبدالملک کو بھی خلافت سے معزول کیا فکان اول من تکلم ابو الطفیل عامر بن واثلۃ الکنانی ولہ صحبۃ تاریخ کامل ۲۰۲ جلد ۴

یعنی سب سے پہلے ابو الطفیل عامر بن وائلہ کنانی صحابی رسول نے کلام کیا اور اوسکو معزول کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابن الاشعث نے جو حجاج کی مخالفت کی تھی تو تنہا اپنی راے سے نہین بلکہ وہ اکابر صحابہ و تابعین شریک تھے جن سے خلافت کا سلسلہ عہد ابو بکر سے قائم ہوا۔

اہل کوفہ کے ساتھ اہل بصرہ بھی شریک ہو گئے کیونکہ بہت سے یہود و نصاری جو ذمی تھے اور جزیہ دیا کرتے وہ مسلمان ہو گئے تھے جس سے جزیہ کی آمدنی مین کمی ہونے لگی تو حجاج نے حکم بھیجا کہ جو شخص جس گاون کا رہنے والا ہے اوس کو نکالکر وہین پہونچا دو اور جزیہ وصول کرو فاخرج الناس لتوخذ منہم الجزیۃ فجعلوا یبکون وینادون یا محمداہ یا محمداہ ولایدرون این یذھبون وجعل قراء البصرۃ یبکون لما یرون ص۲۰۹

چنانچہ وہ سب مسلمان نکالے گئے کہ جزیہ اون سے وصول کیا جائے۔ جبپر سب رونے لگے اور وا محمداہ کی فریاد بلند ہوئی نہیں جانتے تھے کہاں جائیں قرا بصرہ یہ حال دیکھکر سب رونے لگے۔ یہی سبب ہوا کہ اہل بصرہ بھی ابن الاشعث کے ساتھ مل گئے۔

غرض اس جنگ میں اہل کوفہ کے اکثر علما و زہاد ابن الاشعث کے ساتھ تھے چنانچہ امام شعبی بھی ان لوگوں میں تھے تاریخ کامل صفحہ ۱۹ جلد ۴

انھیں لوگوں میں محمد بن سعد بن ابی وقاص بھی تھے جنکی روایتیں تاریخ طبری وغیرہ میں موجود ہے کہ ابوبکر پچاس آدمیوں کے بعد اسلام لائے۔ یہ بھی مخالفین حجاج سے تھے اور حجاج نے انکو قتل کیا تاریخ کامل صفحہ ۱۸۱

اس جنگ میں انس بن مالک صحابی بھی شریک تھے چنانچہ اخبار طوال میں ہے فقال له الحجاج هيه يا انس يوماً مع المختار و يوماً مع ابن الاشعث حوال فی الفتن والله لقد هممت ان اطحنك طحن الرحا بالثقال واجعلك عرضاً للنبال قال انس من يعني الامير اصلحه الله قال اياك اعني اسك الله سمعك فانصرف انس الى منزله صفحہ ۳۱۱

کہ حجاج نے کہا اے انس تو ایک روز مختار کے ساتھ نکلتا ہے اور ایک روز ابن الاشعث کے ساتھ فتنوں میں بڑا دوڑنے والا ہے۔

ہماری غرض ان حالات کے بیان سے صرف اسقدر ہے کہ معلوم ہو جنگ شیعہ و سنی نہ تھی جس سے یہ قیاس کیا جائے کہ چونکہ عطیہ بھی اسمیں شریک تھا۔ اسلئے وہ شیعہ تھا۔ بلکہ خود دو سنیوں کی لڑائی تھی ایک طرف حضرت ابوبکر کے سہن ناپوتا ہے۔ دوسری طرف حجاج ہے جو عبدالملک کی طرف سے کوفہ و بصرہ کا گورنر۔ جنبہت سے ائمہ دین اہلسنت جسمیں انس بن مالک صحابی۔ ابوالطفیل صحابی۔ امام شعبی سب ابن الاشعث کے ہمراہی ہیں اور حجاج سے لڑ رہے ہیں پھر نہ معلوم کس بنیاد پر عطیہ شیعہ بنایا جاتا ہے حالانکہ وہ رواۃ ہو رجال اہلسنت سے ہے اور قصور اوسکا

اسیقدر ہے کہ اوس سے کہا جاتا ہے جناب امیرؑ سے تبرا کرو وہ انکار کرتا ہے اور بحکم حجاج اوسپر چار سو کوڑہ پڑتا ہے اور ڈارھی منڈائی جاتی ہے اور وہ کوفہ چھوڑ کر خراسان چلا جاتا ہے حالانکہ اگر ہم فرض کرلین بفرض محال کہ عطیہ شیعہ تھا تو بھی اوسکی روایتون پر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا کیونکہ ایک نہین صدہا راوی اہلسنت شیعہ ہین چنانچہ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی مین ایک مختصر فہرست دی ہے کہ کتنے خوارج اور روافض سے صحیح بخاری و صحیح مسلم مین روایتین موجود ہین چنانچہ لکھتے ہین فائدۃ اردت ان اسرد ھنا من رمی ببدعۃ ممن اخرج لھم البخاری ومسلم او احدھما۔ یعنی ہم یہان اون راویون کا نام لکھتے ہین جو بدعتی ہین اور بخاری و مسلم دونون نے یا ایک نے روایت کی ہے پہلے خوارج کا نام لکھا اوسکے بعد لکھتے ہین اسمعیل بن ابان۔ اسمعیل بن زکریا الخلقانی۔ جریر بن عبد الحمید۔ ابان بن تغلب الکوفی خالد بن مخلد القطوانی۔ سعید بن فیروز۔ ابو البختری۔ سعید بن عمرو بن اشوع سعید بن عفیر۔ عباد بن العوام۔ عباد بن یعقوب عبد اللہ بن عیسی بن عبد الرحمن بن ابی لیلی۔ عبد الرزاق بن ہمام۔ عبد الملک بن المسکین۔ عبید اللہ بن موسی العبسی عدی بن ثابت الانصاری علی بن الجعد۔ علی بن ہاشم بن البرید۔ الفضل بن دکین۔ فضیل بن مرزوق الکوفی۔ فطر بن خلیفہ۔ محمد بن جحادۃ الکوفی۔ محمد بن فضیل ابن غزوان مالک بن اسمعیل۔ ابو غسان یحیی بن الجزار ھؤلاء رموا بالتشیع وھو تقدیم علی علی الصحابۃ ص ۱۳۰ مطبوعہ مصر ۱۳۰۷ھ

گران سب پر یہ الزام ہے کہ وہ شیعہ تھے کہ جناب امیرؑ کو تمامی صحابہ پر تفضیل دیتے پس اگر یہ تشیع ایسا الزام ہے کہ اوس سے صحت روایت ساقط ہوجاتی ہے تو لازم آتا ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم سب ساقط الاعتبار ہو جائین جس مین ایسے ایسے شیعونکی روایتین درج ہین حالانکہ ہم بتا چکے ہین کہ عطیہ کا تشیع صرف اسیقدر تھا کہ اوس نے

سب جناب امیر سے انکار کیا نہ یہ کہ وہ اور کسی طرح شیعہ ہو سکے لئے سب شیخین لازم ہے۔

جن شیعہ راویوں کا نام سیوطی نے لکھا ہے ان میں سے اسمعیل بن ابان النعمی کوفی شیخ بخاری ہیں قال البخاری صدوق وقال غیرہ کان یتشیع ومات ۲۱۶ھ صنہ میزان جلد ا

یہ شیخ بخاری ہیں صدوق ہیں شیعہ تھے۔

(۲) اسمعیل بن زکریا الخلقانی الکوفی صدوق شیعی + حدثنی خالی ابراهیم سمعت اسمعیل الخلقانی یقول الذی نادی من جانب الطور عبدہ علی بن ابیطالب قال وسمعتہ یقول هو الاول والاخر مات ۱۷۴ سنہ ببغداد صہ ۹۱

اسمعیل بن زکریا صدوق ہیں شیعی ہیں + ابراہیم اسی اسمعیل خلقانی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کو جو ندا آئی تھی جانب طور سے تو منادی علی بن ابیطالب تھے اور وہی اول و آخر ہیں۔ یہ بھی بخاری کے اساتذہ سے ہیں۔

(۳) ابان بن تغلب الکوفی شیعی لکنہ صدوق + قال کان غالیا فی التشیع + فلو رد حدیث هولاء لذهب جملۃ اثار النبویۃ صہ میزان

یعنی یہ بہت سخت شیعہ ہیں مگر صدوق ہیں کہا ابن عدی نے غالی تھے تشیع میں + اور اگر ایسے لوگوں کی حدیثیں رد کر دی جائیں تو پھر تمامی احادیث نبویہ ہاتھ سے جاتی رہیں۔ دیکھئے یہ بھی شیعوں کی کرامت ہے جنکی بدولت احادیث نبوی باقی ہیں۔

اب اگر ہم ہر راوی کا مختصر حال بھی لکھیں تو طول ہو جائیگا لہذا صرف عبدالرزاق بن ہمام کے مختصر حالات پر اکتفا کرتے ہیں میزان الاعتدال میں ہے صہ ۱۲۶ جلد ۲

سمعت مخلد الشعیری یقول کنت عند عبد الرزاق فذکر رجل معویہ فقال لا تکدر مجلسنا بذکر ولد ابوسفیان صہ ۱۱

یعنی صحبت عبد الرزاق مین کسی نے معویہ کا ذکر کیا تو کہا ہماری مجلس کو ذکر ولاد ابوسفیان سے گندی نہ کرو۔ کان زید بن المبارک لزم عبد الرزاق فاکثر عنہ ثم خرق کتبہ ولزم محمد بن ثور فقیل لہ فی ذلک فقال کنا عند عبد الرزاق فحدثنا بحدیث ابن الحدثان فلما قرء قول عمر لعلی والعباس رض فجئت انت تطلب ذالک من ابن اخیک وجاء ھذا یطلب میراث امراتہ من ابیہا قال عبد الرزاق انظر الی ھذا الانوک یقول من ابن اخیک من ابیہا لا یقول رسول اللہ قال زید بن المبارک فقمت فلم اعد الیہ ولا اروی عنہ ص۱۱۱

زید بن مبارک کہتے ہین کہ عبد الرزاق نے جب قصہ فدک مین عمر کا یہ قول پڑھا کہ عباس اپنے بھتیجے کی میراث مانگنے آئے اور حضرت علی اپنی زوجہ کی میراث مانگتے تھے جو باپ سے ملی تھی تو عبد الرزاق نے کہا دیکھو یہ انوک من ابن اخیک او رمن ابیہا کہتا ہے اور یہ نہین کہتا کہ دونون طالب میراث تھے رسول اللہ سے۔

قال ابو صالح محمد بن اسمعیل الفزاری بلغنا ونحن بصنعا عند عبد الرزاق ان احمد وابن معین وغیرھما ترکوا حدیث عبد الرزاق وکرھوہ فدخلنا من ذلک غم شدید وقلنا قد انفقنا ورحلنا وتعبنا ثم خرجت مع الحجیج الی مکہ فلقیت بہا یحیی فسالتہ فقال یا ابا صالح لو ارتد عبد الرزاق عن الاسلام ما ترکنا حدیثہ ص۱۱۱

اب اس سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے کہ امام یحیی بن معین فرماتے ہین عبد الرزاق بن ہمام شیعی ایسے عالم او رمحدث ہین کہ اگر وہ اسلام سے بھی مرتد ہو جائین تو بھی ہم اون کی روایتونکو چھوڑ نہین سکتے۔

تو اب عطیہ عوفی پر الزام تشیع قائم کرنا بجز اسکے کس غرض سے ہو سکتا ہے کہ چونکہ اون کی اس روایت سے کہ حضرت نے بعد نزول آیہ کریمہ فات ذی القربے فدک کا ہبہ نامہ جناب سیدہ کو لکھدیا۔ تمامی مذہب اہلسنت کو باطل کرتا ہے اسلئے

یہ بات بنائی جاتی ہے کہ وہ شیعہ تھے ورنہ خود بخاری نے اور ترمذی نے اون سے حدیثین لی ہین اور اپنی کتابونکو اوس سے زینت دیا ہے۔

چونکہ بیان ذکر ائمہ اہلسنت بخاری و مسلم و ابو داؤد و مالک ہو چکا ہے لہذا بمناسبت مقام امام احمد بن حنبل کا ذکر بھی مناسب ہے جو ائمہ اربعہ مین چوتھے امام ہین اور بحیثیت محدث ہونیکے وہ بخاری وغیرہ کے استادون سے ہین تاکہ معلوم ہو اہلسنت کیسے کیسے راویون اماموں کو پسند کرتے ہین جو بالکل ناصبی و خارجی ہون

احمد بن حنبل کی پیدایش بغداد مین ہوئی ۱۶۴ ہجری مین مگر ناصبیت ان کی ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ حریز بن عثمان سے روایت کیا کرتے جسکا حال تہذیب التہذیب مین اس طرح مرقوم ہے صفحہ ۲۳۷ جلد ۲

وقال احمد بن ابی یحیی عن احمد بن حریز صحیح الحدیث الا انه یحمل علی علی وقال المفضل بن غسان یقال فی حریز مع تثبته انه کان سفیانیا و قال العجلی شامی ثقة وکان یحمل علی علی وقال عمرو بن علی کان ینتقص علیا وینال منه وکان حافظا لحدیثه وقال فی موضع آخر فثبت شدید التحامل علی علی وقال ابن عمار یتهمونه انه کان ینتقص علیا ویروون عنه ویحتجون به ولا یترکونه +

وقال احمد بن سلیمان الرهاوی سمعت یزید بن هارون یقول وقیل له کان حریز یقول لا احب علیا قتل اباءی فقال لم اسمع هذا منه کان یقول لنا اماما ولکم امامکم وقال الحسن بن علی الخلال عن یزید نحو ذلك وزاد سالته ان لا یذکر لی شیئا من هذا مخافة ان یضیق علی الروایة عنه وقال الحسن بن علی الخلال سمعت عمران بن ایاس سمعت حریز بن عثمان یقول لا احبه قتل اباءی یعنی علیا ، وقال احمد بن سعید الدارمی عن احمد بن سلیمان المروزی سمعت اسمعیل بن عیاش قال جاورت حریز بن عثمان من مصر الی مکة فجعل یسب علیا ویلعنه ۔ وقال الفضل

ابن عبد الوہاب وہو متروک متہم حدثنا اسمٰعیل بن عیاش سمعت حریز بن عثمان یقول ہذا الذی یرویہ الناس عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ حق و لکن اخطأ السامع قلت فما ہو فقال انما ہو انت منی بمنزلۃ قارون من موسیٰ قلت عمن ترویہ قال سمعت الولید بن عبد الملک یقولہ وہو علی المنبر وقد روی من غیر وجہ ان رجلاً رأی یزید بن ہارون فی النوم فقال لہ ما فعل اللہ بک قال غفر لی ورحمنی وعاتبنی قال لی یا یزید کتبت عن حریز عثمان فقلت یارب ما علمت الا خیرا قال انہ کان یبغض علیاً۔ وحکی الازدی فی الضعفاء ان حریز بن عثمان روی ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لما اراد ان یرکب بغلتہ جاء علی بن ابی طالب فحل حزام البغلۃ لیقع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ قال الازدی من کانت ہذہ حالہ لا یروی عنہ۔ قلت لعلہ سمع ہذہ القصۃ ایضاً من الولید وقال ابن عدی قال یحییٰ بن صالح الوحاظی املی علی حریز بن عثمان عن عبد الرحمن بن میسرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیثاً فی تنقیص علی بن ابی طالب لا یصلح ذکرہ حدیث معضل منکر جدا لا یروی مثلہ من یتقی اللہ۔ قال الوحاظی فلما حدثنی بذلک قمت عنہ وترکتہ وقال الغنجار قیل لیحییٰ بن صالح لم لم نکتب عن حریز فقال کیف اکتب عن رجل صلیت معہ الفجر سبع سنین فکان لا یخرج من المسجد حتی یلعن علیا سبعین مرۃ۔ وقال ابن حبان کان یلعن علیاً بالغداۃ سبعین مرۃ وبالعشی سبعین مرۃ فقیل لہ فی ذلک فقال ہو القاطع رؤس آبائی واجدادی وکان داعیۃ الی مذہبہ یتنکب حدیثہ انتہی تہذیب التہذیب صفحہ ۲۳۹ جلد ۲

(۱) مفضل بن غسان کہتے ہیں کہ حریز سفیانی تھا طرفدار ان خاندان ابوسفیان)

(۲) عجلی کہتے ہین دشمن جناب امیر تھا (۳) عمرو بن علی کہتے ہین کہ وہ تنقیص جناب امیر کرتا اور
گالی دیتا (۴) دوسرے موقع پر کہا سخت حملہ کرتا تھا جناب امیر پر (۵) ابن عمار کہتے ہین کہ وہ
مشہور تھا بہ عداوت جناب امیر مگر اس پر بھی لوگ اوس سے روایت کرتے (۶) احمد
بن سلیمان کہتے ہین کہ یزید بن ہارون کہتا وہ کہتا تھا کہ ہم علیؑ کو دوست نہین رکھتے
کیونکہ اونھون نے ہمارے آبا و اجداد کو قتل کیا تھا (۷) یزید بن ہارون نے کہا کہ وہ کہتا
تھا کہ تمھارا امام تمھارے لیے ہو اور ہمارا امام ہمارے لئے (۸) عمران بن ایاس کہتے ہین کہ حریز
کہتا تھا ہم علی کو نہین دوست رکھتے کیونکہ اونھون نے ہمارے آبا کو قتل کیا (۹) اسمعیل بن
عیاش کہتے ہین کہ ہم مکہ سے مصر تک ساتھ رہے تو وہ برابر سب جناب امیر کرتا اور حضرت پر
لعنت کرتا (۱۰) ضحاک بن عبدالوہاب کہتا ہے کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ اور متہم ہے (۱۱)
اسمعیل بن عیاش کہتے ہین کہ وہ کہتا تھا یہ حدیث جو مشہور ہے۔ انت منی بمنزلۃ ھارون
من موسیٰ تو حضرت نے یون فرمایا تھا انت منی بمنزلۃ قارون من موسیٰ مگر سامع
نے غلطی کی اسی طرح بیان کیا ولید بن عبدالملک نے منبر پر (۱۲) یزید بن ہارون کو ایک
شخص مرنے کے بعد خواب مین دیکھا تو اوس نے کہا خدا نے ہم کو بخشدیا مگر اس پر عتاب کیا
کہ کیون ہمنے حریز بن عثمان سے روایت کی حالانکہ وہ جناب امیر کا دشمن تھا (۱۳) ازدی
نے ضعفا مین لکھا ہے روایت کیا ہے کہ حریز نے بیان کیا رسول اللہ نے جب چاہا اپنے
بغلہ پر سوار ہون تو حضرت علیؑ نے آکر اوس کی رسی کھولدی کہ حضرت گر پڑین۔ ابن حجر
کہتے ہین اسکو بھی شاید ولید سے سنا تھا (۱۴) یحییٰ بن صالح وحاظی بیان کرتا ہے کہ حریز
نے تنقیص جناب امیر مین ایک ایسی حدیث بیان کی کہ اوس کا ذکر بھی مناسب نہین
(۱۵) حدیث معضل نہایت منکر ہے کہ جو خدا سے ڈرتا ہو وہ ایسی روایت نہین کرسکتا (۱۶)
یحییٰ بن صالح سے کسی نے پوچھا کہ حریز بن عثمان سے تو نے کوئی حدیث کیون نہ لکھی کہا
کیونکر ہم ایسے شخص سے روایت کرسکتے ہین جس کے ساتھ سات برس تک ہمنے نماز پڑھی
اور وہ مسجد سے اوس وقت تک نہ نکلتا کہ جب تک جناب امیر پر ستر مرتبہ لعنت نہ کرلیتا۔
(۱۷) ابن حبان کہتے ہین کہ وہ ستر مرتبہ صبح و شام لعنت کرتا تھا جناب امیر پر کسی نے پوچھا

لوگ با او ملعون نے ہمارے باپ دادا کو قتل کیا ہے۔ اور وہ داعی مذہب تھا اوس کی حدیثوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اب غور یہ ہے جو شخص ایسا خارجی ہو کہ جناب امیرؑ پر صبح و شام ستر مرتبہ لعنت کرتا ہو اوس سے احمد بن حنبل کا روایت کرنا اور اوس کی توثیق کرنا کہ وہ ثقہ تھا ثقہ تھا کیسے خارجیت احمد بن حنبل کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ یہ اصول حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ جو راوی ایسا ہو کہ وہ اپنے مذہب کا داعی ہو اوس کی روایت کسی طرح جائز نہیں۔

جناب امیرؑ پر جو الزام قائم کیا گیا ہے کہ حضرت نے اسکے آبا و اجداد کو قتل کیا تھا تو صحیح نہیں یہ واقعہ جنگ صفین کا ہے جو ۳۷ھ ہجری کا واقعہ ہے اور اس ملعون کی موت ۱۶۳ھ میں ہوئی میزان الاعتدال صفحہ ۱۹۳۔

مگر وہ عداوت نہ گئی جس سے وہ صبح و شام گالیاں دیا کرتا جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جن صحابہ کے آبا و اجداد یا اولاد کو جناب امیرؑ نے قتل کیا اونکو کس درجہ عداوت ہوگی اور کیا اسی کا خمیازہ یہ نہیں نکالا گیا کہ حضرت کو خلافت سے محروم کیا اور جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کو اس بیکسی سے سر کربلا میں شہید کیا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی بہرحال احمد بن حنبل پر جس وجہ سے خارجیت و ناصبیت کا الزام قائم ہے اوس میں بخاری بھی اونکے شریک ہیں بلکہ شریک غالب ہیں کیونکہ علاوہ اسکے کہ بخاری نے صدہا خوارج سے روایت کیا خود اس ابن حریز کی روایت بھی بخاری کے یہاں موجود ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں لہ عند البخاری حدیثان فقط وذکر اللالکائی ان مسلماً روی لہ وذلک وھم منہ ص ۲۴۰

کہ بخاری نے صرف دو حدیثیں اوس کی لکھی ہیں اور لالکائی کہتے ہیں کہ مسلم نے بھی اس سے روایت کی ہے حالانکہ یہ وہم ہے پھر لکھتے ہیں حاما اخرج لہ البخاری لقول ابی الیمان انہ رجع عن النصب کہ بخاری نے اس وجہ سے اوس سے روایت کی کہ ابو الیمان نے کہا اوس نے توبہ کیا ناصبیت سے مگر یہ عذر بھی کیا ہی معقول ہے کہ جس کی عمر ناصبیت میں کٹی اوس کی نسبت ایک ابو الیمان کے کہنے سے بخاری نے

مان لیا کہ اوسنے توبہ کیا حالانکہ ایسے ایسے صدہا راوی بخاری کے یہان بھرے ہین -

غرض فرقہ اہلحدیث کو جو خارجیت اور ناصبیت و عداوت اہلبیت طاہرین سے آپ زیادہ سرشار دیکھتے ہین تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جو اون کا معلم اور استاد تھا احمد بن حنبل وہی ایسا ناصبی تھا کہ ایسے ایسے دشمنان جناب امیرؑ کو اپنا اوستاد بنایا تھا - پھر کیونکر اوس عداوت سے یہ لوگ خارج ہو سکتے ہین -

احمد بن حنبل کی خارجیت اسی پر نہین تمام ہوتی کہ وہ ایسے ایسے خوارج سے حدیثین نقل کرتے ہین بلکہ وہ اون لوگون سے ہین جو جناب امیرؑ کو جنگ جمل و صفین مین خاطی سمجھتے ہین جیسا کہ منہاج السنۃ ابن تیمیہ مین ہے ولھذا کان ائمۃ السنۃ کمالک واحمد بن حنبل وغیرھما یقولون ان قتالہ للخوارج ماموربہ واما قتال الجمل وصفین فھو قتال فتنۃ - یعنی جناب امیرؑ کا قتال کرنا خوارج سے تو البتہ مامور بہ تھا مگر قتال جمل و صفین جائز نہ تھا کیونکہ وہ قتال فتنہ تھا وھذا مذھب مالک واحمد بن حنبل وکذا وذاعی بل والثوری - یعنی یہی مذہب مالک و احمد بن حنبل و اوزاعی بلکہ سفیان ثوری کا بھی ہے - پھر ان کی ناصبیت مین کیا عذر ہو سکتا ہے کیونکہ خود شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین و ہمین است مذہب اہلسنت کہ حضرت امیرؑ در مقاتلات خود برحق بود و مصیب و مخالفان او بر غیر حق و مخطی -

جس سے معلوم ہوا کہ مذہب اہلسنت یہی ہے کہ جناب امیرؑ کل محاربات مین خواہ جنگ جمل ہو یا صفین یا نہروان حق پر تھے - تو پھر بتا لیے کہ احمد بن حنبل و مالک وغیرہ جو اوسکے خلاف عقیدہ رکھتے ہین وہ اہلسنت سے ہین یا خوارج سے -

شاہ صاحب طعن متعہ مین لکھتے ہین پس ہر کہ غزوہ خیبر را تاریخ تحریم متعہ گوید گویا دعوی غلطی در استدلال حضرت مرتضیٰ میکند و این دعوی شاہد جہل و حمق او است جس سے معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ کے استدلال مین غلطی کا دعوی کرنا مدعی کے جہالت وحماقت کی دلیل ہے تو پھر احمد بن حنبل و مالک وغیرہ کی حماقت و جہالت مین کیا عذر ہو سکتا ہے جو ان محاربات مین جناب امیرؑ کو برسر خطا جانتے تھے - احمد بن حنبل کے

کفر و جہالت کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ مجسمہ تھے یعنی اسکے قائل تھے کہ خداوند عالم کے جسم ہے جو آسمان سے اوترتا ہے اور چڑھتا ہے جیسا کہ رسالہ عقل و تہذیب اہلحدیث مین بالتفصیل مذکور ہے۔

اب غور فرمایئے تو معلوم ہو کہ عطیہ عوفی پر کیون الزام تشیع قائم ہو رہا ہے؟ اسی وجہ سے کہ وہ جناب امیر پر سب و تبرا نہین کرتا اگرچہ اوسکی ڈاڑھی منڈائی جاتی ہے اور سو کوڑے لگائے جاتے ہین اور وہ جلاوطن کیا جاتا ہے اور امام احمد بن حنبل کیون امام بنائے جاتے ہین؟ اسی وجہ سے کہ وہ حریز بن عثمان ایسے دشمن جناب امیر سے روایت کرتے ہین جو جناب امیر پر صبح و شام ستر مرتبہ تبرا کرتا ہے۔ مگر خداوند عالم بھی منتقم حقیقی ہے کہ وہ اسکا بدلہ دنیا مین بھی دیتا ہے کہ احمد بن حنبل مسئلہ خلق قرآن مین قید ہوتے ہین اور قائل تجسیم باری تم ہوتے ہین جس سے کفر اون کا ظاہر ہے۔

تیسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ عطیہ عوفی مدلس تھے۔ مصنف نے اسپر بڑا زور دیا ہے کہ عطیہ تدلیس کرتا تھا مگر افسوس اون کو نہین معلوم تدلیس کیا چیز ہے اور اسکی کتنی قسمین ہین۔

تدریب الراوی امام سیوطی مین ہے النوع الثالث عشر التدلیس وھما قسمان بل ثلثة او اکثر کما سیاتی الاول تدلیس الاسناد بان یروی عمن عاصرہ زاد ابن الصلاح او لقیه مالم یسمعه منه بل سمعه من رجل منه موھما سماعه حیث اورده بلفظ یوھم الاتصال ولا یقتضیه قائلا قال فلان او عن فلان ونحوه کان فلانا فان لم یکن عاصره فلیس الروایة عنه بذلك تدلیسا علی المشهور وقال قوم انه تدلیس فحدوه بان یحدث الرجل عن الرجل بما لم یسمعه منه بلفظ لا یقتضی تصریحا بالسماع قال ابن عبد البر وعلی هذا فما سلم احد من التدلیس لا مالك ولا غیره صـ۲ـ

تدلیس اسکا نام ہے کہ ایسے شخص سے روایت کرے جسکا وہ معاصر ہو یا اوس سے ملاقات ہو۔ مگر اوس روایت کو اوس سے سنا نہو بلکہ دوسرے سے اسی نے سنا اور نام لیا اوسکا

ایسے عنوان سے کہ معلوم ہو اوسی سے سُنتا۔ اب اگر ایسے راوی سے اس نے روایت کی ہے جس کی معاصرت نہین نصیب ہوئی تو یہ تدلیس نہین ہے دوسرون نے اسکو بھی تدلیس کہا ہے اور تعریف یہ کی ہے کہ ایسی روایت کرنا کسی سے کہ اوس سے سنا نہین اس عنوان سے کہ اوس مین اسکی تصریح نہو کہ اوس سے سُنا کہا ابن عبد البر نے کہ اس تدلیس سے تو کوئی نہین بچا خواہ مالک ہون یا غیر اونکے۔

پھر تعجب ہے کہ آپ اوس تدلیس پر اعتراض کرتے ہین کہ حسب تصریح ابن عبد البر کوئی محدث اوس سے نہین بچا خواہ مالک ہون یا غیر حالانکہ روایت عطیہ مین تو کسی قسم کی تدلیس نہین کیونکہ ادسنے حسب تصریح ابن حجر عسقلانی وغیرہ خود ابو سعید خدری سے حدیث کو سنا اور روایت کیا۔ پھر کلبی سے بھی سنا اور روایت بھی کیا۔ پھر اس مین تدلیس کہان سے آئی کیونکہ تدلیس تو جب ہوتی کہ جسکو نہین سنا اوسکو ایسے لفظ سے کہتا کہ سننا معلوم ہوتا۔

بحث تدلیس کو جس خوبی سے مولوی عبد الحی صاحب فرنگی محلی نے ظفر الامانی مین لکھا ہے وہ بہت کافی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲۳ تا صفحہ ۲۲۳ بغرض اختصار صرف اس فہرست کو لکھتے ہین جو اونھون نے باوصف اختصار لکھا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱۲

ذکر الحلبی فی التبیین لاسماء المدلسین جمعا کثیرا منهم مرتبا علی حروف المعجم وانا اذکرهم اخذا منه علی سبیل الاختصار فمنهم ابراهیم بن محمد ابن ابی یحیی الاسلمی شیخ الشافعی وصفه احمد بالتدلیس وابراهیم بن یزید النخعی الکوفی وصفه الحاکم وغیره بالتدلیس واسمعیل بن ابی خالد وصفه النسائی و بشیر بن مهاجر الغنوی وصفه به ابن حبان فی ثقاته فقال روی عن انس ولم یره دلس عنه انتهی قلت وقد مر الخلاف فی کونه تدلیسا وبقیة مشهور بالتدلیس مکثرا عن الضعفاء ویرتکب تدلیس التسویة وبکیر بن سلیمان الکوفی وتلید بن سلیمان وثور بن یزید وجابر الجعفی قال ابو نعیم قال الثوری ما قال فیه جابر سمعت او حدثنا فاشدد به وما کان سوی ذلک

فروقه وجبیر بن نفیر ربما دلّس عن قدماء الصحابة وحبیب بن ثابت وحجاج بن ارطاة والحسن البصری والحسن بن ذکوان والحسن بن مسعود الدمشقی وحسین بن عطاء بن یسار المدنی وحسین بن واقد المروزی وحفص بن غیاث الکوفی والحکم بن عتیبه وحمید الطویل وحمید بن الربیع اللخمی وخارجه بن مصعب الخراسانی وزکریا بن ابی زائدہ یدلس عن الشعبی وسالم بن ابی وسعید بن زیاد وسعید بن ابی عروبه مشهور بالتدلیس وسعید بن المرزبان وسفیان الثوری وسفیان بن عیینة ومن خواصه انه لایدلس الا عن ثقة ولذا حکی ابن عبد البر عن ائمة الحدیث انهم قبلوا تدلیسه وکذا ذکره ابن حبان وسفیان بن عیینة مولی مسعر بن کدام وسلیمان التیمی وسلیمان بن داؤد ابوداؤد الطیالسی دلس احیانا کما ذکره الذهبی وسلیمان بن مهران الشهیر بالاعمش الکوفی قال الذهبی فی میزانه ربما دلّس عن الضعیف لایدری به فان قال حدثنا فلا کلام وان قال عن تطرق الیه الاحتمال الا فی شیوخ اکثر عنهم کابراهیم وابی وائل وابی صالح السمان فان روایته عن هذا الصنف محمولة علی الاتصال انتهی وسوید بن سعید وشباک الضبی الکوفی وشریک بن عبد الله النخعی و شعیب بن ایوب وطلحه بن نافع ابوسفیان وعاصم بن عمر الظفری العلامة فی المغازی روی عن قیس بن سعد بن عبادہ حدیثا فی الزکوة مع انه لم یدرکه ذکرہ الذهبی فی مختصر المستدرک وقد مر انه لیس بمدلس و طاؤس بن کیسان ذکر حسین الکرابیسی انه اخذ عن عکرمة کثیرا من العلم عن ابن عباس وکان یرسله بعد ذلک وهذا یقتضی ان یکون مدلسا لکن لم نر احدا وصفه بذلک کذا قال العلائی وعباد بن منصور وعبد الله بن لهیعه وعبد الله بن مروان وعبد الله بن واقد الحرانی وعبد الله معاذ وعبد الله بن ابی نجیح المکی وعبد الرحمن بن زیاد الافریقی و

عبد الرحمن بن محمد المحاربی وعبد الجلیل القیسی البصری وعبد الملک
بن جریج وعبد الملک ابن عمیر وعبد الوہاب الخفاف وعثمان بن عبد
الرحمن الطرائفی وعکرمہ بن خالد وعثمان بن احمد البجلی وعطیہ بن سعد
وعقبہ بن عبد اللہ الرفاعی وعکرمہ بن عمار وعلی بن غالب المصری و
علی بن غراب الکوفی وعمر بن علی المقدمی وابو اسحق السبیعی عمرو بن عبد
اللہ وعیسی بن موسی المعروف بغنجار من اہل بخارا وقتادۃ التابعی المشہور
والمبارک بن فضالہ ومحرز بن عبد اللہ ومحمد بن اسحق صاحب المغازی
ومحمد بن اسمعیل البخاری صاحب الصحیح ذکرہ ابن مندہ ولیس بصحیح کما مر
ذکرہ ومحمد بن حسین البخاری ومحمد بن خازم الضریر ومحمد بن شہاب الزہری
الامام المشہور المقبول قولہ عند الائمہ ومحمد بن صدقہ ومحمد بن عبد الرحمن
الطفاوی ومحمد بن عجلان المدنی ومحمد بن عبد الملک الواسطی ومحمد بن
عیسی بن سمیع ومحمد بن عیسی بن الطباع ومحمد بن محمد الباغندی و
ابو الزبیر المکی محمد بن مسلم ومروان بن معاویہ الفزاری ومسلم صاحب
الصحیح ذکرہ ابن مندہ لکنہ لیس بصحیح ومغیرہ بن مقسم الضبی ومحمد
بن مصفا بن بہلول الحمصی ومطلب بن عبد اللہ المخزومی ومصعب
بن سعید ومکحول الدمشقی وموسی بن عقبہ ومیمون بن ابی شبیب و
میمون بن مہران المراقی وہشام بن عروۃ وادراجہ فی المدلسین لیس
بصحیح وہشیم بن بشیر والولید بن مسلم الدمشقی والولید بن مسلم
العنبری ولاحق السدوسی ویحیی ابو خباب الکلبی ویحیی بن سعید
الانصاری ویحیی بن ابی کثیر ویزید بن عبد الرحمن الدالانی ویزید بن
ابی مالک ویعقوب بن عطاء بن ابی رباح وابو اسرائیل الملائی اسمعیل بن
ابی اسحق وابو حمزۃ الرقاشی واصل بن عبد الرحمن وابو سعد البقال سعید
بن المرزبان وابو قلابۃ عبد اللہ ہذا ما اوردہ الحلبی و لیطلب تفصیل

تراجمہم من میزان الاعتدال وتهذيب التهذيب وتهذيب الكمال قال الحلبی فی اخر رسالته اعلم ايها الواقف على هولاء انهم ليسوا على حد واحد بحيث يتوقف فی قبول كل ما قال فيه احد منهم عن او قال او ان اوبغير اداة ولم يصرح بالسماع بل هم على طبقات قال العلائی الحافظ اولها من لم يوصف بذلك الا نادرا جدا بحيث ينبغی ان لايعد منهم كيحيى بن سعيد الانصاری وهشام بن عروة وموسى ابن عقبه وثانيها من احتمل الائمة تدليسه وخرجوا له فی الصحيح وان لم يصرح بالسماع وذلك اما لامامته اولقلة تدليسه فی جنب ما روى اولانه لايدلس الاعن الثقة وذلك كالزهری والاعمش والنخعی ابراهيم الكوفی واسمعيل بن ابی خالد وسليمان التيمی وحميد الطويل والحكم بن عتيبه ويحيى بن ابی كثير وابن جريج والثوری وابن عيينه وشريك وهشيم ففی الصحيحين لهولاء الحديث الكثير ماليس فيه تصريح بالسماع وثالثها من توقف منهم جماعة فلم يحتجوا الا بما صرحوا فيه بالسماع وقبلهم اخرون مطلقا لاحد الاسباب المتقدمة كالحسن وقتادہ وابی اسحق السبيعی وابی الزبير المكی وابی سفيان طلحہ وعبد الملك بن عمير ورابعها من اتفقوا على انه لايحتج بشئ من حديثهم الا بما صرحوا فيه بالسماع لغلبة تدليسهم وكثرته عن الضعفاء والمجهولين كابن اسحق وبقيه وحجاج بن ارطاة وجابر الجعفی والوليد بن مسلم وسويد بن سعيد وخامسها من قد ضعف بامر اخر غير التدليس فرد حديثهم به لاوجه له اذلو صرح بالتحديث لم يكن محتجا به كابی خباب الكلبی وابی سعيد البقال وهذا كله فی تدليس الراوی مالم يسمعه اصلاً ۔صر

یہ ایک سو تین ناموں کی فہرست ہے جس میں کیسے کیسے مشاہیر علما وائمہ المحدیث کے نام ہیں جو سب مدلس ہیں اور روایت حدیث میں تدلیس کرتے ہیں اور راوں کی حدیثیں اہلسنت کے یہاں مقبول ہیں پھر اگر عطیہ عوفی نے ایک مقام پر اگر تدلیس کی

تو اوسپر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حلبی نے مدلسین کی فہرست بترتیب حروف معجم لکھا ہے جسکو ہم مختصر طور پر لکھتے ہین مگر ہم تہذیب التہذیب ابن حجر سے کچھ

اور اضافہ کرتے ہین (۱) ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی اسلمی امام شافعی کے استاد مدلس ہین۔ ان

سے امام ابراہیم بن طہمان امام ثوری۔ ابن جریج (استاد استاد شافعی) روایت کرتے ہین اور

خود امام شافعی بھی۔

امام مالک کہتے ہین نہ وہ روایت مین ثقہ تھا نہ اپنے دین مین۔ عبد اللہ بن احمد کہتے ہین وہ

قدری تھا اور معتزلی اور جہمی سب بلائین اوسمین جمع تھین۔ ابو طالب کہتے ہین وہ اس قابل

نہ تھا کہ اوسکی حدیث لی جائے ہمنے اوسکی حدیث ترک کر دی تھی (مگر امام شافعی اوس

سے روایت کرتے ہین) وہ روایات منکرہ کا راوی ہے علی بن مدینی یحیی بن سعید سے

روایت کرتے ہین کہ وہ کذاب تھا یحیی بن سعید کہتے ہین اوسکو ہم سب کذب جانتے ہین

امام بخاری کہتے ہین وہ جہمی تھا ابن ابی مریم کہتے ہین وہ ہر روایت مین کذاب تھا یحیی

کہتے ہین اوسمین تین خصلت تھی کذاب تھا۔ قدری تھا رافضی تھا۔ ابن المبارک کہتے

ہین وہ تدلیس کرتا تھا۔ اسمعیل بن عیسی عیاش کہتے ہین کہ ابراہیم بن یحیی کہتا تھا تیر اغلام بہتر ہے

ابو بکر عمر سے۔

امام شافعی اس سے بہت روایت کرتے ہین اور وجہ اوسکی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب وہ

مصر مین گئے اور وہان تصنیف و تالیف مین مشغول ہوئے تو مجبور ہوئے کہ اوسکی روایتونکو

اپنی کتابون مین درج کرین مگر اکثر یہ کرتے تھے کہ پورا نام نہ لیتے بلکہ کنیت سے روایت کرتے

جو عین تدلیس ہے امام شافعی کتاب اختلاف الحدیث مین لکھتے ہین کہ وہ دراوردی سے

بھی زیادہ حافظ تھا اسحق بن راہویہ کہتے ہین کہ جسقدر شافعی نے اوسکی حدیثون سے

احتجاج کیا ہے اوتنا کسی نے نہین۔ بزار کہتے ہین کہ وہ وضعی حدیث بنایا کرتا اور لوگ اوسکے

سامنے مسائل لا کر رکھتے تو وہ ہر مسئلہ کیلئے ایک حدیث بنا دیتا وہ قدری بھی تھا اور

شافعی کا اوستاد تھا تہذیب التہذیب جلد ا صفحہ ۱۶۱

امام شافعی کے ایک استاد کا یہ حال ہے۔ مدلس۔ قدری۔ رافضی۔ معتزلی جہمی کذاب سب تھا کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ عطیہ عوفی پر بھی یہ سب الزام لگائے گئے ہیں۔

(۲) ابراہیم بن یزید نخعی کو بھی امام حاکم مدلس کہتے ہیں۔ مگر اور اوصاف بھی سن لیجئے۔ اہل کوفہ کے یہ مفتی تھے امام شعبی کہتے ہیں اس سے بڑھکر کوئی عالم نہیں دیکھا۔ ابن معین کہتے ہیں اسکے مراسیل۔ ہکو مراسیل شعبی سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں حالانکہ اون سے ملاقات نہیں ہوئی قال ابن المدینی لم یر النخعی احدا من اصحاب رسول اللہ فقیل له فوثبه قال هذا المروه عن سعید بن ابی عروبه وهو ضعیف۔

ابن مدینی کہتے ہیں کہ نخعی نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی یہ جو کہا عائشہ سے کہ ملاقات سعید بن عروبہ اسکا راوی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ ص۱۷۹ تہذیب

اب فرمایئے عطیہ عوفی مدلس ہے یا یہ جو ایسے ایسے صحابہ سے روایت کرتا ہے جن سے ملاقات نہیں اور یہ ابن حجر لکھتے ہیں هو یکثر من الارسال وجماعت من الائمة صححوا من اسیله۔ یعنی مرسل حدیثیں (بلا ملاقات صحابی) اسکی بہت ہیں اور اکثر ائمہ احادیث نے اونکو صحیح کہا ہے۔

(۳) اسمٰعیل بن ابی خالد کو امام نسائی مدلس کہتے ہیں محمد بن سعید کہتے ہیں اسکے مرسلات کوئی چیز نہیں ہیں ص۲۹۲ تہذیب

(۴) بشیر بن مہاجر غنوی کو ابن حبان نے ثقات میں لکھا ہے اور کہا ہے کہ وہ انس سے روایت کرتے ہیں حالانکہ اونکو دیکھا بھی نہیں لہذا مدلس ہوئے مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ تدلیس ہے یا نہیں۔

ان سے امام مسلم بخاری ترمذی ابوداؤد سب روایت کرتے ہیں مگر اثرم امام احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ منکر الحدیث تھا میں نے اسکی حدیثوں کو خوب دیکھا تو عجیب عجیب حدیثیں روایت کرتا ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں حدیثیں اسکی قابل کتابت ہیں۔ مگر قابل احتجاج نہیں۔ بخاری کہتے ہیں حدیثیں اسکی ایک دوسرے کے خلاف ہوتی ہیں۔ ابن عدی

کہتے ہین حدیثین اسکی لکھی جاسکتی ہین اگرچہ بعض حدیث مین اسکی ضعف ہے۔ ابن جبان کہتے ہین یہ انس سے روایت کرتا ہے بتدلیس اور بہت خطا کرتا ہے۔ عقیلی کہتے ہین یہ مرجی ہے اور اسکے بارہ مین کلام ہے۔ ساجی کہتے ہین منکر الحدیث ہے صفحہ ۳۶۹ تہذیب جلد اول

تدلیس کے ساتھ ان عیوب کو دیکھئے اور پھر عطیہ عوفی سے مقابلہ کیجئے کسکا درجہ بڑھا ہوا ہے حالانکہ کتب اربعہ مین اسکی روایتین موجود ہین۔

(۵) بقیہ کی تدلیس مشہور ہے اور وہ بہت تدلیس کرتا ہے خصوصًا ضعیفون کی روایت مین اور تدلیس تسویہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

تدلیس تسویہ یہ ہے کہ دو راوی قوی کے درمیان مین ضعیف راوی ہو اور اوسکو حذف کر دین۔ بقیہ کا یہی کام تھا کہ راوی ضعیف کو حذف کرکے حدیث کو صحیح کر دیتا مولوی عبدالحی صاحب لکھتے ہین اس بارہ مین بہت تساہل ہوا ہے ائمہ کبار سے مثل اعمش اور امام ثوری کے جسنے خطیب نے نقل کیا ہے۔ بقیہ و ولید و حسن بن ذکوان بھی اسمین مبتلا تھے۔ اور نیز امام مالک کیونکہ وہ ثور بن زید کے واسطہ سے ابن عباس سے روایت کرتے ہین حالانکہ اونکو معلوم تھا کہ ثور بن زید سے خود ابن عباس سے نہین ملاقات ہوئی۔ بلکہ جو سنا ہے وہ عکرمہ سے مگر امام مالک عکرمہ کا نام نہین لینا چاہتے تھے اسلئے عکرمہ کو حذف کر دیتے امام خطیب وغیرہ کہتے ہین یہ ترکیب جائز نہین کیونکہ راوی جانتا ہے ہم ایسے راوی سے روایت کرتے ہین جو قابل احتجاج نہین ہین۔ ظفر الامانی صفحہ ۲۱۶

تہذیب مین ہے کہ بخاری نے اس سے تعلیقات مین رعایت کی ہے اور مسلم ابو داؤد نسائی ابن ماجہ سبنے اس سے روایت کی ہے۔ ابن المبارک کہتے ہین کہ یہ ہر شخص سے جو آگے آوے یا پیچھے سب سے روایت کرتا۔ امام احمد کہتے ہین اگر یہ ایسے لوگون سے رعایت کرے جو مشہور نہین ہین تو اوس روایت کو نہ قبول کرو جس راوی کا نام نہ لے بلکہ کنیت کے ساتھ روایت کرے تو اوس روایت کو نہ لو۔ سو حدیثون سے زیادہ یہ ضعیفون سے روایت کرتا۔ اکثر یہ ایسے راویون سے روایت کرتا جو متروک الحدیث ہوتے یا ضعیف

تو کبھی نام کی جگہ کنیت رکھتا اور کبھی کنیت کی جگہ نام (یعنی جس نام شدہ بدنام ہوتا اوسکو بدل دیتا) ابن المبارک کہتے ہین یہ ایسے راویون سے روایت کرتا جو غیر معروف و مضبوط ہین دار قطنی کہتے ہین کہ اہلحدیث اسکو ابو یحمد کہتے ہین جوزجانی کہتے ہین بقیہ کو اسکی پرواہ نہ تھی کہ کس سے حدیث لیتا ہے ابن خزیمہ کہتے ہین ہم روایات بقیہ سے احتجاج نہین کرتے۔ احمد بن حنبل کہتے ہین پہلے ہمکو خیال تھا کہ بقیہ منکر (قسم موضوع) حدیثونکو مجبوری سے روایت کرتا ہے مگر جب غور کیا تو معلوم ہوا مشہور لوگون سے بھی ایسی روایت منکرلاتا ہے اور اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ تدلیس کرتا ہے۔ یہ عبد اللہ بن عمر مالک شعبہ کے بارہمین بھی تدلیس کرتا تھا۔ ابن القطان کہتے ہین بقیہ تدلیس کرتا تھا ضعفا سے اور اوسکو مباح جانتا۔ اس سے تو اوسکی عدالت بھی جاتی رہی ص۴۷۳ تہذیب جلد اول

کیا مصنف آیات بینات عطیہ عوفی کی تدلیس پر اب بھی اعتراض کرسکتے ہین حالانکہ ایسے ایسے ائمہ دین اونکے ایسی تدلیس کرتے ہین جسکی کوئی حد نہین۔

(۶) بکیر بن سلیمان کوفی بھی مدلس ہین (تہذیب مین یہ نام نہین ملا)

(۷) ...ب بن سلیمان مدلس ہین۔ ترمذی اور امام احمد اور صدہا ائمہ اہلحدیث اس سے روایت کرتے ہین۔ امام احمد کہتے ہین وہ شیعہ تھے مگر ان کی روایت پر کوئی ہرج نہین۔ یہ عثمان کو گالی دیا کرتے تھے۔ ایک روز غلام عثمان کے ساتھ بیٹھے عثمان کو گالی دے رہے تھے۔ تو غلام نے انکو کوٹھے سے گرادیا جس سے پیران کا ٹوٹ گیا تو یہ عصا کے سہارے سے چلا کرتے۔ ابوبکر عمر کو بھی گالی دیتے تھے ص۱۱۵ تہذیب

(۸) ثور بن یزید بن زیاد کلاعی بھی مدلس تھے۔ ان سے بخاری اور کل ائمہ اربعہ نے روایت کیا ہے تہذیب مین ہے کہ یہ قدری تھا۔ اسکا دادا معویہ کے ساتھ تھا جو جنگ صفین مین مارا گیا لہذا جب جناب امیرؑ کا ذکر آتا تھا تو کہتا ہین ایسے شخص کو نہین دوست رکھتا جسنے میرے دادا کو قتل کیا۔ عثمان دارمی کہتے ہین کہ اسمین شک نہین وہ قدری تھا۔ ایک روز سفیان ثوری نے ایک شخص کو دیکھا کہ لباس صوف پہنے ہوئے ہے۔ تو سفیان نے کہا اسکو پھینک دے کہ یہ بدعت ہے

تو اوسنے کہا تیرا ثور کے ساتھ دوکان شراب مین دروازہ بند کرکے بیٹھنا اور حدیث سننا بھی تو بدعت ہے۔ امام اوزاعی اسکے بارہ مین کلام کرتے اور ہجو اور اہل حمص سے اسوجہ سے شہر بدر کر دیا کہ یہ قدری تھا۔ ابو مسہر کہتے ہین اہل حمص نے اوسکو جلا وطن کر گئے گھر اوسکا جلا دیا اسوجہ سے کہ وہ قدری تھا۔ آجری کہتے ہین یہ متہم تھا بقدر اور اہل حمص نے اسکو گھسیٹکر باہر نکالا جب مدینہ مین آیا تو امام مالک سے منع کر دیا کوئی اوسکے پاس نہ بیٹھے اسوجہ سے کوئی روایت اوس سے نہ لی پھر نہ معلوم کیونکر ایک کا روایت کرنا اوس سے منقول ہوا حالانکہ وہ اسکی مذمت کرتے تھے صفحہ ۳۴ جلد ۲ تہذیب

اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ بخاری نے کیون اسکی روایت کو سند جانا یہ بیچ ہے وہ دشمن جناب امیر تھا ورنہ جب امام مالک اوسکو قابل روایت نہ جانین تو وہ کب اس قابل ہو سکتا ہے بہرحال اگر عطیہ عوفی مدلس تھا تو دیکھنا چاہیئے تدلیس کے مرض سے کون بچا ہے۔

(۹) جابر جعفی ابو نعیم کہتے ہین کہ ثوری کہتے ہین جس روایت مین جابر جعفی کہین ہمنے سُنا ہے یا ہمسے حدیث کیا تو اوسکو مضبوط پکڑو اور اسکے سوا جو ہو اوس سے پرہیز کرو تہذیب مین ہے کہ امام ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ نے ان سے روایت لی ہے اور بہت سے ائمہ حدیث نے سفیان ثوری نے کہا حدیث مین اس سے زیادہ کوئی پرہیزگار نہ تھا شعبہ کہتے ہین جابر صدوق ہین۔ یحیی بن ابی بکیر شعبہ سے روایت کرتے ہین کہ جابر جب کہین حدثنا تو وہ سب سے زیادہ موثق۔ زہیر بن معویہ کہتے ہین وہ اصدق الناس وکیع کہتے ہین اگر تمکو کسی امر مین شک ہو تو اس مین نہ شک کرو کہ جابر ثقہ ہے۔ سفیان ثوری نے شعبہ سے کہا اگر تمنے جابر جعفی کے بارہ مین کلام کیا تو ہم تمھارے بارہ مین کلام کرینگے

صفحہ ۴۷ تہذیب جلد ۲

جابر جعفی قائل برجعت تھے اسیوجہ سے آخر مین علماء اہلسنت نے ان کی پھر جرح بھی شروع کر دی ابن حبان کہتے ہین وہ سبائی تھا اصحاب عبداللہ بن سبا سے اور کہتا تھا کہ جناب امیر کو رجعت ہوگی دنیا کی طرف اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ شعبہ۔ اور سفیان ثوری نے اوس سے کیون روایت کی ہے تو اوسکا یہ جواب ہے کہ ثوری کے

مذہب مین تو ضعفا سے روایت کرنا جائز تھا اور شعبہ وغیرہ نے اسوجہ سے روایت کی کہ بہت سی حدیثین اونکے پاس ایسی تھین کہ اوسپر صبر نہ کر سکے لہذا لے لیا کہ پھر نہ پھینکینگے
محمد بن رافع روایت کرتے ہین امام احمد بن حنبل سے کہ وہ مجلس یزید بن ہارون مین تھے اور اونکے ہاتھ مین کتاب زہیر تھی جابر جعفی سے تو ہمنے کہا اے ابو عبد اللہ تم ہمکو منع کرتے ہو کہ جابر سے روایت نہ لکھین حالانکہ خود لکھتے ہو تو کہا بغرض دریافت۔ میمونی کہتے ہین کہ ہمنے احمد بن حنبل کو سنا کہ کہتے تھے ابن مہدی اور قطان جابر سے نہین روایت کرتے تھے حالانکہ وہ اس قابل تھے۔

(۱۰) جبیر بن نفیر اکثر قدماء صحابہ سے تدلیس کرتے۔

تہذیب مین ہے انھون نے حضرت کا زمانہ پایا ہے اور حضرت سے اور ابو بکر سے مرسلاً روایت کرتے ہین اور عمر بن الخطاب سے بھی مگر خود اون سے سننا ثابت نہین انکی روایتین بخاری نے ادب مفرد مین لی ہین اور مسلم نے اپنی صحیح مین ۸۰ھ یا ۷۵ھ مین انکی وفات ہے ۷۵ھ
تہذیب جلد ۲

پس جب ایسا شخص تدلیس کرے جو صحابہ کے درجہ پر فائز ہو تو اگر عطیہ عوفی نے تدلیس کیا تو کیون قابل اعتراض ہوگا۔ افسوس کہ یہ شخص زمانہ ولید بن عبد الملک تک زندہ رہا۔ مگر نصرت امام حسینؑ نہ کی۔

(۱۱) حبیب بن ابی ثابت بھی تدلیس کرتا۔ اسکی حدیثین صحاح ستہ مین بلا استثناء موجود ہین۔ حضرت ام سلمہ، حکیم بن حزام سے بلا ملاقات روایت کرتا ہے اور عروہ بن زبیر سے بھی جسکو امام ثوری کہتے ہین نہین سنا بلکہ دوسرے شخص عروہ مزنی سے سنا تھا مگر بیان اس طرح کرتا کہ عروہ بن الزبیر کی روایت ہے)
ابن حبان نے ثقات مین لکھا ہے کان مدلسا یہ اہل کوفہ کے مفتی تھے ابن خزیمہ کہتے ہین کان مدلسا کہ یہ مدلس تھا قطان سے ہے کہ اسکی حدیثین عطاء سے محفوظ نہین ہین۔ سلیمان بن حرب کہتے ہین کہ امیر مختار کے ہدایا عبد اللہ بن عمر کے پاس آیا کرتے
ص۱۷۸ تہذیب جلد ۲

(۱۳) **حجاج بن ارطاۃ** انکی حدیثین بخاری کے ادب مفرد اور صحیح مسلم اور بقیہ کتب اربعہ مین موجود ہین مگر یہ بھی مدلس تھا۔ یہ بھی کوفہ کا مفتی تھا اور اسمین بیوقوفی بھی کمال تھی کرتا کہ حب شرف نے ہمکو ہلاک کیا۔ بصرہ کا بھی قاضی مقرر ہوا اکثر یحیٰی بن ابی کثیر اور مکحول سے روایت کرتا حالانکہ کچھ سنا نہین تھا انما یعیب الناس منه التدلیس لوگ انکی تدلیس کو بہت برا عیب جانتے۔ ابن معین کہتے ہین لیس بالقوی یدلس قوی نہین تھا اکثر تدلیس کرتا۔

ابن المدینی کہتے ہین کہ ہمنے عمداً اسکو ترک کردیا ایک حدیث بھی اوس سے نہ لی۔ ابوحاتم کہتے ہین وہ صدوق ہے مگر ضعفا سے تدلیس کرتا تھا۔ زہری وغیرہ کہتے ہین اکثر اوقات وہ حدیث مین غلطی کرتا۔ یعقوب بن ابی شیبہ کہتے ہین واہی الحدیث تھا جسکی حدیثون مین بہت اضطراب تھا خود ابن حجر لکھتے ہین صحیح بخاری مین ایک روایت بطور تعلیق اس سے موجود ہے۔ حجاج جماعت مین نہین شریک ہوتا اور کہتا کہ کیا ہم حمال و بقال کے ساتھ جاکر نماز پڑہین۔ یہ مدلس تھا اور حافظہ اسکا خراب تھا حجت نہین ہے بزار کہتے ہین حافظ تھا مدلس تھا مگر خود پندار اوس مین بہت تھی محمد بن نضیر کہتے ہین کہ انکی حدیثون پر غالب ارسال تھا اور تدلیس اور الفاظ کو بدل دینا صفحہ ۱۹۶ تہذیب جلد ۲

(۱۴) **حسن بصری بن ابی الحسن** یسار بصری ابو سعید کنیت ہے خود قبیلہ انصار کے غلام زادہ ہین اور ان کی ماں خیرہ ہے جو لونڈی تھین حضرت ام سلمہ کی۔ انکی تعریف مین یہی کافی ہے کہ جس طرح مذہب اہلسنت مین خلفائے ثلثہ کی خلافت اور صحیح بخاری کی صحت باوصف ہزارہا اعتراض مسلم ہے۔ اوسی طرح انکی امامت اور جلالت قدر مسلم ہے کہ کوئی اوس سے انکار نہین کرسکتا۔ اوسپر طرہ یہ ہے کہ سلسلہ تصوف کی جو اہلسنت مین اجاری ہے یہی سرغنہ ہین۔

شاہ ولی اللہ صاحب قرۃ العینین مین فرماتے ہین و دلیل بر ہمین آنست کہ قائلان بایں سلسلہ متفق اند برآنکہ مبنای اتصال حسن بصری است بحضرت مرتضی صفحہ ۳۰ جس سے معلوم ہوا کہ تمام صوفیون کا اجماع ہے اسپر کہ تصوف کا سلسلہ حسن بصری کے

ذریعہ سے پھیلا۔ اسپر خود شاہ صاحب اعتراض کرتے ہیں کہ کیونکر جناب امیرؑ سے انھون نے اسکو حاصل کیا۔

تقریب التہذیب میں ہے عن قتادہ ماجالست فقیہا قط الارایت فضل الحسن علیہ وقال ایوب مارات عینای رجلا قط کان افقہ من الحسن وقال غالب القطان عن بکر المازنی من سرہ ان ینظر الی اعلم عالم ادرکناہ فی زمانہ فلینظر الی الحسن فما ادرکنا الذی ہو اعلم منہ صفحہ ۲۶۵ جلد ۲

یعنی قتادہ کہتے ہیں کہ ہمنے کسی فقیہ کو نہیں دیکھا جو حسن بصری سے افضل ہو۔ ایوب کہتے ہیں ہماری آنکھ نے کسی کو حسن بصری سے افقہ نہیں پایا۔ غالب قطان کہتے ہیں کہ یہ اپنے زمانہ مین تمامی علما سے اعلم تھے ان سے بڑھکر کوئی عالم نہیں تھا۔

فقہ اور تصوف میں تو ان کا درجہ معلوم ہوا کہ کیسے مرتبہ عالیہ پر فائز تھے کہ شاید خلفائے ثلثہ کو بھی یہ درجہ نہ ملا ہو۔ اب حدیث کا حال سنئے کہ صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں ایک دو نہیں بلکہ صدہا ہزارہا حدیثیں ان سے منقول ہیں۔ یہانتک آپکا درجہ بڑھایا گیا کہ انس بن مالک جو صحابی ہیں وہ کہتے ہیں سلو الحسن فانہ حفظ ونسینا صفحہ ۲۶۶

کہ جو کچھ پوچھنا ہو وہ حسن بصری سے پوچھو کہ انکو یاد ہے اور ہم سب بھول گئے۔ پھر بتایئے ان کی شان کسقدر رفیع ہوئی۔ مگر افسوس اندرونی حالت کیا ہے کہ مدلس تھے کہ روایت سنا اور سے نام لیا دوسرے کا تہذیب التہذیب میں ہے۔

قال محمد بن سعد کان الحسن جامعاً عالماً فقیہا ثقۃ ماموناً عابدا ناسکا کثیر العلم فصیحاً جمیلا وسیماً وکان ما اسند من حدیثہ وروی عمن سمع منہ فہو حجۃ وما ارسل فلیس بحجۃ صفحہ ۲۶۶

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ حسن بصری جامع۔ عالم۔ رفیع۔ فقیہ۔ ثقہ۔ مامون۔ عابد۔ ناسک کثیر العلم۔ فصیح جمیل۔ وسیم تھے جو کچھ بسند بیان کرتے وہ حجت تھا اور جو بلا سند بیان کرتے وہ حجت نہ تھا۔

ابی بن کعب ۔ سعد بن عبادہ ۔ عمر بن الخطاب سب سے روایات کرتے ہین حالانکہ عمر سے سنا نہین دو برس اونکی خلافت مین باقی تھا کہ یہ پیدا ہوے ۔ ثوبان ۔ عمار بن یاسر ۔ ابوہریرہ عثمان بن ابی العاص ۔ معقل بن یسار سب سے روایتین کرتے ہین ۔ مگر کسی کو نہین دیکھا ۔ اس سے بڑھکر کیا تدلیس ہو سکتی ہے ۔

عبدالرحمان بن ابی حاتم ۔ صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہین کہ حسن بصری نے عبداللہ بن عمر سے نہ سنا ۔ نہ انس سے نہ عبداللہ بن معقل سے نہ عمرو بن تغلب سے نہ جندب سے نہ معقل بن یسار سے نہ عمران بن حصین سے نہ ابوہریرہ سے ہمام بن یحیی کہتے ہین کہ حسن بصری نے کسی بدری سے بھی کوئی حدیث نہین سنا ۔ کسی نے امام ابو زرعہ سے پوچھا کہ حسن بصری نے کسی بدری سے بھی کچھ سنا ہے کہا نہین ہان دیکھا ہے ۔ عثمان اور حضرت علیؑ کو پوچھا کہ کسی سے کچھ سنا بھی کہا نہین حضرت علیؑ کو اس نے مدینہ مین دیکھا تھا جسکے بعد جناب امیرؑ کوفہ اور بصرہ چلے گئے پھر ملاقات تک نہ ہوئی ۔ حسن بصری کا بیان ہے کہ مجھنے زبیر کو دیکھا تھا کہ بیعت جناب امیرؑ کر رہے تھے علی بن مدینی کہتے ہین کہ حسن نے شاید جناب امیرؑ کو مدینہ مین دیکھا ہو جبکہ وہ بہت کمسن لڑکا تھا حسن نے نہ جابر سے سنا نہ ابو سعید خدری سے نہ ابن عباس کو کبھی دیکھا کیونکہ حسن بصری مدینہ مین تھے اور ابن عباس بصرہ مین تھے ۔

حسن بصری نے بیان کیا کہ ہمکو خطبہ دیا ابن عباس نے بصرہ مین تو اسکا یہ مطلب ہے کہ ابن عباس نے بصرہ مین خطبہ دیا نہ یہ کہ ہمارے سامنے دیا (کیونکہ وہ تو مدینہ مین تھے) بہز بن اسد کہتے ہین کہ حسن بصری نے نہ ابن عباس سے سنا نہ ابوہریرہ سے کہ نہ ان کو دیکھا نہ جابر سے سنا نہ ابو سعید خدری سے اور اسکا اعتماد تو محض کتب پر ہوتا ہے ۔

اسپر ایک سائل نے کہا کہ اہل بصرہ تو کہتے ہین حسن بصری نے ستر بدریون سے سنا تو فرمایا یہ کلام ہمارا یون ہے کہ انھون نے تو کسی سے بھی اہل بدر سے سنا ہو تو ہمنے نہین سنا ۔

احمد کہتے ہین کہ حسن نے ابن عباس سے کچھ نہین سنا کیونکہ ابن عباس والی بصرہ تھے جناب امیرؑ کی طرف سے جبتک جناب امیرؑ زندہ رہے ۔ شعبہ نے یونس بن عبید

پوچھا۔ کیا حسن نے ابوہریرہ سے کچھ سنا تھا تو کہا دیکھا بھی نہیں کبھی۔ ابن المدینی۔
ابوحاتم۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ جو شخص کہے کہ ابوہریرہ سے سنا وہ خطا کرتا ہے۔ ربیعہ بن
کلثوم کہتے ہیں کہ ہمنے حسن کو کہتے سنا حدثنا ابوہریرہ تو کہا ربیعہ نے یہ اچھا نہیں کیا کیونکہ
حسن نے ابوہریرہ سے کچھ نہیں سنا تھا۔ سالم خیاط روایت کرتا ہے کہ حسن نے کہا سمعت
اباہریرۃ تو اوس نے کہا اسی سے سالم کا ضعف ثابت ہوتا ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں جابر
کو بھی نہیں دیکھا مگر ہشام بن حسان کہتے ہیں عن الحسن ثنا جابر کہ جابر سے بیان کیا
حالانکہ جابر سے سنا بھی نہیں۔ ابن المدینی کہتے ہیں ابوموسیٰ سے بھی نہیں سنا۔
حسن بصری کہا کرتے ہیں ہمنے عمران بن حصین سے سنا۔ ابن المدینی اور ابوحاتم کہتے ہیں
کہ اون سے کچھ نہیں سنا اور نہ صحیح ہے یہ کہنا۔ بعض کہتے ہیں عن الحسن حدثنی عمران
بن حصین اسپر ابن معین کہتے ہیں حسن نے اون سے کچھ نہیں سنا ابن المدینی
کہتے ہیں حسن بصری نے اسود بن سریع سے روایت کیا ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ
اسود زمانہ جناب امیر میں بصرہ سے چلے گئے تھے۔ حسن کا یہ بیان کہ سراقہ نے
اون سے بیان کیا غلط ہے احمد بن حنبل سے سوال کیا گیا کہ حسن نے سراقہ
سے کچھ سنا تھا کہا نہیں۔ ابن المدینی کہتے ہیں عبداللہ بن عمر۔ اسامہ بن زید
نعمان بن بشیر۔ ضحاک بن سفیان۔ ابوبرزہ اسلمی۔ عقبہ بن عامر۔ ابی ثعلبہ خشنی
قیس بن عاصم۔ عایذ بن عمر۔ عمرو بن تغلب سے بھی کچھ نہیں سنا۔ ترمذی کہتے ہیں
جناب امیر سے کسی حدیث کا سننا حسن بصری کا نہیں ثابت ہے۔ احمد بن حنبل
کہتے ہیں عتبہ بن غزوان سے بھی نہیں سنا۔ بخاری کہتے ہیں دغفل سے بھی نہیں
سنا (مگر سبکی روایتیں موجود ہیں) غرض اسی طرح صدہا صحابی ہیں جن سے حسن
بصری روایت کرتے ہیں حالانکہ نہ اون کو دیکھا نہ اون سے سنا۔

ولادت ان کی عمر کی خلافت میں ہوئی جبکہ دو برس باقی تھا اور یہ ربیع بن زیاد
کے کاتب تھے بعہد معاویہ۔ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں قاضی مصر مقرر ہوئے ذہبی نے کہا
وعشرین صحابیا وکان یدلس یعنی بیس صحابہ کو اونھوں نے دیکھا تھا اور تدلیس کیا کرتا۔

مذہب ان کا قدریہ تھا کہتے تھے الخیر بقدر والشر بغیر قدر یہ کہتے تھے من کذب
بالقدر فقد کفر منہ تہذیب

حالانکہ اہلسنت کے یہاں یہ حدیث موجود ہے القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ مگر ایسے
بھی حسن بصری قدر کے قائل تھے اور وہ اہلسنت کے امام علی الاطلاق ہیں۔ محدثین
کا اجماع تو اس پر ہو چکا ہے کہ جناب امیر کو انھوں نے دیکھا بھی نہیں۔ مگر اسی تہذیب کے
حاشیہ پر بہ صفحہ ہامش الخلاصۃ زادھا ہنا من تہذیب الکمال۔ وقال یونس بن
عبید سالت الحسن قلت یا ابا سعید انک تقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم وانک لم تدرکہ قال یا ابن اخی لقد سالتنی عن شیٔ ما سالنی عنہ
احد قبلک ولولا منزلتک منی ما اخبرتک انی فی زمان کما تری (وکان فی
عمل الحجاج) کل شیٔ سمعتنی اقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فہو عن علی بن ابی طالب غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا انتہی۔

یونس بن عبید کہتے ہیں میں نے حسن بصری سے پوچھا کہ اے ابوسعید تم نے تو رسول اللہ
کو دیکھا نہیں پھر کیونکر کہتے ہو قال رسول اللہ تو جواب دیا کہ تم نے ایسا سوال کیا ہے کہ آج
تک کسی نے نہیں پوچھا تھا تو سمجھ لو کہ جب ہم کہتے ہیں قال رسول اللہ تو وہ روایت ہوتی
ہے علی بن ابی طالب سے مگر ہم ایسے زمانہ میں ہیں کہ جناب امیر کا نام نہیں لے سکتے (یہ
زمانہ حکومت حجاج میں تھے)

شاہ ولی اللہ صاحب نے قرۃ العینین میں ایک پوری بحث اس مادہ میں کی ہے کہ جناب
امیر سے جو کچھ نسبت حسن بصری کی بیان کی جاتی ہے محض غلط ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔
واگر اتصال حسن بصری بہ مرتضیٰ متحقق می بود اوصحبت مستدیمہ بامرتضیٰ متحقق نمی بود و چون
چنین صحبت منتفی است پس اتصال او منتفی است اما ملازمت و صحبت و اتصال پس
از انجہت است کہ مدار اتصال خرقہ است یا تلقین یا بیعت یا صحبت مستمرہ خرقہ در عصر اول
نبود وقال الحافظ المحدث المتقن ابن دحیہ و ابن الصلاح و شیخ الاسلام خاتمۃ
المحدثین ابن حجر والعلامۃ العسقلانی انہ باطل وقال ابن حجر لم یصح فیہ شیٔ

من الاخبار فی خبر صحیح ولا ضعیف ولا طریق من الطریق عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وما نقل بعضہم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبسہا علیاً وان علیاً البسہا الحسن البصری لا اصل لہ۔ صفحہ ۳۰۰

خلاصہ یہ کہ جو لوگ عطیہ عوفی کی تدلیس پر اعتراض کرتے ہین وہ دیکھین کہ حسن بصری کی تدلیس زیادہ ہے یا عوفی کی پھر عطیہ کی روایتون کو ترک کرنا اور حسن بصری کی روایتون کو سر و آنکھ پر رکھنا کس درجہ کی ناانصافی ہے اور باعث اسکا بجز اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ حسن بصری چونکہ دشمنان اہلبیت اطہار سے تھے اسلئے اون کی روایتین تو لے لی گئین اور عطیہ عوفی کی روایت اسوجہ سے نہ لی گئی کہ وہ قصۂ فدک کے راوی ہین کہ بعد نزول آیہ وآت ذالقربی حقہ رسول اللہ نے ایک نوشتہ جناب سیدہ کو لکھا جس سے مذہب اہلسنت باطل ہوتا ہے۔

(۱۴) **حسن بن ذکوان ابو سلمہ بصری** ۔ انکی روایتین صحیح بخاری سنن ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ مین موجود ہین ابن حبین ابو حاتم کہتے ہین یہ ضعیف تھا۔ عبدالرحمان نے کبھی ان سے روایت نہ لی۔ ساجی کہتے ہین اسکی روایتون مین بعض مناکیر ہین۔ یحیی بن معین کہتے ہین وہ منکر الحدیث تھا عبداللہ بن احمد روایت کرتے ہین کہ اوسکی روایتین اباطیل ہین۔ حبیب ابن ابی ثابت سے روایت کرتا ہے حالانکہ اوس سے نہین سنا وہ سب حدیثین عمر بن خالد کی ہین قال العقیلی ولعلہ سمع من شیوخ کی یعنی غالباً بعض شاید اوس نے اشعث سے سنا تھا اور اوس مین تدلیس کیا صفحہ ۲۷۷ تہذیب۔

(۱۵) **حسن بن مسعود دمشقی** لا اصلح میزان الاعتدال مین ہے کہ اس نے بغرض تحصیل علم سفر بہت کیا طبرانی کی حدیث کو اسنے پایا تھا۔ ابن عساکر کہتے ہین کہ اسمین تسامح بہت تھا ایک نسخہ جو سنا ہوا اور پڑھا ہوا معجم کبیر طبرانی کا نہ تھا اوسکو اسنے سول سے لیا اور اوسی سے روایت کرنے لگا اکثر شیوخ کے بارے مین تدلیس کیا کرتا تھا ۵۴۳ھ مین وفات ہے صفحہ ۲۳۳ جلد اول

(۱۶) حسین بن عطا بن یسار مدنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہین ابوحاتم
کہتے ہین منکر الحدیث تھا قابل احتجاج نہ تھا صفحہ ۲۴۲ میزان۔

(۱۷) حسین بن واقد رازی ان سے بخاری نے تعلیقات مین اور مسلم نے صحیح مین
اور کتب اربعہ روایت کرتے ہین یہ مرو کے قاضی تھے ربما اخطاء فی الروایات اکثر
روایتون مین خطا کرتے قال احمد احادیثہ ما ادری ایش هی صفحہ ۲۴۲
کہ امام احمد کہتے ہین ہم نہین جانتے اسکی روایتین کیسی ہین اسکے بعد ہاتھ اپنا جھٹک دیا۔
احمد بن حنبل کہتے تھے اوسکی حدیثین کس درجہ منکر ہین۔

(۱۸) حفص بن غیاث کوفی۔ یہ ایسے موثق و معتمد راوی ہین کہ صحاح ستہ مین
انکی روایتین بھری ہوئی ہین۔ یہ کوفہ اور بغداد کے قاضی تھے۔ داؤد بن رشید کہتے
ہین یہ کثیر الغلط تھے ابن عمار کہتے ہین حافظہ خراب تھا۔ بائین ہاتھ سے کام کرتے۔
(جس طرح خلیفہ دوم اسی ہاتھ سے کام کرتے) خود بیان کرتے کہ جب ہم پر مینہ حلال ہوگیا
تب ہمنے منصب قضا کو قبول کیا احمد بن حنبل کہتے ہین کان یدلس تدلیس کیا کرتے
ابن سعد کہتے ہین کثیر الحدیث ہے مدلس حدیث بہت بیان کرتے۔ مگر مدلس تھا۔
ابو عبید آجری کہتے ہین کہ آخر مین نسیان ہوگیا تھا یہ ابن عباس سے روایت کرتے ہین
خصروا وجوہ سوقا نعم الحدیث ...ن اخطاء ہو انکی صفحہ ۲۶۴

(۱۹) حکم بن عتیبہ کی کل روایتین صحاح ستہ مین بھری ہوئی ہین۔ زید بن ارقم صحابی
سے روایت کرتے ہین حالانکہ کہا جاتا ہے اون سے سنا بھی نہین ابوداؤد کہتے ہین کہ زید
بن ارقم کو اور عبداللہ بن اوفی کو دیکھا تھا مگر کوئی حدیث نہین سنی ابن حبان ثقات
مین لکھتے ہین کان یدلس کہ یہ تدلیس کیا کرتے تھے۔

(۲۰) حمید طویل ان کی روایتین بھی صحاح ستہ مین موجود ہین نہایت معتمد لوگ
اہلسنت ہین ابن سعد کہتے ہین کہ یہ حدیث بہت بیان کرتے ہین ربما دلس عن انس
انس صحابی کی روایتون مین تدلیس کرتے۔ انس سے بہت کم روایتین سنی تھین
زیادہ تر ثابت بنانی سے سنا تھا مگر سکو حدیث انس بنا دیتے زائد ۱۲ ان سے روایات

کرنا چھوڑ دیا تھا کیونکہ یہ امور خلافت مین مداخلت کرتے تھے حماد بن سلمہ کہتے ہین
کہ حمید نے حسن بصری کی کتابون کو لیا اور نقل کرکے واپس دیدیا۔ دوست کہتے
ہین کہ آخر مین اختلاط ہو گیا تھا ۱۴۲ھ وفات ہوئی صفحہ ۴۰ جلد ۳ تہذیب

(۲۱) **حمید بن الربیع لخمی**۔ میزان الاعتدال مین ہے یعقوب ذاھب الحدیث
محمد بن عثمان کہتے ہین وہ ثقہ تو ہے مگر تدلیس کرتا یحیی بن معین کہتے تھے اخزی
اللہ ذاک ومن یسال عنہ خدا اوس شخص کو رسوا کرے کون اوس سے سوال
کرسکتا ہے یحیی بن معین کہتے ہین کذاب زمانہ چار تھے حسین بن عبد الاول۔ ابو ہاشم
رفاعی۔ حمید بن ربیع۔ قاسم بن ابی شیبہ۔ ابن عدی کہتے ہین وہ حدیثون کا چور ہے
اور حدیث موقوف کو مرفوع کر دیتا ہے صفحہ ۲۵۳ جلد اول۔

(۲۲) **خارجہ بن مصعب خراسانی**۔ صحیح ترمذی اور سنن ابن ماجہ مین اسکی
روایتین موجود ہین امام احمد بن حنبل کہتے ہین اسکی حدیثین قابل لکھنے کے نہین ہین
عبد اللہ بن احمد کہتے ہین ہمارے باپ نے منع کیا کہ اون سے کوئی حدیث روایت کرین
ابن معین کہتے ہین وہ ثقہ نہین ہے ایکدفعہ کہا کوئی چیز نہین ہے۔ عباس اون سے
راوی ہین کہ وہ کذاب ہے معاویہ اون سے راوی ہین کہ وہ ضعیف ہے۔ ابن
معین سے ہے کہ وہ کوئی چیز نہین ہے۔
ابو معمر ہذلی کہتے ہین جاتے ہو کیون اہلحدیث نے اوسکی حدیثون کو چھوڑ دیا پھر کہا اسوجہ
سے کہ چند مسائل ابو حنیفہ کو لوگ بناکر لائے عن یزید بن ابی زیاد عن مجاھد
عن ابن عباس اور اوسکو کتابون مین اوسکی رکھدیا اور وہ اوسکی روایت کرنے
لگا۔ بخاری کہتے ہین ابن المبارک نے اور وکیع نے اوسکو چھوڑ دیا تھا یحیی بن یحیی
کہتے ہین وہ تدلیس کیا کرتا غیاث بن ابراہیم سے حالانکہ اوسکی سب حدیثین جاچکی
تھین صحیح اور غیر صحیح اوسکی نہین معلوم ہوتی تھین جن روایتون مین وہ تدلیس
کرتا غیاث بن ابراہیم سے وہ سب متروک ہین۔ امام نسائی کہتے ہین وہ متروک الحدیث
ہے اور ایک مرتبہ کہا وہ ثقہ نہین ایکدفعہ کہا ضعیف ہے **جوزجانی** کہتے ہین

وہ منسوب ہے بارجا را ابو حاتم کہتے ہین وہ مضطرب الحدیث ہے ابن حبان کہتے ہین وہ تدلیس کیا کرتا اسی وجہ سے اوسکی حدیثون مین موضوعات شامل ہین ثقات سے ابن الجارود وغیرہ نے اوسکو ضعفا مین شمار کیا ہے صث تہذیب جلد ۳

(۲۳) زکریا بن ابی زائدہ روایت شعبی مین تدلیس کرتا۔
اسکی روایتین بھی تمامی صحاح ستہ مین موجود ہین ابو زرعہ کہتے ہین وہ کچھ صالح ہے مگر تدلیس کرتا شعبی سے ابو حاتم کہتے ہین لین الحدیث ہے جو کچھ وہ شعبی سے روایت کرتا ہے اوس سے نہین سنا مگر ابو حریز سے سنا یحییٰ بن زکریا کہتے ہین اگر ہم چاہین تو بتادین شعبی اور زکریا کے درمیان مین جو رواۃ ہین اونکو بتادین۔ یہ بھی قاضی کوفہ تھے وفات ۱۴۸ھ ص۳۳۰ تہذیب

(۲۴) سالم بن ابی بلاذکر نام (۲۵) سعید بن زیاد سے بخاری نے تعلیقات مین روایت کیا ہے اور ابو داؤد و نسائی نے بھی۔ انصاری کہتے ہین وہ مجہول ہے اور حدیث جابر مین ضعیف ہے ص۳۳ تہذیب جلد ۴

(۲۶) سعید بن ابو عروبہ مشہور ہے بہ تدلیس۔
اسکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین اسکو آخر مین اختلاط ہو گیا تھا وکیع کہتے تھے ہم سعید بن ابو عروبہ کے پاس جاتے تو جو حدیث صحیح ہوتی اوسکو لے لیتے اور باقی کو چھوڑ دیتے قال ابو بکر البزار یحدث عن جماعۃ لم یسمع منھم ابو بکر بزار کہتے ہین وہ ایسے محدثون سے روایت کیا کرتا جنسے نہین سنا تھا آخر مین اوسکو اختلاط ہو گیا تھا ۱۳۳ھ مین اوسکی وفات بے حالت اختلاط مین پانچ برس تک وہ باقی رہا ص۶۵ جلد ۴

(۲۷) سعید بن مرزبان (۲۸) سفیان ثوری

ان کا نام سفیان بن سعید بن مسروق ثوری ہے تمامی صحاح ستہ مین انکی حدیثین کثرت موجود ہین ان کی تعریف یہ ہے کہ امیر المومنین فی الحدیث ان کا لقب ہے۔ ابو اسحٰق فزاری کہتے ہین اگر امت کو اختیار دیا جائے تو پھر سفیان کسی کو نہ اختیار کرے

مگر تعریف انکی یہ ہے سفیان یروی عن کل احد۔ یعنی امام مالک تو راویوں کی جانچ کر لیا کرتے اور یہ ہر شخص سے روایت کرتے ابن المبارک کہتے ہیں کہ ہم ایکروز سفیان کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ تدلیس کر کے روایت کرتے ہیں ہمکو جب دیکھا تو کہا ہم تمسے روایت کرتے ہیں۔ صدہا آدمیوں سے روایت کرتے جنکو دیکھا بھی نہ تھا صفحہ ۱۱۱ تہذیب جلد ۴

(۱۹۹) سفیان بن عیینہ انکی حدیثیں بھی صحاح ستہ میں موجود ہیں اور وہ درجہ انکو حاصل ہے جو سفیان ثوری کے سوا اور کسیکو نہیں حاصل ہوا امام شافعی۔ احمد بن حنبل سب اسکے شاگرد ہیں۔ انکو بھی آخر میں اختلاط ہو گیا تھا ۱۹۸ھ میں وفات ہو ابن عمار کہتے ہیں ۹۷ھ سے اختلاط ہوا۔ سلیمان بن حرب کہتے ہیں کہ جتنی حدیثیں انہوں ایوب سے بیان کیں سب میں خطا کی ہے ابن مدینی انکو بھی منسوب بہ تشیع کرتے ہیں صفحہ ۱۲۱ تہذیب جلد ۴

مگر ان سب باتوں کے ساتھ وہ مدلس تھے۔

(۲۰۰) سفیان بن عیینہ حلی مصر کرام (۲۰۱) سلیمان تیمی۔ سلیمان بن بلال تیمی قریشی ہیں اونکے غلام آزاد کردہ ان کی روایتیں بھی صحاح ستہ میں موجود ہیں خراج مدینہ پر مقرر تھے صفحہ ۱۷۶ تہذیب

(۲۰۲) سلیمان بن داؤد ابو داؤد طیالسی بخاری اور مسلم اور کتب اربعہ میں انکی روایت موجود ہے مگر افسوس مدلس تھے انھوں نے اور عبدالرحمان بن مہدی نے بغرض حفظ حدیث بلادر کا استعمال کیا تھا جس سے ابو داؤد کو توجذام ہو گیا اور عبدالرحمان بن مہدی کو برص۔ ابراہیم جوہری کہتے ہیں کہ انھوں نے ہزار حدیث میں خطا کیا۔ محمد بن منہال ضریر کہتے ہیں کہ ہمنے پوچھا کچھ تمنے ابن عون سے سنا ہے تو کہا نہیں۔ جبپر ہمنے سال بھر تک اونکو ترک کر دیا اور اسکے قبل بھی ہم اونکو متہم جانتے تھے سال بھر کے بعد پھر پوچھا کہ ابن عون سے کچھ سنا ہے تو کہا ہاں بیس حدیث عبدالرحمان کہتے ہیں یہ کثیر الخطا تھے قال الذہبی دلس عنہا۔

دونون راویون مین اس نے تدلیس کیا صفحہ ۱۸۶

(۳۰۳) سلیمان بن مہران اعمش ذہبی کہتے ہین اکثر یہ تدلیس کیا کرتے ضعیف کی روایت مین نہین معلوم ہوتا اگر وہ کہین کہ حدثنا تو ٹھیک ہے اور اگر کہین کہ عن فلان تو پھر بہت سے احتمالات ہین۔

ان کا درجہ سب سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ تابعی ہین تمامی صحاح ستہ مین انکی روایتین موجود ہین انس سے روایت کرتے ہین حالانکہ اون سے سننا ثابت نہین۔ ابن معین کہتے ہین اعمش جو کچھ روایت کرتے ہین انس سے وہ سب مرسل ہے۔ ابن المدینی کہتے ہین حافظ علم است محمدیہ چھ ہین۔ عمرو بن دینار مکہ مین۔ زہری مدینہ مین۔ ابو اسحاق سبیعی اور اعمش کوفہ مین۔ قتادہ و یحییٰ بن ابی کثیر بصرہ مین ہشیم کہتے ہین کوفہ مین ان سے بڑھکر کوئی قاری قرآن نہ تھا ابن عیینہ کہتے ہین سب سے بڑھکر قاری قرآن تھے اور حافظ حدیث اور عالم فرائض جو بنی حسنت بھول گئے انکو لوگ مصحف کہا کرتے مگر نہایت بدخلق تھے بروز عاشورا ان کی ولادت ہے جس روز جناب امام حسینؑ شہید ہوے سنہ ۶۱ھ۔

ھو مدلس عن الکلبی کلبی سے جو روایت کرتے اوسمین تدلیس کرتے (یہی الزام عطیہ پر ہے کہ وہ جو کلبی سے روایت کرتے تو اوس مین تدلیس کرتے) ابو نعیم کہتے ہین کہ اعمش نے قیس بن ابی حازم سے نہین سنا۔ احمد بن حنبل کہتے ہین شمر بن عطیہ سے بھی نہین سنا۔ ابو صالح غلام حضرت ام ہانی سے بھی نہین سنا۔ کلبی کی روایتون مین تدلیس کرتے۔ ابو بکر بزار کہتے ہین ابو سفیان سے کچھ بھی نہین سنا پھر سو حدیثین اوس سے روایت کرتے ہین انس کو صرف ایکدفعہ مکہ اور واسط مین دیکھا۔ اور پچاس حدیثین اون سے روایت کی مدلس تھا۔ جتنے تابعین ہین اوسکا نام بھی لیا ہے کیونکہ وہ حافظ تھا۔ اگرچہ سننا اسکا انس سے صحیح نہین ہے۔

ایک شخص نے کہا اعمش مثل زہری ہے تو کہا ہم بری ہین اعمش سے اگر وہ مثل زہری ہو کیونکہ زہری تو عرض اور جائزہ چاہتا ہے اور بنی امیہ کی خدمتین کرتا ہے۔ بخلاف اعمش کے کہ وہ فقیر و صبور ہے جو بادشاہون سے علیحدہ رہتا ہے اور ورع ہے اور عالم

بہ قرآن۔

بہت سے لوگون کا بیان ہے کہ ابو بکرہ صحابی نے اسکی رکاب تھامی تھی جسپر سخاوی کہتے ہین بالکل غلط ہے کیونکہ اعمش سنہ ۶۱ھ یا سنہ ۵۹ھ مین پیدا ہوا اور ابو بکرہ نے سنہ ۵۲ھ مین وفات پائی پھر کیونکر ممکن ہے کہ جو شخص دس برس پہلے مر چکا ہو وہ اوسکی رکاب تھامے جو دس برس بعد پیدا ہوا صفحہ ۲۲۴ جلد ۴ تہذیب

(۳۳) سوید بن سعید (د ۳) شباک ضبی کوفی۔ انکی حدیث صحیح مسلم سنن ابو داؤد نسائی۔ ابن ماجہ مین موجود ہے۔ ذکرہ الحاکم فی علوم الحدیث فیمن صح عندہ انہ کان یدلس صفحہ ۳۰۳ جلد ۴

کہ یہ تدلیس کیا کرتا جو بطریق صحیح ثابت ہے۔

شبث بن ربعی اگرچہ اس نام کو مدلسین مین نہین لکھا ہے مگر ذکر اوسکا فائدہ سے خالی نہین کہ رواۃ اہلسنت کا حال معلوم ہو تہذیب التہذیب مین ہے صفحہ ۳۰۳

شبث بن ربعی تمیمی یربوعی ابو عبد القدوس الکوفی۔ (اس سے سنن ابو داؤد اور سنن نسائی مین روایت موجود ہے) حذیفہ اور حضرت علیؑ سے روایت کرتا ہے خود اوس سے محمد بن کعب قرظی۔ سلیمان تیمی روایت کرتے ہین بخاری کہتے ہین محمد بن کعب کی سماعت شبث سے ثابت نہین (مگر پھر بھی روایت کرتے ہین یہی تدلیس ہے) مسدد اس سے روایت کرتے ہین کہ شبث نے کہا ہم پہلے شخص ہین جس نے حروریہ (نام ہے ایک فرقہ خارجی کا) کو حروریہ بنایا ایک شخص نے کہا اسمین تو کوئی مدح نہین ہے۔ دار قطنی کہتے ہین یہ موذن تھا سجاح کا جو مدعیہ نبوت ہوئی تھی اوسکے بعد اسلام لایا۔ ابن حبان نے اسکو ثقات مین شمار کیا ہے اور کہا کہ خطا کرتا ہے۔ سنن ابو داؤد و نسائی مین اس سے وہ روایت لی گئی ہے کہ جناب سیدہؑ نے رسول اللہؐ سے ایک خادم کا سوال کیا تھا عسقلانی کہتے ہین کہ عجلی نے کہا یہ پہلا شخص ہے جس نے اعانت کی قتل عثمان پر۔ پھر اعانت کی قتل امام حسینؑ پر نہایت برا شخص تھا۔ ساجی کہتے ہین اسمین نظر ہے۔ ابن الکلبی کہتے ہین یہ پہلے یہ اصحاب جناب امیرؑ سے تھا پھر خارجی بنا اوسکے بعد توبہ کیا پھر اوس سے رجوع کیا

اور قتل امام حسینؑ مین شریک ہوا۔ ابو العباس مبرد کہتے ہین نصیحت ابن عباس سے
جب خوارج نے رجوع کیا تو چار ہزار خارجی رہ گئے تھے جنکو ابن الکوا نماز پڑھایا کرتا۔
لوگون سے کہا جب جنگ ہو تو تمہارا رئیس شبث ہے پھر سب نے اجماع کیا عبد اللہ بن
وہب راسبی پر۔ مدائنی کہتے ہین شرطہ قباع کا یہ متولی ہوا کوفہ مین۔ قباع سے مراد حارث بن
عبد اللہ بن ربیعہ مخزومی ہے برادر عمر شاعر۔ یہ ابن الزبیر کی طرف سے والی تھا۔
کوفہ مین قبل غلبہ مختار۔ ابن مسکویہ کہتے ہین اس نے زمانہ جاہلیت کو پایا تھا ابو جعفر
طبری اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ مختار نے جب اوس کرسی کو نکالا جسکو وہ مثل تابوت سکینہ
جانتے تھے تو اسی شبث نے کہا اے قبیلہ مضر۔ کافر ہو جاؤ اسپر سب نے اوسکو نکال دیا۔ اعمش
کہتے ہین ہمکو امید ہے کہ اس کلمہ کی بدولت (وہ بخشا جائے) اسنے قتال مختار مین بہت کوشش
کی۔ ابن سعد کہتے ہین اعمش سے روایت کرتے ہین کہ ہم جنازہ شبث مین شریک تھے۔

صفحہ ۳۰۳ جلد ۴

اب گن جائے کتنے اسباب جرح اس مین موجود ہین مگر چونکہ وہ حامیان خلفا سے تھا
اوسکی روایت مقبول ہے۔ اور قتال مختار نے اور بھی عزت افزائی کی۔

(۳۶) شریک بن عبد اللہ نخعی بھی مدلس تھا اسکی روایت تاریخ بخاری۔ مسلم اور کتب
اربعہ مین موجود ہے کوفہ کا قاضی تھا یحییٰ قطان اوسکو لیس کہتے ہین۔ عمر بن علیؓ کہتے ہین یحییٰ
اوس سے نہ روایت کرتے۔ اور عبد الرحمان روایت کرتے۔ یحییٰ ابن سعید کہتے ہین ہمیشہ
وہ مختلط رہا۔ جوزجانی کہتے ہین شریک سیء الحفظ مضطرب الحدیث مائل ہے ابی زرعہ
کہتے ہین وہ کثیر الخطا تھا صاحب حدیث ہے مگر بہت غلطی کرتا ہے۔ ابراہیم بن سعید جوہری
کہتے ہین چارسو حدیثون مین اوس نے خطا کیا عبد اللہ بن احمد روایت کرتے ہین احمد سے
کہ اسکو حدیث کرنے مین کوئی پروا نہ تھی۔ مسلم نے اس سے متابعات مین روایت کی ہے
یہ جناب امیر کو عثمان سے افضل جانتا۔ غالی المذہب تھا۔ سیء الحفظ۔ کثیر الوہم۔ مضطرب الحدیث
بڑا مدلس تھا ابن القطان کہتے ہین یہ مشہور مدلس ہے۔ ۹۰ مین ولادت ہے ۱۷۷ھ مین وفات
ہے تہذیب صفحہ ۳۳۶ جلد ۴

دیکھیے کتنے اوصاف اسمین جمع ہین مگر اسکی روایت مقبول ہے بخاری و مسلم ستے اسکی روایت کو لیا ہے۔

(۳۷) **شعیب بن ایوب** اس سے سنن ابو داؤد مین روایت موجود ہے تہذیب مین ہے ذکرہ ابن حبان فی الثقات قال کان علی قضاء واسط یخطی و یدلس کلما جاء فی حدیثہ من المناکیر مدلسہ صہ ۳۳۹

یہ واسط کے قاضی تھے خطا کرتے اور تدلیس جسقدر مناکیر اسکی روایتون مین ہے وہ سب تدلیس کی بدولت۔

(۳۸) **طلحہ بن نافع** ابو سفیان واسطی اسکافی انکی روایت صحاح ستہ مین موجود ہے ابن معین کہتے ہین لاشی بخاری نے چار حدیثین اس سے روایت کی ہے صہ ۲۶ تہذیب جلد ۵

(۳۹) **عاصم بن عمر ظفری** علامہ مغازی و سیر ہین انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین۔ انکو عمر بن عبد العزیز خلیفہ نے مسجد دمشق مین اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ لوگون سے مغازی اور فضائل صحابہ بیان کرین ابو زرعہ اور ابن معین نے تو انکی توثیق کی ہے مگر اور لوگون نے ضعیف کہا ہے تہذیب صہ ۵۴ جلد ۵

انکے تدلیس کی یہ حالت تھی کہ ذہبی ظفر الامانی مین ہے کہ قیس بن سعد بن عبادہ سے زکوٰۃ کے بارہ مین حدیث روایت کرتے ہین حالانکہ بقول امام ذہبی اون سے ملاقات ہی نہین ہوئی۔

(۴۰) **طاؤس بن کیسان** حسین کرابیسی کہتے ہین کہ انھون نے بہت سی حدیثین عکرمہ خارجی سے حاصل کین جو ابن عباس سے روایت کرتا ہے مگر بعد کو بحذف نام عکرمہ خود ابن عباس سے روایت کرنے لگے جس سے اسکا مدلس ہونا لازم آتا ہے مگر کسی نے اس صفت سے اوسکو موصوف نہین کیا جیسا کہ علائی کہتے ہین۔

تہذیب مین ہے انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین بہت اعلیٰ درجہ کے راوی حدیث ہین نام ذکوان ہے۔ لقب **طاؤس**۔ عبادلہ اربعہ اور ابو ہریرہ و عائشہ سب سے روایت کرتے ہین۔ سادات تابعین سے تھے چالیس حج کیا سنہ ۱۰۶ھ مین وفات ہے۔ نہ عائشہ سے سنا نہ جناب امیرؑ سے نہ عثمان سے اور سب سے روایت کرتے ہین صہ ۸ جلد ۵

(۳۱) عباد بن منصور بخاری اور کتب اربعہ مین انکی روایتین موجود ہین - یہ بھی شاگردان عکرمہ خارجی سے ہین - علی بن مدینی کہتے ہین کہ مینے یحیی بن سعید سے کہا کہ عباد آخر مین متغیر ہوگیا کہا ہم تو یہ نہین جانتے مگر جب دیکھا تھا تو حافظہ خراب تھا یحیی اوس سے راضی نہ تھے احمد بن محمد بن یحیی کہتے تھے کہ ہمارے جد قدر کے قائل تھے مگر اونکی حدیث نہ چھوڑنی چاہیئے (دیکھئے قدری بھی ہین) ابن معین کہتے ہین لیس بشئی اور قدر کی طرف منسوب تھی ابو زرعہ کہتے ہین لین ہین - ابو حاتم کہتے ہین ضعیف الحدیث تھا مگر حدیثین اوسکی لکھی جاینگی اور ہم سمجھتے ہین ان حدیثون کو اوسنے عکرمہ سے سنا - ابو داؤد کہتے ہین پانچ مرتبہ قاضی مقرر ہوا اور راس قابل نہ تھے اونکے پاس بہت سی حدیثین جنمین نکارت ہے (قریب قریب موضوعیت) نسائی کہتے ہین وہ حجت نہین دوسری جگہ کہتے ہین وہ قوی نہین - اپنی زوجہ کے پیٹ پر وہ مرا - ابن حبان کہتے ہین وہ قدری تھا اور اوسکا داعی - جو کچھ وہ عکرمہ سے روایت کرتا ہے اوس مین تدلیس کرتا ہے - دار قطنی کہتے ہین وہ قوی نہین - احمد کہتے تھے احادیث اوسکی منکر ہین اور قدری تھا اور تدلیس کیا کرتا حافظہ بہت خراب تھا آخر مین تغیر ہوا صفحہ ۱۰۳ جلد ۵

(۳۲) عبد اللہ بن لہیعہ کی روایت مسلم - ابو داؤد - ترمذی - ابن ماجہ سب کے یہان موجود ہے - ۲۲ تابعین سے اسکی ملاقات ہے بخاری کہتے ہین یحیی بن سعید اسکو کوئی چیز نہ جانتے ابن مہدی سے روایت ہے کہ ہم اوس سے کوئی روایت نہین لیتے نہ قلیل نہ کثیر - مسلم نے بشمول دوسرے راوی کے اسکی حدیث لکھی ہے بخاری نے اعتصام مین اور تفسیر سورہ نساء اور طلاق اور چند جگہون پر اوسکی روایت لی ہے ولا یسمیہ وھو ابن لھیعۃ لا یسمیہ فیہ یعنی بخاری اوسکا نام نہین لیتے حالانکہ بلاشک وہ ابن لہیعہ ہے (بخاری کی تدلیس ہے) بشر بن سری کہتے ہین کہ اگر تو ابن لہیعہ کو دیکھتا تو کوئی روایت اوس سے نہ لیتا - عبد الکریم بن عبد الرحمان نسائی کہتے ہین وہ ثقہ نہین ہے ابن معین کہتے ہین وہ ضعیف تھا اوسکی حدیث سے احتجاج نہین ہوسکتا مسلم کہتے ہین ابن مہدی - یحیی بن سعید - وکیع سب نے اوسکی روایت ترک کر دی تھی - یہ اس مضمون کی روایت کرتا ہے کہ آنحضرت کا اشتمال ذات الجنب سے ہوا حالانکہ یقینی البطلان ہے کیونکہ صحاح مین اسکے خلاف ہے - الخ

آفت اس حدیث کی ابن لہیعہ سے ہے صفحہ ۳۷۹ جلد ۵

(۴۳) **عبد اللہ بن مروان** کی روایت بخاری کی تعلیقات مین ہے مگر مدلس تھا ۔ صفحہ ۲۶ تہذیب جلد ۶

(۴۴) **عبد اللہ بن واقد** بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب حرانی کی روایت مسلم ۔ ابوداؤد ابن ماجہ مین موجود ہے مگر تدلیس کیا کرتا تھا عمر سے ملاقات ہوئی نہ رسول اللہ سے مگر سب سے روایت کرتا صفحہ ۶۵ تہذیب جلد ۶

(۴۵) **عبد اللہ بن معاویہ** کی روایت سنن ابوداؤد ۔ ترمذی ۔ ابن ماجہ مین موجود ہے مگر مدلس تھا اسکو دس برس کے سن مین ایک لڑکی سے عقد کیا اور اس لڑکی کے ماں نے بہکا کے اسکا ازالہ بکارت کروا دیا صفحہ ۳۶ جلد ۶

(۴۶) **عبد اللہ بن ابی نجیح** کی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین یہ قدری تھا ذکرہ النسائی فیمن کان یدلس ۔ امام نسائی نے اسکو بھی اون لوگون مین داخل کیا ہے جو تدلیس کرتے صفحہ ۵۵ تہذیب جلد ۶

(۴۷) **عبد الرحمن بن زیاد افریقی** ۔ بخاری نے ادب مفرد مین ۔ سنن ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ مین اسکی روایت موجود ہے ۔ افریقیہ کا قاضی تھا ۔ عمر بن علی کہتے ہین کہ یحیی اوس سے حدیث نہ کرتا اور یحییٰ اکثر تب کے اوسکا نام بھی نہ لیتا اور کہا اسکے برابر کوئی ضعیف نہین ہشام بن عروہ سے کہا ہمکو اس کے ذکر سے معاف کرو ۔ ابو طالب امام احمد سے روایت کرتے ہین کہ وہ کوئی چیز نہ تھا ۔ احمد بن حسن ترمذی احمد سے روایت کرتے ہین کہ ہم اوسکی حدیث نہین لکھتے ۔ مروزی احمد سے راوی ہین کہ وہ منکر الحدیث ہے جوزجانی کہتے ہین وہ محمود نہ تھا ۔ حدیث مین ۔ یعقوب بن سفیان کہتے ہین وہ ضعیف الحدیث تھا ۔ صالح بن محمد کہتے ہین منکر الحدیث تھا ۔ ترمذی کہتے ہین ضعیف ہے اہلحدیث کے نزدیک یحییٰ قطان وغیرہ نے اوس کو ضعیف کہا ۔ نسائی کہتے ہین وہ ضعیف ہے ۔ ابن حبان کہتے ہین کہ وہ موضوعات کی روایت کرتا ہے ثقات سے اور تدلیس کرتا ہے محمد بن سعید مصلوب سے او حق یہ ہے کہ وہ ضعیف تھا اوسکی روایت مین منکرات جمع ہین جو اکثر صالحین کو عارض ہوجاتا ہے صفحہ ۱۷۶

(۴۸) عبد الرحمان ابن محمد محاربی۔ انکی روایتون سے صحاح ستہ بھری پڑی ہیں مگر قال ابو حاتم صدوق اذا حدث عن الثقات ویروی عن المجھولین احادیث منکرۃ فیفسد حدیثہ۔ ابو حاتم کہتے ہین کہ وہ صدوق ہے جب ثقات سے روایت کرے مگر وہ بہت سے مجاہیل سے روایات منکرہ کی روایت کرتا ہے جس سے اوسکی حدیثین فاسد ہو جاتی ہین۔ عثمان و عبد الرحمان کہتے ہین وہ ایسا کچھ نہین ہے عبد اللہ بن احمد۔ امام احمد سے روایت کرتے ہین کہ وہ تدلیس کرتا۔ اور ہم جہان تک جانتے ہین اوس نے معمر سے نہین سنا۔ عبد اللہ بن محمد عاصم سے روایت کرتے ہین کہ شاید اوس نے سیف بن محمد سے سنا اور تدلیس کیا۔ عجلی کہتے ہین وہ تدلیس کرتا۔ امام احمد نے اوسکی حدیثون پر معمر سے انکار کیا ہے صفحہ ۲۶۵ تہذیب جلد ۶

(۴۹) عبد الجلیل قیسی بصری انکی روایت صحیح نسائی مین ہے مگر مدلس تھے صفحہ ۱۰۲ جلد ۶ تہذیب

(۵۰) عبد الملک بن جریج تمامی صحاح ستہ مین انکی روایتین بھری ہوئی ہین سب سے پہلے یہی مصنف کتاب ہین قال الدار قطنی تجنب تدلیس ابن جریج فانہ قبیح التدلیس لا یدلس الا فیما سمعہ من مجروح صفحہ ۴۰۶ جلد ۶ تہذیب

کہا دار قطنی نے کہ ابن جریج کی تدلیس سے پرہیز کرو کہ وہ بہت بری تدلیس کرتا ہے کیونکہ انکی تدلیس اونھین روایتون مین ہوتی ہے جسکو وہ مجروح سے روایت کرتا ہے۔ ابن حبان نے ثقات مین انکا نام لیا ہے مگر کہا یدلس یہ تدلیس کیا کرتا کتاب علی بن مدینی مین ہے کہ یحیی بن سعید سے دربارہ ابن جریج پوچھا گیا تو کہا وہ ضعیف ہے۔ ہمنے یحیی سے کہا کہ وہ اخبرنی کہتا ہے تو کہا لا شئی کلہ ضعیف وہ کوئی چیز نہین ہے سب ضعیف ہے۔

قال الشافعی استمتع ابن جریج بسبعین امرأۃ صفحہ ۴۰۶ جلد ۶ تہذیب

امام شافعی نے جو اسکے شاگرد کے شاگرد ہین کہا ابن جریج نے ستر عورتون سے متعہ کیا تھا۔ مگر واہ رے اہلسنت کہ اسپر بھی متعہ کو حرام کہتے ہین۔

ے رسالہ متعہ مین انکی پوری تفصیل ہے ۱۲ منہ

(۵۱) **عبد الملک بن عمیر** کی روایتیں تمامی صحاح ستہ میں موجود ہیں مگر تہذیب میں ہے کہ امام احمد کہتے ہیں وہ مضطرب الحدیث ہے حالانکہ روایتیں اسکی بہت کم ہیں پانچسو سے زائد نہو وقد غلط فی کثیر منہا مگر اسپر بھی بہت سی حدیثوں میں غلطی کیا ابن حبان نے سنہ ولادت ۳۳ء لکھا ہے بقیہ خلافت عثمان سے اور ۳۶ھ وفات وکان مدلساً اسکے ساتھ مدلس تھا صفحہ ۴۱۲ تہذیب جلد ۶

(۵۲) **عبد الوہاب بن الخفاف** تعالیق بخاری اور صحیح مسلم اور کتب اربعہ میں انکی روایت موجود ہے قال النسائی لیس بالقوی عندہم وقال البخاری لیس بالقوی عندہم صفحہ ۴۵۳

یعنی ائمہ الحدیث کے نزدیک وہ قوی نہیں ہے صالح بن محمد اسدی انکی روایت پر اعتراض کرتے ہیں جو ثور سے بواسطہ مکحول عن ابن عباس روایت کرتا ہے۔ ابن معین کہتے ہیں یہ موضوع ہے عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں وہ کذاب نہیں ہے مگر اس قابل نہیں ہے کہ اسپر اعتماد کیا جائے احمد بن حنبل کہتے ہیں ضعیف الحدیث ہے بخاری کہتے ہیں وہ روایات ثور میں تدلیس کرتا ہے۔

بخاری نے ایک روایت میں عطا بلا نسبت لکھا اور بعض نسخوں میں عبد الوہاب بن عطاء ہے مگر اسمیں نظر ہے صفحہ ۴۵۳ تہذیب جلد ۶

(۵۳) **عثمان بن عبد الرحمان طرایفی** کی روایتیں سنن ابو داؤد۔ صحیح نسائی۔ ابن ماجہ میں موجود ہے تہذیب التہذیب میں ہے قال البخاری یروی عن قوم ضعاف ضعیف لوگوں سے روایت کرتا ہے۔ یہ مجہول لوگوں سے مناکیر کی روایت کرتا ہے بہت سی عجیب روایتیں اسکے پاس ہیں۔ یہ عجائب مجہولین کی وجہ سے ہے وفات ۲۰۳ھ ازدی کہتے ہیں وہ متروک ہے۔ ابن نمیر کہتے ہیں کذاب ابن حبان کہتے ہیں وہ ضعیفوں سے روایت کرتا ہے اور پھر تدلیس کرتا ہے صفحہ ۱۵۳ جلد ۷

(۵۴) **عثمان بن احمد عجلی**۔ (۵۵) **عکرمہ بن خالد بن عاص بن ہشام** بن مغیرہ بن عبد اللہ۔ بن عمر۔ بن مخزوم قریشی کی روایت بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی

نسائی میں موجود ہے۔ بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ ابن عباس سے نہیں سنا دگر روایت موجود)

عکرمہ بن خالد ایک دوسرے بھی ہیں عکرمہ بن خالد بن سلمہ بن عاص بن ہشام مخزومی ابن معین کہتے ہیں لیس بشئی بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہے نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے ص۲۶۲ جلد ۷

(۵۶) عطیہ بن سعد عوفی جنکے حالات میں اسقدر تحقیقات کی گئی انکی روایتیں بخاری کے ادب مفرد اور سنن ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ میں موجود ہیں۔ بخاری کہتے ہیں عطیہ۔ ابوہارون بسر بن حرب برابر ہیں ص۲۲۵ تہذیب جلد ۷

(۵۷) عقبہ بن عبداللہ رفاعی انکی روایت ترمذی میں ہے ابن معین کہتے ہیں لیس بثقۃ۔ عمرو بن علی کہتے ہیں وہ ضعیف تھا واہی الحدیث حافظ نہ تھا۔ بہت سے مشہور محدثین سے مناکیر کی روایت کرتا ہے جس سے اونکی موضوعیت ظاہر ہے السلطان ظل اللہ کے یہی راوی ہیں جو غیر محفوظ ہے ص۲۴۷ جلد ۷

(۵۸) عکرمہ بن عمار انکی روایتیں تعلیقات بخاری اور صحیح مسلم اور کتب اربعہ میں موجود ہیں بخاری کہتے ہیں مضطرب الحدیث ہے۔ جو روایتیں یحیٰی بن ابی کثیر سے نقل کرتا ہے اوس میں اضطراب ہے۔ اکثر وہم کرتا اور تدلیس بھی وکان کثیر الغلط ص۲۶۳

(۵۹) علی بن غالب مصری (۶۰) علی بن غراب کی روایتیں نسائی ابن ماجہ میں موجود ہیں احمد بن حنبل انکو مدلس کہتے ہیں مگر اسکے ساتھ وہ صدوق تھا۔ ابوداؤد کہتے ہیں وہ ضعیف تھا لوگوں نے اوسکی روایتیں ترک کر دی تھیں عیسیٰ بن یونس کہتے ہیں ملوگ اوسکو مسوؤی کہتے ہیں ہم اوسکی حدیثیں نہیں لکھتے ہیں۔ نسائی کہتے ہیں وہ تدلیس کیا کرتا تھا۔

امام خطیب کہتے ہیں ہمارے خیال میں سب طعن اسوجہ سے ہے کہ وہ شیعہ تھا

کیونکہ سب نے اوسکو وصف کیا ہے ساتھ صدق کے حسین بن ادریس نے محمد بن عبداللہ بن عمار سے پوچھا کہ علی بن غراب کیسا ہے کہا صاحب حدیث تھا اور بصیر۔ ہمنے کہا تمنے ضعیف نہین کہا تھا۔ کہا گو وہ شیعہ تھا (یہی وجہ ضعف ہے) اور ہم کسی بصیر بالحدیث کی روایت نہین چھوڑتے جب تک وہ تشیع نہو۔ اور اوس سے نہین روایت کرتے جو بصیر بالحدیث نہو اگرچہ وہ افضل ہو فتح سے ابن خالع کہتے ہین وہ کوفی شیعہ تھا صت ۳ جلد ۷

(۷۱) عمر بن علی مقدمی تمامی صحاح ستہ مین انکی روایتین موجود ہین۔ ابن معین کہتے ہین وہ تدلیس کرتا تھا ہمنے اوس سے کچھ نہین لکھا کان یدلس تدلیسا شدیدا صت ۴۸۵ جلد ۷۔

(۷۲) عمرو بن عبداللہ ابو اسحاق سبیعی۔ انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین نہایت مقدس راوی ہین جتنی احادیث فضائل صحابہ مین وارد ہین سب کے گویا یہی راوی ہین۔ دو برس باقی تھا خلافت عثمان سے کہ یہ پیدا ہوا مگر عثمان و جناب امیر سے روایت کرتا ہے۔ شمر بن ذی الجوشن اور عمر بن سعد سے بھی روایت کرتا ہے مگر بجائے شمر کے ذی الجوشن کا نام لیتا ہے افسد حدیث اھل الکوفۃ الاعمش و ابو اسحاق یعنی للتدلیس صت ۶۶ جلد ۸

بوجہ تدلیس اعمش اور ابو اسحاق نے تمامی اہل کوفہ کی حدیثون کو فاسد کر دیا مگر خود ابن حجر لکھتے ہین کہ لوگون نے سچا مگر انکی روایتین قبول کی ہین۔ تفصیلی حالات کیلئے تنقید بخاری جلد ۵ ملاحظہ ہو اور الآل والاصحاب حصہ دوم صت ۴۸۔

(۷۳) عیسی بن موسی المعروف بغنجار من اہل بخارا انکی روایتین تاسیخ بخاری اور ابن ماجہ مین موجود ہے تہذیب التہذیب جلد ۸ صت ۲۳۳ مین ہے۔ یروی عن المجاھیل والکذابین اشیاء کثیرۃ حتی غلب علی حدیثہ المناکیر۔ یعنی مجہولون اور کذابون سے روایت کرتا ہے بہت سی حدیثین بیان کیا مگر

کہ اسکی حدیثون پر غالب آگیا مناکیر کیونکہ وہ بہت روایت کرتا ہے ضعفا اور متروکین سے اوسکی رواتیون مین احتیاط کرنی لازم ہے امام حاکم کہتے ہین کہ وہ سوا ایسے جھوٹون سے جو نہین پہچانے جاتے اون سے بہت سی منکر حدیثین روایت کی ہین بخاری نے انکی حدیثین روایت کی ہین وہ تدلیس کرتے تھے ثقات سے دارقطنی کہتے ہین وہ لاشی ہین بیہقی کہتے ہین اوس مین ضعف تھا۔

(۴۰) قتادہ تابعی مشہور ان کا حال مودۃ القربی مین تفصیل سے لکھا گیا ہے یہ بڑے راوی تفسیر ہین یہ خلقی اندھے تھے انکی روتیین تمامی صحاح ستہ مین موجود ہین کان یرمی بالقدر یہ قدریہ سے تھے۔ علی بن مدینی کہتے ہین جنسے یحیی بن سعید سے کہا کہ عبد الرحمن کا گمان ہے کہ وہ کسی ایسے راوی سے نہین کرتے جو بدعتی ہو اور بدعتیون کا سردار تو کہا پھر قتادہ۔ ابن ابی و داود عمر بن ذر کو بیان کر گئے اور اسی طرح چند داعیان بدعت کا نام لیا تو کہا اگر ہم انکو چھوڑ دین تو بہت سے لوگونکو چھوڑنا پڑیگا شعبہ کہتے ہین کہ قتادہ نے ابو العالیہ سے نہیں سنا بلکہ اوسکے بیٹے ابی حرب سے سنا تھا یہ حدیث قتادہ کی اس سے کہ عورت بھی خواب مین محتلم ہوتی ہے صحیح نہین ہے وکان مدلسا علی قدر فیہ۔ یعنی قتادہ مدلس تھا اور قدری بھی تھا قال ابو داؤد حدث قتادہ عن ثلاثین رجلا فلم یسمع منہم صفحہ ۳۵۵ تہذیب التہذیب جلد ۸

یعنی ابو داؤد کہتے ہین قتادہ نے ایسے تیس شخصون سے روایت کی جنسے نہین سنا علی بن المدینی یضعف احادیث قتادہ عن سعید ابن المسیب تضعیفاً شدیداً۔ یعنی علی بن مدینی اون روایتونکی بہت تضعیف کرتے تھے جو قتادہ سعید بن المسیب سے روایت کرتے تھے۔

(۴۱) مبارک بن فضالہ بن ابو امیہ غلام ہین زید بن الخطاب برادر خلیفہ دوم کے انکی روایتین بخاری۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ سب کتابون

مین موجود ہین کان المبارکؔ یدلس امام احمد بن حنبل کہتے ہین یہ تدلیس کرتا تھا۔
ابن معین کہتے ہین وہ ضعیف تھا امام ابوزرعہ کہتے ہین یدلس کثیرا وہ بہت
تدلیس کرتا تھا قال ابن حبان کان یخطی ولم یکن بالحافظ فیہ ضعف
یحیی بن معین یقول مبارکؔ قدری۔ قال العجلی کتبت حدیثہ ولیس
بقوی جائز الحدیث لم یسمع من انس شیئًا کان یرسل عنہ ص۱۱ جلد۱۰
تہذیب

ابن حبان کہتے ہین وہ حدیث مین خطا کرتا تھا، حافظ نہین تھا وہ ضعیف تھا یحیی بن
معین کہتے ہین وہ قدری تھا عجلی کہتے ہین وہ قوی نہین ہے جائز الحدیث ہے
انس سے کچھ نہین سنا اور بطریق ارسال روایت کرتا ہے۔

(۶۶) محرز بن عبد اللہ یہ ہشام بن عبد الملک کے غلام ہین بخاری اور ابن ماجہ
اس سے روایت کرتے تھے کان یدلس یہ تدلیس کیا کرتا تھا ص۵۸ تہذیب جلد۱۰
(۶۷) محمد بن اسحق صاحب مغازی علم مغازی کے یہ پہلے مصنف ہین بخاری
مسلم سب نے انکی روایت لی ہے۔ ہشام بن عروہ کہتے ہین یہ ہماری زوجہ فاطمہ
بنت المنذر سے روایت کرتا ہے حالانکہ قسم بخدا اوسکو کبھی دیکھا بھی نہین امام مالک
کہتے ہین دجال من الدجاجلۃ یہ بھی ایک دجال ہے منجملہ دجالون کے مصعب
کہتے ہین کہ علاوہ حدیث کے اور بھی انپر طعن کیا گیا ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن نمیر کہتے
ہین کہ محمد بن اسحق پر الزام قدر کا بھی لگایا جاتا ہے حالانکہ وہ اس سے دور تھا
وانما اتی من انہ یحدث عن المجھولین احادیث باطلۃ۔ یعنی جو کچھ آفت ہے
اون احادیث پر جو مجہولون سے روایت کرتا ہے احادیث باطلہ سے امام احمد
کہتے ہین کہ جس روایت کا تنہا وہ راوی ہو نہ قبول کی جائے احمد کے سامنے اسکا
ذکر ہوا تو کہا وہ حدیث کا شایق تھا لوگون کی کتابون کو اپنی کتابون مین ملا لیتا
اور اوس سے حدیث کرتا کان ابن اسحق یدلس ابن اسحق تدلیس کرتا تھا۔
قال ابو عبد اللہ قدم ابن اسحق بغداد فکان لا یبالی عمن یحکی عن

الکلبی وغیرہ - وہ بغداد آیا تو اسکی پروا نہ کرتا کہ کس سے روایت کرتا ہی کلبی وغیرہ سب سے حدیث نقل کرتا -

یہی الزام تھا **عطیہ عوفی** پر کہ وہ کلبی سے روایت کرتا محمد بن اسحٰق امام المغازی بھی اوسکا شریک نقل آیا قال لم یکن یحتج بہ فی السنن امام احمد بن حنبل کہتے ہین وہ اس قابل نہین ہے کہ احکام مین اوس سے استدلال کیا جائے ابن معین کہتے ہین وہ ضعیف ہے قوی نہین ہے میمونی ابن معین سے روایت کرتے ہین کہ وہ ضعیف تھا اور امام نسائی نے کہا کہ قوی نہ تھا - اس نے ایک جماعت اہل مصر سے ایسی حدیثین روایت کین کہ دوسرون نے اون سے نہین لیا مغازی کی طرف اسی نے توجہ دلائی ابن مدینی کہتے ہین بڑا عیب اسمین یہ تھا کہ وہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے حدیثین لیا کرتا - ہشام اور مالک اسکی قدح کرتے سب سے بڑا عیب اس مین یہ تھا کہ غزوات رسول کے حالات مثلاً غزوہ خیبر کے حالات وہ یہود کی اولاد سے حدیثین لیتا اوس نے یہود سے اخذ کیا ہے صفحہ ۴۵ جلد ۹ تہذیب

(۲۸) **محمد بن اسمٰعیل بخاری** صاحب الصحیح مذکورہ ابن مندہ - ابن مندہ نے امام بخاری کو بھی اون لوگون مین ذکر کیا ہے جو تدلیس کرتے تھے مگر صاحب کتاب کہتے ہین یہ صحیح نہین ہے مگر حالات اوسکے جو علمائے رجال نے لکھے ہین وہ کافی ہین اونکی تدلیس پر - انپر جو اعتراض امام مسلم کو تھا اوسکی تصریح کتاب صحیح مسلم مین موجود ہے تہذیب التہذیب مین ہے کہ امام مسلم نے ان سے اپنی صحیح مین نہین روایت کیا ہے امام نسائی سے کسی نے علا و سہیل کے بارہ مین سوال کیا تو کہا وہ بہتر ہے فلیح سے باوصف اسکے اون دونون کی کتاب بہتر ہے

کتاب صحیح بخاری سے "

پہلے تو یہ مشہور تھا کہ امام شافعی اصح الکتب موطا امام مالک کو کہتے تھے اور علمائے مغرب صحیح مسلم کو افضل جانتے تھے صحیح بخاری سے مگر اب یہ تیسرا قول نکلا کہ

کتاب علاوہ سہیل اجود ہے کتاب صحیح بخاری سے۔
یہاں بھی پھروہی بات ہے کہ امام بخاری کہتے ہیں کہ ہمنے جس کسی حدیث کو اسمین لکھا تو اوسکے قبل غسل کرکے دو رکعت نماز پڑھی جسکی حقیقت تنقید بخاری جلد۳ اور جلد۲ میں کھول کر دکھائی گئی ہے۔
قال صالح جزرة قال لی ابو زرعة الرازی یا ابا علی نظرت فی کتاب محمد بن اسمعیل هذا اسماء الرجال یعنی التاریخ فاذا فیه خطاء کثیر۔
یعنی امام ابو زرعہ رازی کہتے ہین کہ ہمنے بخاری کی تاریخ کو دیکھا تو اوسمین خطاء کثیر ہے ص۵۵ تہذیب التہذیب جلد۹
تدلیس مین ان کا خاص درجہ ہے چنانچہ سابقاً عبد اللہ ابن ابی لہیعہ کے بارہ مین مرقوم ہوا کہ بخاری انسے روایت کرتے ہین مگر نام نہین لیتے اور یہی تدلیس ہے کہ راوی کا نام حذف کردین یا ایسے عنوان سے نام لین کہ معلوم نہ ہوسکے۔
(۶۹) **محمد بن حسین بخاری** ان سے بخاری نے چار حدیثین لی ہین بخاری سنن ابو داؤد سنن نسائی مین انکی روایت موجود ہے مگر یہ مدلس تھے ص۱۳۱ جلد۹
(۷۰) **محمد بن حازم ضریر اعمیٰ** انکی روایتین تمامی صحاح ستہ مین موجود ہے ابو معویہ ان کی کنیت ہے عبد اللہ بن احمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ حدیث اعمش مین مضطرب ہے مذہب انکا ارجا تھا یعنی مرجی تھا مدلس کان رئیس المرجیة بالکوفة کان حافظاً متقناً ولکنه کان مرجیا خبیثا کان ثقة کثیر الحدیث یدلس وکان مرجیا کان یدعو الیه ص۱۳۹ تہذیب جلد۹
اکثر تدلیس کرتا مرجی تھا مرجیہ کا رئیس تھا اس مذہب کی طرف لوگون کو دعوت کرتا مرجی خبیث تھا حدیثین بہت بیان کرتا مگر اومین تدلیس کرتا۔
(۷۱) **محمد بن شہاب زہری** المشهور المقبول قوله عند الائمة امام زہری مشہور امام ہین اون کا قول تمامی ائمہ کے نزدیک مقبول ہے مگر آہ بڑے

مدلس تھے تہذیب التہذیب میں ہے صفحہ ۴۴۵

پورا نام انکا محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ قریشی زہری ہے جنکے فضائل و مناقب سے کتابیں بھری ہوئی ہیں تابعین عظام سے ہیں عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن جعفر وغیرہ صحابی سے روایت کرتے ہیں ان کا لقب فقیہ و عالم حجاز و شام ہے احد الائمۃ الاعلام۔ تمامی صحاح ستہ انکی حدیثوں سے بھری ہوئی ہیں ولادت ۵۱ھ ہے اور وفات ۱۲۴ھ میں۔

خود بخاری کہتے ہیں دو ہزار حدیثوں کے راوی ہیں اور ابوداؤد دو ہزار دو سو حدیث بتاتے ہیں النصف منہا مسند وقدر مائتین من غیر الثقات۔

یعنی ہزار حدیث تو مسند ہے اور دو سو حدیثیں غیر ثقات سے ماخوذ ہیں امام احمد کہتے ہیں کہ زہری نے ابن عمر کو نہ دیکھا نہ کچھ اون سے سنا اسی طرح عبد اللہ بن جعفر کو بھی نہ دیکھا نہ اون سے کچھ سنا ذہلی کہتے ہیں مسعود بن الحکم سے بھی نہیں سنا اور ابو حاتم کہتے ہیں حصین بن عبد اللہ سلمی سے بھی نہیں سنا مگر سب کی روایتیں ان کے یہاں موجود ہیں یحیی بن سعید زہری اور قتادہ کے ارسال کو کوئی چیز نہیں سمجھتے اور کہتے وہ تو بمنزلہ ریح تھے صفحہ ۴۵۱ جلد ۹ التہذیب

(۱۷) محمد بن صدقہ سے امام نسائی روایت کرتے ہیں یہ بھی مدلس تھے۔

(۲۷) محمد بن عبد الرحمن الطفاوی ان کی روایت بخاری ابوداؤد ترمذی نسائی سب کے یہاں موجود ہے قال ابو زرعہ منکر الحدیث

قال ابو حاتم الرازی ایضاً ضعیف الحدیث صفحہ ۳۰۶ جلد ۹

امام ابو زرعہ کہتے ہیں منکر الحدیث ہے ابو حاتم رازی کہتے ہیں وہ ضعیف الحدیث ہے۔ علاوہ تدلیس کے یہ سب صفات بھی انمیں جمع تھے۔

(۳۷) محمد بن عجلان المدنی تاریخ بخاری و مسلم و کتب اربعہ میں انکی روایت موجود ہیں علاوہ اور صفات کے یہ صفت بھی ان میں تھی قدم صر

وصار الی الاسکندریۃ فتزوج بھا امرءۃ فاتاھا فی دبرھا فشکتہ الی اھلھا فشاع ذالک فصاحوا بہ فخرج منھا وتوفی بالمدینۃ سنۃ ثمان و

واربعین ص۳۴۳ جلد۹ تہذیب

کہ یہ مصر تشریف لے گئے وہان سے اسکندریہ گئے تو ایک عورت سے نکاح کیا اور اوسکے ساتھ وطی فی الدبر کا عمل کیا (پھر کیون نہ صحیح بخاری مین اس مضمون کی حدیثین لائی جائین) جبکی اوس عورت نے شکایت کی تو یہ خبر تمام شایع ہوئی آخر وہان سے نکلکر بھاگے اور مدینہ آئے جہان ۲۴۸ھ مین وفات کی۔

(۷۴) محمد بن عبد الملک واسطی کی روایت ابوداؤد ابن ماجہ کے یہان موجود ہے قال ابو داؤد لم یکن بمحکم العقل ص۳۱۶ جلد۹

کہ عقل اُنکی محکم نہ تھی مدلیس کے علاوہ یہ صفت بھی تھی۔

(۷۵) محمد بن عیسی بن سمیع انکی حدیث سنن ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ مین موجود ہے یہ غلام تھے معویہ کے وقد انکر علیہ حدیث مقتل عثمان وھو فی کتابہ عن اسمعیل بن یحیی بن عبید اللہ احد الضعفاء عن ابن ابی ذیب فرواہ علی سبیل التدلیس ص۱۳۳ جلد۲ میزان الاعتدال

روایت تو کرتے ہین ضعیف سے مگر اوسمین تدلیس کرتے ہین۔

تہذیب مین ہے قال عثمان الدارمی عن دحیم لیس من اھل الحدیث وھو قدری کہ عثمان دارمی کہتے ہین وہ اہلحدیث سے نہ تھا بلکہ قدری تھا ص۳۹۱ جلد۹

(۷۶) محمد بن عیسی بن الطباع انکی روایتین بخاری کی مولفات اور سنن ابوداؤد ترمذی و ابن ماجہ کے یہان موجود ہین ابوداؤد کہتے ہین قریب چالیس ہزار حدیثین اسکو حفظ تھین وکان ربما دلس اکثر تدلیس کیا کرتا تھا بخاری نے اس سے چند حدیثین روایت کی ہین ص۳۹۲ جلد۹

(۷۷) محمد بن محمد باغندی کنیت ابو بکر باغندی ہے کان مدلسا وفیہ شئی یہ مدلس تھا اور بھی کچھ اس مین تھا ابن عدی کہتے ہین یہ تو نہین کہہ سکتے ہین

کہ عمداً کذب بولتا تھا لکنہ خبیث التدلیس و مصحف ایضاً میزان الاعتدال صفحہ ۲۳۲

مگر خبیث التدلیس تھا اور تصحیف بھی کرتا

(۸۷) **محمد بن مسلم ابو الزبیر المکی** ان کی روایتوں سے صحاح ستہ مملو ہیں بڑے بڑے صحابہ سے راوی ہیں امام احمد بن حنبل اسکی تضعیف کرتے اور کانہ یضعف وھو لا یحسن ان یصلی یعنی یہ درست نماز بھی نہ پڑھ سکتا تھا نعیم بن حماد کہتے ہیں کہ ہشیم سے کہا ہمنے سنا ابو الزبیر سے تو امام شعبہ نے ہماری کتاب کو پھاڑ ڈالا شعبہ سے کسی نے پوچھا کہ تمنے ابو الزبیر کی حدیثیں کیوں ترک کردیں تو کہا ہمنے دیکھا کہ وہ وزن کرتا تھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا تھا یحیٰی سے روایت ہے کہ اوس نے ابن عمر کو نہیں دیکھا تھا (مگر اوس سے روایت کرتا تھا) شعبہ کہتے ہیں کہ ہم ابو الزبیر کے پاس تھے کہ ایک شخص نے کچھ سوال کیا اس نے رد کردیا تو جھٹ اوسپر ایک افترا کردیا ہمنے پوچھا تمنے یہ کیا تو کہا اس نے ہمکو غصہ دلایا تو ہمنے کہا جو تمکو غصہ دلائے اوسپر افترا کروگے اب ہم تم سے کچھ نہ روایت کرینگے۔ اس نے ابن عباس کو بھی نہیں دیکھا نہ عائشہ سے کچھ سنا نہ عبداللہ بن عمر کو دیکھا صفحہ ۴۴۲ جلد ۹ تہذیب

(۸۹) **مروان بن معاویہ فرازی** ان کی روایتیں بھی صحاح ستہ میں موجود ہیں علی بن ابی الولید کہتے ہیں واللہ ما رایت احیل للتدلیس منہ یعنی قسم بخدا اس سے بڑھکر کوئی نہ تھا جو تدلیس میں حیلہ کرتا عن ابی داؤد قال کان یقلب الاسماء وقال ابن ابی خیثمہ کان مروان یغیر الاسماء کان یحدثنا عن الحکم بن خالد بن ابی الحکم وانما ھو حکم بن ظھیر قال ابن معین وجدت بخط مروان وکیع رافضی فقلت لہ وکیع خیر منک فسبنی وقال الذھبی کان بہ عالماً لکنہ یروی عمن دب ودرج وکان فقیراً ذا عیال فکان اذا یعطون لبعض الذین یروی عنھم کانہ یجابیھم صفحہ ۹۸ جلد ۱۰ تہذیب

علی بن مدینی کہتے ہین کہ جو کچھ وہ روایت کرتا ہے معروفین سے اوس مین وہ ثقہ
ہے اور جو کچھ مجہولین سے کرتا ہے اوس مین ضعیف ہے ابن نمیر کہتے ہین کہ کسی
کو جیر مین جس سے ملاقات ہوجاتی اوسکی روایت یاد کر لیتا ابو حاتم کہتے ہین وہ سچا
ہے مگر بہت سے مجہول شیوخ سے روایت کرتا ہے لہذا اس مین جو عیب ہے
وہ ظاہر ہے بس شئی کوئی چیز نہین ہے ابن ابی داؤد کہتے ہین کہ یہ نامون کو
اولٹ دیتا ہے ابن معین کہتے ہین یہ نامون کو بدل دیتا ہے جس سے راوی کو
معلوم نہو سکے کس سے روایت ہے حکم بن قادر سے روایت کرتا ہے حالانکہ وہ
حکم بن ظہیر ہے ابن معین کہتے ہین کہ ہمنے اسکے خط سے لکھا یا کہ وکیع دمشقی
ہے تو ہمنے کہا وکیع تجھسے بہتر ہے تو اوس نے ہمکو گالی دی ذہبی کہتے ہین عالم
تو تھا مگر ایسے لوگون سے روایت کرتا جنکا کوئی حساب نہین ـ یہ فقیر تھا اور جہان
تو جن لوگون سے یہ روایت کرتا رہتا اسکی امداد کرتے گویا کہ وہ روایت کرنیکا
صلہ دیتے ۔

دیکھئے عطیہ عوفی پر صرف یہی الزام تھا کہ وہ کلبی کا نام بدلکر ابو سعید کہتا اور روایت
کرتا اور یہان تو نہ معلوم کتنے لوگون کے نامون کو یہ شخص بدل دیتا ہے مگر تاہم
اوسکی روایت صحاح ستہ مین موجود ہے ۔

(۸۰) مسلم صاحب صحیح انکو ابن منذر نے مدلسین مین لکھا ہے [illegible]
یہ علتی لگ دی ہے اور وہ حکم ابن مندہ ہے اب جو لوگ جلالت قدر ابن مندہ
سے واقف ہین وہ سمجھتے ہین کہ اون کا حکم کیسا ہے ۔

ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب مین لکھتے ہین کہ صحیح مسلم کو وہ درجہ ملا جو کسی
کو نہین ملا یہانتک کہ اکثر لوگ اوسکو صحیح بخاری پر بھی تفضیل دیتے ہین کیونکہ یہ حدیث
کے سب طرق کو یکجا جمع کرتے ہین اور سیاق عمدہ سے لکھتے ہین اور راوا والفاظ پر
محافظت کرتے ہین بغیر اسکے کہ اوسکو قطع کرین اور روایت بالمعنی کرین (بخاری
بہتر یہ سب حدیث کی تقطیع [illegible]) بہت سے علماء اندلس نے اس روش پر [illegible]

مگر یہ درجہ کسی کو نہین ملا تو خدا ہی ہے جو جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔
اسکے سبب موت مین یہ لکھا ہے کہ مجلس مذاکرہ مین ایک حدیث ان سے
پوچھی گئی جسکو وہ نہ بتا سکے تو گھر آئے اور اوسکی تلاش کرنے لگے ایک شخص نے
ایک طبق خرمون کا رکھا وہ کھاتے جاتے اور تلاش کرتے جاتے یہانتک کہ ادہر
خرما تمام ہوا ادہر وہ حدیث ملگئی اسی سے انکی موت ہوئی صـ۱۲۷ جلد ۱۲ تہذیب۔
یہ بھی عجب بات ہے کہ یہ شاگرد ہین بخاری کے مگر ایک روایت بھی اون سے
صحیح مین نہ لی مسلم کے شاگرد ترمذی ہین اونھون نے بھی صرف ایک حدیث
انکی ترمذی مین لکھی۔

(۸۱) مغیرہ بن مقسم ضبی انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین تہذیب التہذیب
مین ہے کان یدلس فکنا نکتب عنہ الا ما قال حدثنا ابراہیم وکان عثمانیا
یعنی بڑا مدلس تھا ہم اس سے حدیثین نہ لیتے جبتک نہ کہتا حدثنا ابراہیم۔ مذہب
اسکا ناصبی تھا عثمانی تھا دشمن جناب امیرؑ ابن حبان کہتے ہین مدلس تھا اسمٰعیل
قاضی کہتے ہین وہ قوی نہ تھا جس سے سنا تھا اوس مین بھی تدلیس کرتا چہ جائیکہ
جس وقت وہ بلا سند بطور ارسال حدیث کرے صـ۲۷۰ تہذیب التہذیب جلد ۱۰

(۸۲) محمد بن مصفی بن بہلول حمصی انکی روایتین سنن ابو داود۔ نسائی
ابن ماجہ کے یہان موجود ہے قال صالح بن محمد کان مخلطا وارجوا ان یکون صدوقا
وقد حدث باحادیث مناکیر۔ صالح بن محمد کہتے ہین اسکو اختلاط ہوگیا تھا اور
بہت سی منکر حدیثون کا راوی ہے ابو زرعہ دمشقی کہتے ہین کہ یہ تدلیس کرتے تھے
تدلیس تسویہ صـ۴۶۰ جلد ۹ تہذیب

(۸۳) مطلب بن عبد اللہ مخزومی۔ انکی روایتین سنن ابو داود اور کتب اربعہ
مین موجود ہے عائشہ سے روایت کرتے ہین حالانکہ اون سے ملاقات نہین ابن سعد
کہتے ہین کثیر الروایۃ ہین جبکہ مطلب نے تعقب کیا اور کہا عمر نہین بلکہ ابن عمر
سے سنا ہوگا زبیر بن بکار کہتے ہین وجوہ قریش سے تھے ابو زرعہ کہتے ہین حدیثین

اونکی ابوبکر و سعد سے سب مرسل ہین ص۱۹ جلد ۱۰ تہذیب

(۴۴) مصعب بن سعید میزان الاعتدال مین ہے حدث عن الثقات بالمناکیر ویصحف وھو حرانی ص۱۷۷ جلد ۳

یعنی ثقہ لوگون سے یہ منکر روایتین نقل کرتا ہے اور یہ حرانی تھا۔

(۴۵) مکحول دمشقی ان سے بخاری جزء القراءۃ مین اور مسلم اور کتب اربعہ مین انکی روایت موجود ہے امام اہل الشام تھے کان یری القدر یعنی مذہب ان کا قدری تھا۔ قال ابن حبان فی الثقات ربما دلس قال ابوبکر البزار روی مکحول عن جماعۃ من الصحابۃ عن عبادہ وام الدرداء وحذیفہ وابوہریرہ وجابر ولم یسمع منہم وانما ارسل عنہم ص۲۹۱ جلد ۱۰

یعنی اکثر تدلیس کرتے اور مکحول نے بہت سے صحابہ سے روایت کی ہے عبادہ۔ ام الدرداء۔ حذیفہ۔ ابوہریرہ۔ جابر سب سے روایت کرتا ہے اور کسی کو نہین دیکھا بطور ارسال روایت کرتے ہین۔

(۴۶) موسیٰ بن عقبہ اسدی آل زبیر کے غلام تھے انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین کتاب مغازی کے یہ مولف ہین ولم یکن بالمدینۃ اعلم بالمغازی منہ۔ ان سے بڑھکر کوئی شخص عالم علم مغازی مدینہ مین نہ تھا سمعت ابن معین یضعفہ یعنی ابن معین انکی بعض روایتون مین تضعیف کرتے اسمعیلی کہتے ہین موسی بن عقبہ نے زہری سے کچھ نہین سنا مگر سب سے روایت کرتا ہے ص۳۶۲ جلد ۱۰

(۴۷) میمون بن ابی شبیب ربعی بخاری ادب مفرد مین۔ مسلم مقدمہ مین اور سب اس سے روایت کرتے ہین ابن معین کہتے ہین وہ ضعیف تھا ابن خراش کہتے ہین جناب امیر سے اس نے کچھ نہین سنا ترمذی انکی حدیث کو صحیح کہتے ہین ص۳۸۹ تہذیب

(۴۸) میمون بن مہران رقی۔ ظفر الامانی مین مرانی لکھا ہے مگر تہذیب التہذیب مین جزری ابوایوب رقی لکھا ہے انکی تعریف مین کچھ لکھنا ہے کیا

عجمل علی عمی جناب امیرؑ کا دشمن تھا ان کا بیان ہے کہ پہلے ہم جناب امیرؑ کو افضل کہتے تھے مگر عمر بن عبد العزیز نے جب کہا ایّھما احب الیک رجل اسرع فی المال او رجل اسرع فی کف السیف فی الدماء فقال فرجعت ۔ کہ جس شخص نے مال میں زیادتی کی وہ بہتر ہے یا جس نے خونریزی میں تو ہم اس عقیدہ سے باز آئے کہ جناب امیرؑ افضل ہیں۔ عمر بن عبد العزیز کی طرف سے یہ جزیرہ کے خراج پر مقرر تھے اور وہیں کے قاضی رہے تھے۔ اسی وجہ سے مذہب بھی اون کا قبول کر لیا۔

انکی روایتیں بخاری مسلم سب کے یہاں موجود ہیں۔

ہاں مراتی ایک دوسرے شخص ہیں جنکا نام میمون بن موسیٰ مراتی ہے انکی روایتیں ترمذی ابن ماجہ کے یہاں موجود ہے لکنہ یدلس یہ بھی تدلیس کرتے امام نسائی کہتے ہیں قوی نہیں ہے ابن حبان نے ضعفا میں ذکر کیا ہے ساجی کہتے ہیں یہ تدلیس کیا کرتا صفحہ ۳۹۲ حصہ ۳۹۳

(۵۹) ہشام بن عروہ بن زبیر حضرت زبیر کے پوتے ہیں ابو المنذر انکی کنیت ہے جس سال جناب امام حسینؑ کی شہادت ہوئی اوسی سال انکی ولادت ہے تمامی علمائے اہلسنت کے سرآمد ہیں صحاح ستہ میں انکی حدیثیں درج ہیں امام مالک کا مذہب ۱ہ انکو ناپسند کرتے یہ تین مرتبہ کوفہ آئے پہلے تو کہا میرے باپ نے عائشہ سے روایت کیا ہے دوسری مرتبہ کہا اخبرنی ابی عن عائشہ تیسری مرتبہ کہا میرے باپ عائشہ سے بیان کرتے ہیں ہشام بن عروہ نے جب حدیث ام زرع کو بیان کیا جو صحیح بخاری میں ہے سات عورتوں کا قصہ تو ابو الاسود یتیم عروہ نے سال بھر اوس سے کلام نہ کیا ۔ ابو الاسود اس حدیث سے بہت تعجب کرتے تھے بلکہ اکثر اوقات سال بسال بھر اوس سے کلام نہ کرتے اور کہتے تھے ہشام کسی نے اس حدیث کو صحیح نہیں یعنی رسول اللہ سے اسکی روایت نہ کی ابو الحسن بن قطان کہتے ہیں قبل موت اسکو تغیر عارض ہوا مدینہ والوں نے اسکی روایت کو چھوڑ دیا تھا کیونکہ جن روایتوں کو اوس نے دوسرے لوگوں سے

سنا تھا اسکو اپنے باپ کی روایت صفحہ ۴۳ جلد ۱۱

(۵۰) ہشیم بن بشیر انکی روایتیں بھی صحاح ستہ میں داخل ہیں ابو معـ
انکی کنیت ہے اصل میں یہ بھی بخارا کے رہنے والے ہیں عجلی کہتے ہیں وہ تدلیس
کرتا تھا ابن سعد کہتے ہیں کثیر الحدیث ہے۔ یدلس کثیرا۔ اکثر تدلیس کرتا قال
الحربی کان یحدث بالمعنی یہ حدیث بالمعنی کرتے تھے یعنی الفاظ حدیث کو بدل کر
اپنے الفاظ میں بیان کرتے امام احمد بن حنبل کہتے ہیں ہشیم نے یزید بن زیاد سے
نہ عاصم بن حبیب سے۔ نہ عیینہ بن ابی المشرق سے نہ موسی جہنی سے نہ محمد بن
سے نہ حسن بن عبید اللہ سے نہ ابی خلدہ سے نہ سیار سے نہ علی بن زید سے
حدث عنہم۔ مگر سب سے روایت کرتے ہیں۔ ابن المبارک کہتے ہیں میں نے ہشیم
پوچھا تم تدلیس کیوں کرتے تھا حالانکہ تمکو حدیثیں بہت یاد ہیں تو ہشیم نے کہا دو بزر
نے تدلیس کی ہے اعمش۔ سفیان۔ امام حاکم کہتے ہیں کہ شاگردان ہشیم نے اتفا
کر لیا کہ اسکی اون حدیثوں کو نہ لیں جسمیں وہ تدلیس کرتا ہے۔ اس مطلب کو ہشـ
سمجھ گیا تو اب یوں بیان کرنا شروع کیا ہمسے حصین مغیرہ نے بیان کیا جب فا
ہوئے تو کہا کہ آج تو میں نے تدلیس نہیں کیا لوگوں نے کہا نہیں تب اوس نے کہا
حرف بھی مغیرہ سے نہیں سنا اور میں نے جو کہا حدثنا حصین تو مطلب یہ ہے کہ
سے سنا تھا رہا مغیرہ تو وہ غیر مسموع ہے میرے سے آخر میں تغیر ہو گیا تھا ا
کہتے ہیں کان مدلسا وکل شیئ عن جابر الجعفی مدلس الا حدیثین
جلد ۱۱۔

یعنی مدلس تھا اور جابر جعفی سے جو کچھ روایت کیا سب میں تدلیس ہے مگر دو
میں نہیں۔

اب اس سے بڑھکر کون تدلیس ہو سکتی ہے کہ جب شاگردوں نے سمجھ لیا کہ یہ
کرتا ہے تو اس نے ایسی تدلیس کی کہ کسی کو پتہ نہ چلا۔

ہاں عطیہ عوفی پر یہ الزام ہے کہ وہ کلبی کی کنیت ابو سعید قرار دیکر اوس سے

ے تو ہشیم بن بشیر اسمین بھی او سکے ہمراہ ہو گئے قال یحیی بن معین لم یلق
ابا اسحاق السبیعی وانما کان یروی عن ابی اسحق الکوفی وھو عبد اللہ
بن میسرہ وکنیتہ ابو عبد الجلیل فکناہ ھشیم کنیۃ اخری۔ یعنی ابو اسحاق
سبیعی سے ... روایت کرتا ہے ابو اسحق کوفی سے جسکا نام عبد اللہ بن میسرہ تھا اور
کنیت ابو عبد الجلیل اس نے دوسری کنیت مقرر کی اور اوسی کنیت سے روایت
کی پھر جا ہے عطیہ عوفی کی تدلیس سے اسکی تدلیس بڑھ گئی یا نہیں۔

(۹۱) ولید بن مسلم دمشقی انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین یہ بنی امیہ کے
غلام تھے اور گمان ہے کہ ابنی عباس کے غلامون سے تھے عالم شام ان کا لقب
تھا۔
مروزی کہتے ہین کہ ولید کثیر الخطا تھا ابن معین کہتے ہین وہ احادیث اوزاعی کو ابی السفر
سے لیتا ہے اور وہ کذاب تھا۔ ولید بن مسلم حدیث اوزاعی کو کذابین سے لیتا
پھر تدلیس کرتا۔ دارقطنی کہتے ہین وہ ارسال کرتا وکانت لہ منکرات بہت سی
حدیثین اسکی منکر ہین رصفحہ ۱۵۵ جلد ۱۱ تہذیب

(۹۲) ولید بن مسلم عنبری انکی روایتین بخاری کے جزء القراءۃ اور صحیح مسلم
اور سنن ابو داؤد و سنن نسائی مین موجود ہے اور مدلس تھے۔

(۹۳) لاحق سدوسی میزان الاعتدال مین ہے کان کذابا افاکا منہ
بھی بڑا کاذب افاک تھا ابن معین کہتے ہین مضطرب الحدیث تھا ایسی حدیثین روایت
کرتا کہ اوس سے معلوم ہوتا وہ شیعہ ہے پھر ایسی حدیثین روایت کرتا کہ معلوم ہوتا
وہ ناصبی ہے صفحہ ۱۷۱ جلد ۱۱ تہذیب۔

(۹۴) یحیی ابو خباب کلبی نام یحیی بن ابی حیہ ابو خباب کلبی ہے سنن
ابو داؤد و ترمذی نسائی مین ان کی حدیثین موجود ہین قال ابن حبان کان
ضعیفا فی الحدیث کان یحیی بن سعید یتکلم فیہ کان یحیی القطان
یضعفہ ... کان یدلس وافسد حدیثہ بالتدلیس کان یحدث

جا لم یسمع قال معروف بن علی ما تروکۃ الحدیث ہو وقال فی موضع آخر

لیس بالثقۃ یدلس صفحہ جلد ۱۱

ابن حبان کہتے ہین حدیث مین ضعیف تھا یحیی بن سعید اوسکے بارہ مین کلام کرتے تھے اور اوسکو ضعیف جانتے اور کہا کہ وہ تدلیس کرتا تھا اوسکے حدیثون کی اسی تدلیس نے فاسد کر دیا۔ ایسی حدیثین بیان کرتا جنکو سنا بھی نہ تھا نسائی کہتے ہین وہ ثقہ نہین ہے تدلیس کرتا ہے۔

(۵۷) **یحیی ابن سعید انصاری**۔ انکی حدیثین صحاح ستہ مین موجود ہین۔ یہ قاضی تھے مدینہ کے رہنے والے یقال انہ کان یدلس صفحہ ۲۲۳ جلد ۱۱

انکے حالات بہت طویل ہین اور بہت سے فضائل و مناقب انکے بیان کئے گئے ہین مگر آخر مین یہی ہے کہ وہ تدلیس کرتے واما یحیی بن سعید فکان یحفظ ویدلس۔ یعنی حافظ حدیث تو تھے مگر تدلیس کرتے۔

(۵۸) **یحیی بن ابی کثیر** انکی روایتین بھی صحاح ستہ مین موجود ہین انکے کلام ابن حبان یہ ہے کان یدلس فکلما روی عن انس فقد دلس عنہ لم یسمع من انس ولا من صحابی صفحہ ۲۶۹ جلد ۱۱

یعنی یہ تدلیس کرتا جو کچھ انس سے روایت کرتا اوس مین تدلیس کرتا نہ انس سے کچھ سنا نہ کسی دوسرے صحابی سے۔

قاضی یحیی بن اکثم چونکہ یحیی کے نام کی بحث تمام ہوئی لہذا کچھ حالات انکے بھی بن لینا چاہیے کیونکہ آپنے اکثر مجالس مین سنا ہوگا کہ جب مامون خلیفہ نے اپنی بیٹی ام الفضل کا عقد کرنا چاہا جناب امام محمد تقیؑ سے تو عباسیون نے مخالفت کی اور حضرت سے مناظرہ کیلئے ایک مجلس منعقد کی جسمین یہی قاضی یحیی بن اکثم بلایا گیا اور حضرت سے مناظرہ ہوا جسمین حق تعالی نے حق کو واضح کیا حالانکہ جناب امام محمد تقیؑ کا سن ۹ برس کا تھا جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے مگر وہ ایسا مبہوت ہوا کہ کچھ جواب نہ بن پڑا۔

قاضی یحیی بن اکثم

یہ قاضی یحیی بن اکثم بڑے علمائے اہلسنت سے ہین انکی روایت صحیح ترمذی مین
موجود ہے مگر ابن حجر عسقلانی تہذیب مین لکھتے ہین کہ حفص بن غیاث سے کل
دس حدیثین سنی تھین مگر کل روایتون کو اوسکی لکھ لیا۔ ابن معین کہتے ہین کہ یحیی بن
اکثم کہتا تھا مینے ابن المبارک سے چار ہزار حدیثین لکھین مگر ابن معین لکھتے ہین کہ
ہزار حدیث بھی نہ سنی۔ ابن معین کہتے ہین کہ یحیی بن اکثم کان یکذب وہ جھوٹھ بولا کرتا تھا
مصر مین آیا تو وراقین یعنی جلدبندون سے اصول کتب کو خرید لیا اور کہا کہ مجھکو اجازت
دو۔ ابو عاصم کہتے ہین یحیی بن اکثم کذاب وسمعت اسحق بن راهویه یقول
ذلک الدجال یعنی یحیی بن اکثم یحدث عن ابن المبارک۔ یعنی اسحق
بن راہویہ اسکو دجال کہتے۔ خیر از خفاف رازی سے بیان کرتے ہین کہ ہم اور
داؤد بن علی دس مسئلہ لیکر اسکے پاس گئے تو پانچ کا جواب دیا چھٹا کا جواب دیرہے
تھے کہ ایک خوبصورت لونڈا آیا اوسکو دیکھکر اس مین اضطراب پیدا ہوا تو داؤد
نے کہا اب چلو کہ اسکی عقل مختل ہو گئی حسین بن فہم کہتے ہین کہ ہم اپنے باپ کے
ساتھ قاضی صاحب کے پاس تھے اور سلیمان شاذکونی ہر بات مین اوسکا معارضہ
کرتا یحیی نے ابو ایوب سے کہا کہ سلیمان بن حرب کا بیان ہے کہ بعض مشائخ بصرہ
حدیث مین جھوٹھ بولا کرتے ہین تو سلیمان شاذکونی نے کہا کہ وہی سلیمان بن حرب
جیسے کہتے تھے کہ بعض قضاۃ مسلمین ایسا فعل کرتے ہین جس سے خدا نے ایک قوم
پر عذاب کیا (قوم لوط۔ اشارہ ہے قاضی صاحب کے اس فعل شنیع کی طرف)
ابو العیناء کا بیان ہے کہ ہم مامون کے ساتھ تھے طریق شام مین تو اوس نے حکم دیا کہ
ندا دی جائے متعہ حلال ہے۔ صبح کو یحیی بن اکثم منہ بنائے ہوئے حاضر دربار ہوا
تو مامون نے پوچھا وجہ تغیر کیا ہے کہا اسلام مین یہ حادثہ پیش آیا کہ زنا حلال کر دیا
پوچھا کیونکر کہا متعہ زنا ہے جسپر مامون نے حکم دیا کہ منادی کی جائے متعہ حرام ہے۔
اسمعیل بن اسحق کے سامنے اسکا ذکر ہوا تو کہا یحیی نے وہ کام کیا ہے جسکا مثل و نظیر
اسلام مین نہین ہے اور اسی واقعہ کا ذکر کیا تو اوسپر ایک شخص نے قاضی صاحب کے

اون افعال کو بیان کیا جو مشہور تھے تو کہا معاذ اللہ کہ تکذیب باعمی وحاسد سے

اوسکی عدالت زائل ہو۔

متوکل خلیفہ نے اس سے ایک لاکھ اشرفی بطور جرمانہ وصول کیا جس سے یہ مکہ چلا گیا

جب اوسکو معلوم ہوا کہ متوکل راضی ہو گیا تو مکہ سے بقصد بغداد روانہ ہوا مگر ربذہ

پہونچکر مرگیا ۲۴۲ھ یا ۲۴۳ھ ص۱۸۳ جلد ۱۱ تہذیب

چونکہ ہمکو کسی خاص شخص سے بحث نہیں ہے لہذا مختصراً لکھا کہ معلوم ہو اہلسنت کو

کیسے کیسے پیشوا ملے ہیں چونکہ حرام کردہ خلیفہ دوم کو اسنے بیچ ماموں سے حرام کرایا

لہذا یانہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ درحقیقت متعہ کیا چیز ہے کیونکہ ایکدفعہ تو رسول اللہ نے

منادی کرا دیا تھا کہ متعہ کرو اور یحیی اوسکے خلاف ماموں کو بتا رہا ہے کہ متعہ تو زنا ہے۔

اور اسمعیل بن اسحق اس فعل کو ایسا سمجھتے ہیں کہ اس سے بڑھکر کوئی خدمت اسلام کی

نہیں ہو سکتی اگر کوئی کہتا ہے کہ وہ یہ کام کرتا تھا تو جواب ملتا ہے کہ اس سے اوسکی

عدالت نہیں زائل ہوئی۔ عدالت کیا ہے سد سکندری ہے کہ جو کام کرے وہ ٹوٹتی

نہیں صرف مخالفت حق اہلبیت ہونی چاہیے۔

قاضی یحیی بن اکثم کو علت ابنہ سے بچانے کیلئے ان محدثین نے بڑی کوشش

کی کیونکہ وہ امام ترمذی کے شیوخ سے ہیں مصرع نہان کے ماند آن رازے کزو سازند

محفلہا۔

وفیات الاعیان میں قاضی ابن خلکان نے بہت سی حکایات اسکی لکھی ہیں جس سے

معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً یہ اسمیں مبتلا تھے ملاحظہ ہو ص۲۱۲ جلد اول

امام احمد بن حنبل کے سامنے اس واقعہ کا ذکر ہوا تو اونھوں نے انکار کیا ایک مرتبہ

ذکر ہوا کہ قاضی بڑا حاسد تھا اگر کوئی فقیہ اوسکے سامنے جاتا تو حدیث کا ذکر کرتے

حافظ حدیث جاتا تو فقہ کا ذکر کرنے لگتے کہ کسی طرح وہ خجل ہو ایک دفعہ ایک مرد

خراسانی جو نہایت ذکی تھا اوسکے پاس گیا تو قاضی نے پوچھا تمنے کچھ حدیث

میں بھی دخل پیدا کیا ہے۔ اصول سے کیا کچھ حفظ کیا ہے۔ اوس نے کہا

شریک ابو اسحق سے راوی ہے کہ جناب پیغمبر نے ایک شخص لوطی کو سنگسار کیا یہ سنا تھا کہ قاضی صاحب خاموش ہو گئے پھر کچھ نہ پوچھا۔

خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ مسدہ کے دو لڑکے جو نہایت حسین تھے قاضی صاحب کے پاس آئے اونکو صحن میں ٹہلتے دیکھکر قاضی صاحب نے یہ اشعار پڑھے۔

یا ذائرینا من الخیام ۔ حیاکم اللہ بالسلام ۔ لم تاتیانی وبی نہوض ۔ الی حلال ولا حرام ۔ یحزننی ان وقفتما بی ۔ ولیس عندی سوی الکلام

اے ہمارے زائرو تم اوسوقت ہمارے پاس آئے ہو کہ جب ہم میں کسی قسم کی حرکت نہیں باقی رہی نہ حرام کی نہ حلال بجز اسکے کہ کلام کریں اسکے بعد اون دونوں لڑکوں کو بلا کر بٹھالا اور دیر تک اون سے مزاح کرتے رہے۔

احمد بن سلیمان حنفی روایت کرتے ہیں کہ قاضی صاحب کا کاتب ایک امرد نہایت حسین و جمیل تھا تو اوسکا قاضی صاحب نے بوسہ لیا لڑکے نے بوجہ خجالت قلم رکھدیا اوسوقت قاضی صاحب نے دو شعر لکھکر دیا کہ لکھو جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر بوسہ بازی سے تکو کراہت ہے تو چہرہ پر نقاب ڈالکر نکلا کرو۔

فصل مسکینا و تفتن ناسکا و تنزلو قاضی المسلمین معذبا

ایکدفعہ امون نے قاضی صاحب سے پوچھا کہ یہ شعر کس کا ہے قاض یری الحد فی الزناء ولا یری علی من یلوط باس کہ قاضی صاحب زنا کرنے پر تو حد جاری کرتے ہیں مگر بواطت کرنے میں اونکے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں سنکر قاضی نے کہا یہ اسی نا جراحمد بن ابی نعیم کا شعر ہے جو کہتا ہے لا احسب الجور ینقضی و علی الامۃ وال من آل عباس ۔ کہ ہم جانتے ہیں جبتک بنی عباس سے کوئی شخص بھی خلیفہ رہیگا تو ظلم و جور بند نہوگا۔ اس شعر سے مامون شرمندہ ہوا اور کہا اوسکو سندہ کی طرف نکالدینا چاہیے ملاحظہ ہو وفیات الاعیان ۔ وغایت صفحہ ۲۲

یہانتک ذکر اجمالی تھا قاضی یحیی بن اکثم اب پھر ہم بقیہ اسماء مدلسین کی شرح کرتے ہیں۔

(۹۷) یزید بن عبد الرحمان دالانی قال ابن حبان فاحش الوہم لا یجوز الاحتجاج بہ وکان مرجیا قصیا میزان الاعتدال ص۳۰۵
یعنی اسکی خطائین فاش ہین جس سے استدلال جائز نہین یہ مرجی تھا اور قصیر یہ اس روایت کا راوی ہے کہ حضرت ایکدفعہ سو گئے اوٹھکر نماز پڑہنے لگے لوگون نے کہا وضو تو نہین کیا تو حضرت نے فرمایا اگر لیٹ جاتے تو البتہ وضو لازم ہوتا۔

(۹۸) یزید بن ابی مالک انکی حدیث سنن ابوداود۔ نسائی۔ ابن ماجہ مین موجود ہین تہذیب مین ہے کہ یہ دمشقی قاضی ہین انکے اور انکے بیٹے خالد مین ہے ص۳۶۶ جلد ۱۱۔

میزان الاعتدال مین ہے من ائمۃ التابعین وھو صاحب التدلیس و ارسال عمن لم یدرک ص۳۰۶ جلد ۲
یعنی ائمہ تابعین سے ہے اور صاحب تدلیس وارسال ہے کہ جس سے نہین ملاقات ہوئی اوس سے بھی روایت کرتا ہے۔

(۹۹) یعقوب بن عطا ابن ابی رباح یہ قریش کے غلام ہین انکی روایتین سنن نسائی مین موجود ہین عمرو بن علی کہتے ہین کہ یحیی اور عبد الرزاق ان سے روایت نہ کرتے ابو طالب امام احمد سے روایت کرتے ہین کہ یہ منکر الحدیث ہے ابن معین ابو زرعہ۔ نسائی اسکو ضعیف کہتے ہین ساجی کہتے ہین کہ احمد اوسکو ضعیف کہتے اور ابن معین کہتے ہین وہ ایسا نہ تھا ص۳۹۳ جلد ۱۱

(۱۰۰) ابو اسرائیل الملائی اسمعیل بن ابی اسحق۔ نام اسمعیل بن خلیفہ عبسی ہے انکی روایتین ترمذی ابن ماجہ کے یہان موجود ہین یہ حضرت عثمان کو گالیان دیتے اسی وجہ سے ابن مہدی نے ترک کر دیا جوزجانی کہتے ہین مفتری زائغ۔ مفتری زائغ ہے ابو ولید اسکی تضعیف کرتے اور بہت سے اغلاط کا راوی ہے عقیلی کہتے ہین اسکی روایات مین وہم واضطراب ہے وکان رافضیا سبابا ص۲۹۵ جلد اول تہذیب

کہ یہ رافضی تھا اور مجھ گالی دینے والا ابو الولید طیالسی اسکے مجھ سے مخالف تھے۔

(۱۰۱) ابو حمزہ وقاشی واصل بن عبد الرحمان انکی روایتین صحیح مسلم۔ صحیح نسائی کتاب القدر ابو داؤد وغیرہ مین موجود ہین ان کا خطاب سید الناس ہے ابن سعد کہتے ہین اسمین ضعف تھا۔ بخاری کہتے ہین جو روایتین حسن سے بیان کرتا ہے اوس مین لوگ کلام کرتے ہین ص۱۰ تہذیب جلد ۱۱

(۱۰۲) ابو سعد البقال سعید بن المرزبان انکی روایتین بخاری کے ادب مفرد مین موجود ہین امام ذہبی کہتے ہین وہ ضعیف تھا قال الذہبی مات سنة بضع واربعین ومائة وما علمت احدا وثقه خلاصہ تہذیب الکمال ص۱۴۰ امام ذہبی کہتے ہین ۱۴۰ کے قریب وفات ہے ہم جہانتک جانتے ہین کسی نے اسکی توثیق نہین کی۔

میزان الاعتدال مین ہے کہ انکی روایتین صحیح ترمذی و ابن ماجہ مین موجود ہین۔ یہ غلام تھے حضرت حذیفہ کے۔ ابن معین کہتے ہین اسکی حدیثین نہ لکھی جائین ابو زرعہ کہتے ہین صدوق ہے مگر مدلس ہے بخاری کہتے ہین منکر الحدیث ہے ص۳۶۹ جلد اول

(۱۰۳) ابو قلابہ عبد اللہ بن زید ابو قلابہ جرمی انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین تہذیب التہذیب مین ہے وکان یحمل علی علی ولم یروعنه شیئا۔ یعنی جناب امیر پر بہت حملہ کرتا اور حضرت سے کوئی حدیث بھی روایت نہ کرتا ابن التین شارح بخاری کہتے ہین کہ ابو قلابہ فقہا و تابعین سے نہ تھا بلکہ هو عند الناس معدود فی البلة کہ وہ فقہا و تابعین سے نہ تھا بلکہ اکثر لوگون کے نزدیک وہ بلہ احمق سمجھا جاتا۔

میزان الاعتدال مین ہے امام شہیر من علماء التابعین امام مشہور علماء

تابعین سے ثقۃ فی نفسہ الا انہ یدلس عمن لحقھم وعمن لم یلحقھم و
کان لہ صحف یحدث منہا ویدلس - یعنی فی نفسہ تو ثقہ ہے مگر یہ کہ وہ تدلیس
کرتا ہے اون لوگون مین بھی جنسے ملاقات ہوئی اور جنسے ملاقات نہین ہوئی اور تدلیس
کرتا ہے صفحہ ۳۶ جلد ۲

مولوی عبد الحی صاحب بعد نقل ان اسماء مدلسین کے لکھتے ہین یہ وہ مدلسین ہین
جنکو حلبی نے لکھا اور ان کا حال پورا میزان الاعتدال - تہذیب التہذیب - تہذیب الکمال مین
دیکھئے (جسکا خلاصہ یہان لکھدیا گیا ہے) حلبی نے آخر رسالہ مین لکھا ہے کہ یہ نہ سمجھو
یہ کل مدلسین برابر ہین کہ جو روایت کرین اوسکے قبول کرنے مین توقف کیا جائے
جبتک وہ تصریح بسماعت نہ کرین بلکہ انکے درجات متفاوت ہین حافظ علائی لکھتے
ہین اول طبقہ تو وہ ہے جو تدلیس کے ساتھ شاذ ونادر موصوف کیا جائے جس سے
مناسب ہے کہ وہ اس سے خارج کئے جائین مثل یحیی بن سعید انصاری و ہشام
بن عروہ - موسیٰ بن عقبہ کے - دوسرا طبقہ وہ ہے جسکی تدلیس کو ائمہ نے
قبول کر لیا ہے اور صحیح مین اوسکی حدیث کو داخل کیا ہے اگرچہ وہ سماع کی تصریح
نہ کرے - جسکی یا وجہ یہ ہے کہ اوسکی امامت تسلیم کی گئی ہے - یا اس وجہ سے کہ
تدلیس اوسکی بہ نسبت روایت کے کم ہے - یا یہ وجہ ہے کہ وہ تدلیس کرتا ہے تو ثقہ
ہین (مگر یہ وجہ بالکل غیر معقول ہے) مثل زہری - اعمش - اسحق - ابراہیم کوفی - اسمعیل
بن خالد - سلیمان تیمی - حمید طویل - حکم بن عتیبہ - یحیی بن ابی کثیر - ابن جریج - ثوری
ابن عیینہ شریک و ہشیم وغیرہ کے کہ ان لوگون کی حدیثین صحیح مین بہت زیادہ
ہین جسمین انکی تصریح نہین ہے کہ اونھون نے سنا - تیسرا طبقہ وہ لوگ ہین جنکی
روایت مین توقف کیا گیا تو وہی روایتین اونکی لی گئین جسمین اونھون نے تصریح
کی سماع کی اور دوسرے لوگون نے اونکی روایتونکو یون بھی قبول کر لیا مثل حسن
قتادہ - ابی اسحق سبیعی - ابی الزبیر مکی - ابو سفیان طلحہ عبد الملک بن عمیر وغیرہ کے
چوتھا طبقہ وہ ہے جسکی حدیثین نہین قبول کی جاتین جبتک تصریح سماع نہ کرین

اسوجہ سے کہ تدلیس اونپر غالب ہے ضعفا و مجہولین سے بہت روایت کرتے
ہین - مثل ابن اسحٰق - عقبہ - حجاج بن ارطاۃ - جابر جعفی - ولید بن مسلم - سوید
بن سعید کے **پانچوان طبقہ** وہ ہے جو تدلیس کے علاوہ اور کسی سبب سے
ضعیف ہوا تو حدیث اونکی رد کردی گئی کیونکہ اگر وہ سماعت کی تصریح بھی کرتے
تو اونکی روایت نہ قبول ہوتی مثل ابی جناب کلبی - ابو سعد بقال کے -

اقول یہ پوری عبارت مولوی عبد الحی صاحب کی ظفر الامانی ہین جس سے معلوم
ہوا کہ اگر **عطیہ عوفی** پر الزام تدلیس کا الزام ہے تو وہ بہت کم ہے جس سے شاید
طبقہ اولی مین داخل ہوسکین - اسی وجہ سے کسی طبقہ مین نام اونکا نہ لیا گیا -

اب تو غالباً مولوی مہدی علیخان صاحب مصنف آیات بینات کی آنکھیں کھل گئی ہون
کیونکہ اونکی اس تحقیقات کی بدولت کوئی امام الحدیث ایسا نہ بچا جس مین یہ عیب ہو
حتی کہ امام زہری اور امام اعمش جو تمامی محدثین کے علمی باپ ہین اور امام بخاری
و امام مسلم - و ابو داؤد و نسائی سب اس زد مین آگئے - اور اونکے ساتھ یہ بھی معلوم
ہوا کہ صرف مدلس ہی نہ تھے - بلکہ بہت سے حضرات کذاب و مفتری بھی تھے
جو خدا اور رسول پر افترا کرتے اور وضعی حدیثین بنایا کرتے - اہل محدثین نے اونکو
دجال کا خطاب دیا ہے کوئی شراب پیتا کوئی علت ابنہ مین گرفتار تھا کوئی وطی فی
الدبر کرتا کوئی کچھ کرتا -

یہ سب نتیجہ اسکا ہے کہ عطیہ عوفی پر بوجہ روایت ذات ذی القربی حقہ الزام
تدلیس و تشیع لگایا تھا جس سے خداوند عالم نے ایسے ایسے محدثین کو فضیحت کیا جنکی
روایات پر مذہب اہلسنت کا دارومدار ہے کہ وہ ایسے ایسے اوصاف کے راوی
تھے جسمین ایک دو نہین ہزارہا راوی ایسے ہین جو کھلم کھلا عدوے اہلبیت طاہرین
تھے جنپر سب و شتم کیا کرتے یہانتک کہ ابو قلابہ ایسا راوی ہے جسنے جوش عداوت
جناب امیر سے کسی حدیث کی بھی روایت نہ کی -

تحقیق اعمش کی تدلیس اب چونکہ اس بحث تدلیس کو ہم تمام کیا چاہتے ہین

لہذا لغوی معنی تدلیس سمجھ لینا چاہیے قاموس میں ہے التدلیس کتمان عیب
عن المشتری ومنہ التدلیس فی الاسناد وھو ان یحدث عن
الشیخ الاکبر ولعلہ ماراٰہ وانما سمعہ ممن ھو دونہ او ممن
سمعہ ونحو ذلک وفعلہ جماعۃ من الثقاۃ صفحہ ۲ مطبوعہ مصر
یعنی تدلیس کے معنی یہ ہین کہ جس چیز کو بیچتے ہین اوسکے عیب کو مشتری سے چھپا دین
اسی سے ہے تدلیس فی الاسناد کہ روایت کی اسناد مین تدلیس کرین اس طرح
کہ شیخ اکبر سے روایت کرین اور شاید اوسکو نہ دیکھا ہو اور سنا ہو ایسے شخص سے
جو اوس سے پست درجہ کا ہو اس طرح کی تدلیس ایک جماعت نے ثقاۃ سے
یعنی بہت سے محدثین اسکے مرتکب ہوے اور شرح نخبۃ الفکر علامہ ابن حجر عسقلانی
مین ہے واشتقاقہ من الدلس بالتحریک وھو اختلاط الظلام بالنور
سمی بذلک لاشتراکھما فی الخفاء صفحہ مطبوعہ مصر۔
تدلیس مشتق ہے دلس سے جسکے معنی ہین اختلاط ظلمت بنور چونکہ محدثین کی تدلیس
مین بھی یہی ہوتا ہے کہ امر حق مشتبہ ہو جاتا ہے لہذا اسکو تدلیس کہتے ہین۔
اور ظفر الامانی مین بھی یہی معنی بتائے گئے ہین اور اوسکی تشریح یون کی گئی ہے
ما اخفی عیبہ جسکا عیب چھپایا گیا ہو اوسکی چند قسمین ہین ایک تو تدلیس
فی الاسناد ہے کہ جس سے ملاقات ہوئی یا ہم عصر رہا اوس سے ایسی حدیث کی روایت
کرین جسکو اوس سے نہ سنا ہو مگر اس طرح روایت کرین کہ معلوم ہو خود اس شخص سے
سنا اسکے بعد بہت سے اقسام لکھے ہین جس سے ہم بوجہ اختصار نہین تعرض کرتے
ابتدائے تدلیس۔ اب آپکو ضرور حیرت ہوگی کہ پھر اس عیب مین اتنے محدثین
کیون مبتلا ہوے جنکی ایک مختصر فہرست آپنے ملاحظہ کی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ بلا صرف
اسوجہ سے نازل ہوئی کہ ان حضرات نے اہلبیت طاہرین کی متابعت چھوڑ کر
صحابہ کی متابعت کی جس سے اس بلا مین گرفتار ہوے۔ کیونکہ خشت اول چون
نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج بہت سچ ہے۔

تدلیس حضرت ابوبکر - ابتدا اس تدلیس کی حضرت ابوبکر سے ہوئی چنانچہ تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی مین ہے ص۵

قالت عائشۃ جمع ابی الحدیث عن رسول اللہ صلعم وکانت خمسمائۃ حدیث فبات لیلۃ یتقلب کثیراً قالت ۔۔۔ فقلت اتتقلب لشکوی او لشیء بلغک فلما اصبح قال ای بنیۃ ہلمی الاحادیث التی عندک فجئتہ بہا فدعا بنار فحرقہا فقلت لم حرقتہا قال خشیت ان اموت وہی عندی فیکون فیہا احادیث عن رجل قد ائتمنتہ ووثقت ولم یکن کما حدثنی فاکون قد نقلت ذلک فہذا لا یصح واللہ اعلم ص۵

کہ حضرت عائشہ بیان کرتی ہین میرے باپ نے رسول اللہ صلعم کی پانچسو حدیثین جمع کی تھین ایک رات جو سوئے تو بہت بے چین تھے ہمنے کہا کیون لوٹ پوٹ رہے ہو کوئی شکایت ہے یا کوئی خبر ملی ہے۔ صبح کو ابوبکر نے کہا بیٹی اون حدیثون کو لاؤ جنکو ہمنے جمع کیا تھا اوسکے بعد آگ منگائی اور سبکو جلا دیا اور وجہ یہ بتائی کہ ممکن ہے اون مین ایسے شخصون کی حدیثین جنسے جمع کی ہون جو غیر معتمد تھا اور اوسنے مطابق ارشاد رسول حدیث نہ بیان کی ہو لہذا ہم اسکے ذمہ دار ہونگے جو مناسب نہین لہذا ہمنے ان سب کو جلا دیا۔

اس حدیث مین حضرت ابوبکر تصریح فرما رہے ہین کہ ہمنے خود رسول اللہ صلعم سے سنکر کل حدیثون کو نہین جمع کیا تھا بلکہ دوسرے اشخاص سے جنکا نام نہین لکھا تھا کیونکہ اگر نام لکھے ہوتے تو اسکا خوف نہوتا کہ ہمنے کسی غیر معتمد سے لکھا ہو۔ اور یہی تدلیس ہے کہ شیخ اکبر بے واسطہ کسی اور دون کے روایت لیتین اور واسطہ کو حذف کردین لہذا معلوم ہوا کہ **تدلیس** کی ابتدا یہین سے ہوئی۔ اسی اصول پر بنا محدثین اہل سنت نے بھی اسکو جائز جانا کہ بحذف وسائط روایت کرین۔

قرین قیاس بھی یہی ہے کہ خلیفہ صاحب نے واسطہ کو حذف کر دیا ہو کیونکہ جب خود رسول مقبول زندہ تھے اور ہر وقت کے حاضر باش تھے پھر اسکی کیا ضرورت تھی کہ دوسرون سے لکھتے

تھا تو کب اسکا موقع تھا کہ اون لوگون کا نام لکھتے جنکے ذریعہ سے حدیث کو سنا تھا حالانکہ اوس زمانہ مین اسکا رواج بھی نہ تھا۔

اب نہ معلوم کہ حضرت ابو بکر نے جب اوس مجموعہ کو جلا دیا جو احادیث رسول کا ذخیرہ طیار کیا تھا تو یہ حدیث کہان سے گھڑی (اونکو) نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ۔ الائمۃ من قریش جو تمامتر قرآن کے خلاف ہے حالانکہ حضرت کی تصریح موجود ہے کہ ہم قرآن کے خلاف نہین کہتے ۔

چونکہ کتب کلامیہ مین عموماً اور کشف الظلمات وغیرہ مین اسکی تفصیلی بحث مذکور ہے لہذا اسکے متعلق مزید توضیح کی ضرورت نہین ۔ کیونکہ اسکو سب تسلیم کرتے ہین جناب سیدہ کا مطالبہ فدک از روے قرآن تھا اور ابو بکر کا انکار بہ سند حدیث جسکے خود وہ راوی ہین اور چونکہ وہ مدلس تھے کہ روایت مین تدلیس کرتے لہذا اونکی کل روایتین پایہ اعتبار سے ساقط ہوین اسی سے جناب امیر وعباس بتصریح حضرت عمر ان دونون صاحبون کو کاذب غادر خائن آثم جانتے جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے ۔

مولوی وحید الزمان صاحب نے جو خاتم علماء اہلحدیث کہلانے کے مستحق ہین اپنی انوار اللغات مین ایک فیصلہ اسکے متعلق لکھا ہے جو نہایت دلچسپ ہے ص۳۳ پارہ ۲۶

اسی حدیث سے ابو بکر صدیق نے استدلال کرکے حضرت فاطمہؑ کو آنحضرت کا ترکہ نہین دلایا پھر حضرت عمر نے اپنی خلافت مین حضرت علیؑ اور حضرت عباس کو انتظام کرنے کیلئے یہ جائداد حوالہ کردی انھون نے تقسیم کرانا چاہا تو حضرت عمر نے منظور نہین کیونکہ یہ جائداد اونکی ملک نہ تھی بلکہ اوسکی نگرانی اونکے سپرد کی گئی تھی تاکہ اسکی آمدنی اونھی کامون مین خرچ کرین جنمین آنحضرتؐ خرچ کرتے تھے اب قرآن شریف مین جو آیا ہے وورث سلیمان داؤد اور یرثنی ویرث ال یعقوب اس سے وراثت علمی اور نبوتی مراد ہے نہ وراثت مال مگر اس تاویل پر یہ آیت نہین بنتی وانی خفت الموالی من ورائی کیونکہ نبوت اور علم کو غلام لوگ سلب نہین کرسکتے تھے لیکن

اسکی توجیہ یون ہوسکتی ہے کہ غلامون سے یہ ڈر ہوتا ہے کہین جائداد کو متروکہ سمجھکر
اپنی ملک کرلین اور جن کامون مین مین خرچ کرنا تھا اون مین خرچ نہ کرین۔ مجمع البحرین
مین ہے کہ شیخ نے اس حدیث کی صحت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ قرآن کے مخالف
ہین کہتا ہون ثقۃ الاسلام نے امام جعفر صادق سے روایت کیا کہ عالم لوگ پیغمبرون
کے وارث ہین اور پیغمبرون نے ترکہ مین نہ درم کو چھوڑا نہ دینار کو بلکہ اپنی حدیثین
چھوڑین جس نے اونکو لیا اوس نے پورا حصہ لیا۔ مجمع البحرین مین ہے کہ یہ روایت
اگر صحیح ہو تب بھی اوس سے مطلق توریث کی نفی نہین نکلتی بلکہ اوسکا مطلب
یہ ہے کہ کسی پیغمبر نے نقد روپیہ ترکہ مین نہین چھوڑا اور آنحضرت پاس بھی وفات
کے وقت نقد ایک روپیہ بھی نہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ آپ کی زرہ ایک یہودی پاس
بعوض غلہ رہن تھی۔

الجواب حدیث ثقۃ الاسلام کا جواب تو کشف الظلمات حصہ سوم مین ہوچکا ہے
کہ راوی اسکا کذاب ودجال تھا اور بمقابلہ قرآن کوئی حدیث مسموع نہین۔ رہی
وہ تاویل جو دربارہ انی خفت الموالی کی تو اسکی رکاکت اسی سے ظاہر ہے کہ
غلام تو کسی شریعت مین بھی وارث نہین ہوتا جو اون سے ڈر ہو لہذا موالی سے مراد ابن عم
وغیرہ ہوسکتے ہین نہ لونڈی غلام تو بہرصورت وراثت ہی ثابت ہوتی ہے کہ ابن عم
وغیرہ وارث ہونگے اور حضرت کی دعا یہ تھی کہ وہ لوگ نہ وارث ہون بلکہ ہماری
اولاد وارث ہو تو بہرصورت وراثت ثابت ہوئی۔

رہی دوسری جو ابوبکر صاحب نے پیش کی الائمۃ من قریش تو ایسی بدیہی البطلان
ہے کہ اسکی بھی حاجت نہین کیونکہ رسول کی بعثت بغرض رفع اختلاف ہوتی ہے
نہ اس غرض سے کہ وہ اور بھی اختلاف کو بڑھا دین اور رفع اختلاف اوسی وقت
ہوسکتا ہے جبکہ رسول نص کردین چنانچہ خود معاویہ کا فیصلہ اس مادہ مین موجود ہے
ملاحظہ ہو عقد الفرید علامہ ابن عبدربہ صفحہ ۲۰۰ جلد ۲
ذکر ولادت زیاد وقال ابن حصین یعنی زیاد نے ابن حصین کو معاویہ کے پاس بطور

على معاوية فاقام عنده ما
اقام ثم ان معاوية بعث اليه
ليلاً فخلا به فقال له يا ابن حصين
قد بلغني ان عندك ذهناً
وعقلاً فاخبرني عن شيء اسالك
عنه قال سلني عما بدالك قال
اخبرني ما الذي شتت امر
المسلمين وملأهم وخالف بينهم
قال قتل الناس عثمان قال ما
صنعت شيئاً قال فسير علي
اليك وقتاله اياك قال ما صنعت
شيئاً قال فسير طلحة وزبير و
عائشة وقتال علي اياهم قال
ما صنعت شيئاً قال ما عندي
غير هذا يا امير المومنين قال
فانا اخبرك انه لم يشتت بين
المسلمين ولا فرق اهواهم الا
الشورى التي جعلها عمر الى
ستة نفر وذلك ان الله بعث
محمداً بالهدى ودين الحق ليظهره
على الدين كله ولو كره المشركون فعمل
بما امره الله به ثم قبضه الله
اليه وقدم ابا بكر للصلاة فرضوه

دفتر روانہ کیا وہ وہاں چند روز رہے تو ایک شب
معویہ نے اون سے تنہائی میں بات چیت کرنی شروع
کی معویہ نے کہا میں نے سنا ہے تم صاحب عقل و ذہن ہو لہذا
بتاؤ کہ امر مسلمین کو کس چیز نے اسقدر پریشان کیا اور کیوں
ایسا اختلاف اون میں پیدا ہوا۔

ابن حصین۔ حضرت عثمان کا اس طرح قتل ہونا

معویہ۔ اس سے تو کچھ بھی نہیں ہوا۔

ابن حصین۔ تو حضرت علی کا تم سے لڑنے کو آنا اور
تم سے جنگ کرنا اس کا باعث ہوا۔

معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہوا۔

ابن حصین۔ تو طلحہ۔ زبیر عائشہ کا حضرت علی
سے لڑنا اس کا باعث ہوا۔

معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہوا۔

ابن حصین۔ تو اور کچھ تو نہیں معلوم ہوتا۔

معویہ۔ ہم بتاتے ہیں یہ سارا فساد اوس شوریٰ کا
پیدا ہوا جسکو حضرت عمر نے قائم کیا کیونکہ خدا نے آن
حضرت صلعم کو ہدایت و دین حق کے ساتھ اسلئے
مبعوث کیا تھا کہ اس دین کو وہ تمام ادیان پر
غالب کرے اگرچہ مشرکون اس سے کراہت
کریں۔ چنانچہ حضرت نے اس کے مطابق
عمل کیا جب خدا نے آپکو اوٹھا لیا تو حضرت
نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کے لئے مقدم کیا
(جیسا کہ روایات اہلسنت میں ہے) لہذا

لامرہ بنا هم اذ رضیہ رسول
اللّٰہ صلعم لامر دینہم فعمل بسنۃ
رسول اللّٰہ صلعم وسار بسیرتہ
حتی قبضہ اللّٰہ واستخلف
عمر فعمل بمثل سیرتہ ثم
جعلها شوری بین ستۃ نفرا
فلم یکن رجل منہم الا رجاها
لنفسہ ورجاها لہ قومہ وتطلعت
الی ذلک نفسہ ولو ان عمر
استخلف علیہم کما استخلف
ابوبکر ما کان فی ذلک اختلاف

مسلمان بھی اون سے راضی ہوے اور اپنے
امر دنیا کیلئے اون کو مقدم کیا کیونکہ حضرت نے
امر دین کیلئے اون کو پسند کیا تھا جب ابوبکر
کا انتقال ہوا تو اونھون نے عمر کو اپنا خلیفہ
بنایا اور وہ مطابق سنت رسول و سیرت
ابوبکر عمل کرتے رہے مگر عمر نے مرتے وقت
اسکو شوری قرار دیا تو اب کوئی شخص
ان مین ایسا نہ رہا جسکی قوم و قبیلہ نے اسکی
آرزو نہ کی ہو اور ہر شخص نے اپنی گردن
بلند کی۔ اگر عمر بھی کسی کو مثل ابوبکر خلیفہ کر جاتے تو
کبھی یہ اختلاف نہ پیدا ہوتا۔

اسکے علاوہ خود قرآن مجید کا فیصلہ بمقابلہ دعاے حضرت ابراہیم خلیل اللّٰہ انی جاعلک
للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین۔ بتا رہا ہے
کہ ہرگز حضرت اس طرح کی حدیث نہین فرما سکتے تھے کہ امام قریش سے ہونگے کیونکہ یہی تو
دعا حضرت ابراہیم کی بھی تھی کہ ہماری اولاد سے بھی امام بنا خدا نے کہا کہ ہمارا عہد
ظالمون تک نہین پھونچ سکتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قریش جتنے تھے سب نسل حضرت
ابراہیم سے تھے تو پھر کیونکر رسول اللّٰہ صلعم ایسا فرما سکتے تھے کہ قریش سے امام ہونگے
جبکہ معلوم ہے حضرت جانتے تھے قریش سے ہزارون کافر و فاجر مین اور ہونگے۔
اسکے علاوہ قرآن مجید مین جابجا قریش کی شکایت موجود ہے۔
وکذب بہ قومک وھو الحق قل لست علیکم بوکیل سورہ انعام
پ ۷ ع ۱۴
تمھاری قوم نے اس قرآن کو جھٹلایا حالانکہ وہ بالکل حق ہے کہدو کہ مین تمھارا
داروغہ نہین ہون۔

ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومک منہ یصدون - سورہ زخرف
پ ۲۵ ع ۱۲

اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ کا حال بیان کیا گیا تو تمہاری قوم کے لوگ چلا کر ہنسنے
لگے -

وقال الرسول ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا -
اور کہا پیغمبر نے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا ہے -
پھر کب ممکن ہے کہ رسول اللہ عام طور پر اس قوم کی نسبت فرمائیں کہ الائمۃ
من قریش حالانکہ خود حضرت کی صحیح حدیث موجود ہے ھلاک امتی بید
اغیلمۃ من قریش - کہ ہماری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں سے ہوگی -
اصل یہ ہے کہ چونکہ انصار نے اپنی اجتماعی قوت کے بل پر چاہا تھا کہ خلافت
حاصل کریں - اسلئے خلیفہ اول نے یہ حدیث گڑھ لیا اور وہ اڑن چل گیا - جب
جناب سیدہ نے فدک کا مطالبہ کیا جو مطابق قرآن تھا تو جھٹ خلیفہ نے حدیث
نحن معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث بنا لیا حالانکہ نہ وہ حدیث رسول م
تھی نہ یہ -

غرض چونکہ خلیفہ مدلس تھے یعنی وہ سنتے تھے اور سے اور نسبت کرتے تھے رسول
کی طرف لہذا انکی کسی روایت پر اعتماد نہیں رہا اور یہی حکم ہے مدلس کے بارے میں
کہ اوسکی ساری روایتیں معرض خطر میں آجاتی ہیں -
سماع حدیث کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اخبرنا کہے یا حدثنا کہ مجھ سے فلاں نے
یہ بیان کیا یا یہ حدیث کیا نہ ایسا لفظ جس سے اسکا وہم ہو کہ خود اس نے سنا مثل
اسکے کہ کہے قال فلاں یا عن کہ اسمیں اسکی تصریح نہیں ہے کہ خود مجھے سنا - اور
دونوں روایتیں ابوبکر صاحب کی ایسی ہیں کہ کہا قال رسول اللہ نہ یہ کہ کہا ہو
حدثنی رسول اللہ یا اخبرنی رسول اللہ -
اب ہم خود حضرت ابوبکر کے قول سے ان دونوں روایتوں کی غلطی دکھاتے ہیں

جنکے وہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہم میراث پاتے ہیں نہ کسی کو میراث دیتے
ہیں اور امام قریش سے ہونگے اور کی عقد الفرید ابن عبد ربہ میں ہے صفحہ ۳ جلد ۲

عن حمید بن عبد الرحمن بن عوف عن ابیہ انہ دخل علی ابی بکرؓ فی
مرضہ الذی توفی فیہ فاصابہ مفیقا فقال اصبحت بحمد اللہ بارئا قال
ابوبکر اتراہ اللہ قال نعم قال اما انی علی ذلک لشدید الوجع و
لقیت منکم یا معشر المہاجرین اشد علی من وجعی انی ولیت امرکم
خیرکم فی نفسی فکلکم ورم من ذلک انفہ یرید ان یکون لہ الامر
ورایتم الدنیا مقبلة ولما تقبل وهی مقبلة حتی تتخذوا ستور
الحریر ونضائد الدیباج وتالمون الاضطجاع علی الصوف الاذری
کما یالم احدکم الاضطجاع علی الشوک السعدان واللہ لان یقدم احدکم
فتضرب عنقہ فی غیر حد خیر لہ من ان یخوض فی غمرة الدنیا الا
وانکم اول ضال بالناس غدا فتصدونهم عن الطریق یمینا وشمالا
یا هادی الطریق انما هو الفجر او البحر قال فقلت لہ خفض علیک
یرحمک اللہ فان هذا یہیضک علی ما بک انما الناس فی امرک
بین رجلین اما رجل رای ما رایت فهو معک واما رجل خالفک فهو
یشیر علیک برایہ وصاحبک کما تحب ولا نعلمک اردت الا
الخیر ولم تزل صالحا مصلحا مع انک لا تاسی علی شیء من الدنیا
فقال اجل انی لا آسی علی شیء من الدنیا الا علی ثلاث فعلتهن
ووددت انی ترکتهن وثلاث ترکتهن ووددت انی فعلتهن
وثلاث وددت انی سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عنهن فاما الثلاث التی فعلتهن ووددت انی ترکتهن فوددت
انی لم اکشف بیت فاطمة عن شیء وان کانوا اغلقوہ علی الحرب
ووددت انی لم اکن حرقت الفجاءة السلمی وانی قتلتہ شدیحا

او خلیته نجیحا وودت انی یوم سقیفة بنی ساعدة قذفت الامر فی عنق احد الرجلین فکان احدهما امیرا وکنت وزیرا یعنی بالرجلین عمر بن الخطاب وابا عبیدة بن الجراح واما الثلاث التی ترکتهن وودت انی فعلتهن فوددت انی یوم اتیت بالاشعث بن القیس اسیرا ضربت عنقه فانه یخیل الیّ انه لا یری شرا الا اعان علیه ووددت انی یوم سیرت خالد بن الولید الی اهل الردة اقمت بذی القصة فان ظفر المسلمون ظفروا وان انهزموا کنت بصدد لقاء او مدد ووددت انی وجهت خالد بن الولید الی الشام ووجهت عمر بن الخطاب الی العراق فاکون قد بسطت یدی کلتیهما فی سبیل الله واما الثلاث التی وددت انی اسال رسول الله صلی الله علیه وسلم عنهن فانی وددت انی سالته لمن هذا الامر من بعده فلا ینازعه احد وانی سالته هل للانصار فی هذا الامر نصیب فلا یظلموا نصیبهم منه ووددت انی سالته عن بنت الاخ والعمة فان فی نفسی منهما شیئا۔

یعنی عبد الرحمان بن عوف سے روایت ہے کہ جس مرض میں ابو بکر نے وفات کی جسنے اونکو مغموم ومہموم پایا تو عبد الرحمن نے کہا الحمد للہ آج تو تم اچھے معلوم ہوتے ہو ابو بکر نے کہا کیا ایسا تم پاتے ہو اوس نے کہا ہاں۔ ابو بکر نے کہا ہم خلیفہ ہوئے حالانکہ ہم تمسے افضل نہ تھے مگر تم سبکی ناک پھول گئی کہ کاش وہی خلیفہ ہوتا اور دیکھا تمنے کہ دنیا نے رخ کیا اور ابھی کیا رخ کیا ہے حالانکہ وہ رخ کرنے والی ہے کہ حریر کے پردے اور دیباکے تکیئے بناؤ اور صوف کے کپڑہ پر سونے سے ایسی تکلیف ہونے لگے کہ گویا تم کانٹوں پر سوتے ہو قسم خدا کی اگر تم قتل کروئے جاؤ بلا کسی عذر کے تو بہتر ہے اس سے کہ غمرۂ دنیا میں مبتلا ہو اور تم لوگ سب سے پہلے گمراہ کرنیوالے ہوگے کل کے روز کہ لوگوں کو داہنے بائیں گمراہ کرو عبد الرحمان کہتے ہیں کہ تمنے کہا

آہستہ رہو کیونکہ اس سے اور تمہارا ہیجان بڑھیگا تمہارے امر مین دو قسم کے لوگ ہین
یا تو وہ جو ہمراے ہے تو وہ تمہارا ساتھی ہے یا مخالف ہے تو وہ مشیر ہے اور جسکو تم
انتخاب کرتے ہو وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ تم پسند کرتے ہو اور تم ہمیشہ صلح و مصلح رہو
ہم جانتے ہین تم دنیا کے کسی امر افسوس نہ کروگے ۔ ابوبکر نے کہا ہمکو دنیا کے تین امور پر
افسوس ہے کہ کاش نہ کئے ہوتے اور تین امور پر افسوس ہے کہ کیون نہ کیا اور
تین امرون پر افسوس ہے کہ کیون نہ رسول اللہ سے پوچھا پہلی تین باتین جنکو کیا
اور افسوس ہے کہ اونکو کیون نہ چھوڑا ایک یہ ہے کہ کاش ہم بیت فاطمہؑ کا
کشف نہ کئے ہوتے اگرچہ جنگ ہی پر کیون نہ بند کیا جاتا دوسرے یہ کہ کاش فجاءہ
اسلمی کو نہ جلائے ہوتے یا تو قتل کئے ہوتے یا چھوڑ دئے ہوتے تیسرے بات یہ ہے
کہ بروز سقیفہ ہم خلافت کو عمر یا ابو عبیدہ کی گردن مین ڈالدئے ہوتے کہ ایک اون
مین سے امیر ہوتا اور ہم وزیر ہوتے رہی وہ تین باتین جنکو ہمنے چھوڑ دیا تو ایک
یہ ہے کہ اشعث بن قیس کو کیون چھوڑ دیا کاش اوسکی گردن مارے ہوتے کیونکہ
ہم دیکھتے ہین وہ ہر امر شر کی اعانت پر کمر بستہ ہوجاتا ہے (ابوبکر نے یہی نہین کیا کہ
اوسکو چھوڑ دیا ۔ بلکہ اپنی بہن ام فروہ کا نکاح اوس سے کردیا یہی اشعث بن قیس
اسکا باعث ہوا کہ جناب امیر جنگ صفین مین اسقدر تکلیفین پہونچین اور معاویہ کا
جادو چل گیا ۔ اسی اشعث کا بیٹا محمد بن اشعث جناب امام حسینؑ کے قتل مین شریک
ہوا اور اسکی بیٹی نے امام حسنؑ کو زہر دیا) دوسرے یہ کہ خالد بن ولید کو جب اہل ردہ
سے لڑنے بھیجا تو کاش ہم مقام ذی القصہ مین قیام کرتے تیسرے یہ کہ جب خالد کو وہان
بھیجا تھا تو عمر کو کاش جانب عراق روانہ کئے ہوتے کہ داہنے اور بائین ہاتھ پھیل جاتا ۔
رہی وہ تین باتین جنکے بابت ہم چاہتے تھے کہ رسول اللہ سے پوچھے ہوتے تو ایک
یہ ہے کہ پوچھے رسول اللہ سے آپکے بعد یہ امر خلافت کا ہے کہ پھر کوئی نزاع نہ کرتا ۔
دوسرے یہ کہ پوچھتے ہوتے آیا انصار کو بھی کچھ حق اسمین ہے کہ نہین تیسرے یہ کہ پوچھ
کر بھائی کی بیٹی اور پھوپھی کا میراث مین کیا حصہ ہے ۔

اب بتایئے خود ابوبکر نے اپنی روایتوں کو رد کردیا یا نہیں کیونکہ پہلا افسوس انکا اسپر ہے کہ کاش ہم کشف بیت فاطمہؑ نہ کئے ہوتے۔ تو اب وہ حدیث کیا ہوئی کہ حضرت نے فرمایا نحن معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث کیونکہ اگر خود رسول اللہؐ سے انھوں نے سنا ہوتا تو کیوں اسپر افسوس ہوتا بلکہ اور فخر کرتے۔

دوسرا افسوس انکا یہ ہے کہ ہمنے رسول اللہؐ سے نہ پوچھا آپکے بعد کون خلیفہ ہوگا پھر کیوں جنازہ رسول چھوڑکر آئے اور خلیفہ بنے۔ اور اگر رسول نے یہ فرمایا ہوتا کہ الائمۃ من قریش تو کیوں اسپر افسوس ہو کہ ہمنے رسول اللہؐ سے کیوں نہ پوچھا کہ انصار کو بھی کوئی حق ہے کہ نہیں۔ کیونکہ جب انکے پاس نص قطعی اس کا موجود تھا الائمۃ من قریش تو پھر انکو کیوں تردد ہونے لگا۔

اچھی طرح معلوم ہوا کہ ہرگز رسول کا یہ ارشاد نہ تھا نہ انھوں نے خود رسول اللہؐ سے سنا تھا بلکہ جس طرح جناب سیدہؑ کے حرمان کیلئے حدیث نحن معاشر الانبیاء گھڑ لی گئی جو بالکل مخالف قرآن ہے۔ اوسی طرح انصار کے مات کرنے کو حدیث الائمۃ من قریش بنائی گئی جو تمام تر قرآن واحادیث رسول کے خلاف ہے کیونکہ آیات قرآنی اور احادیث رسول اللہؐ پکار پکار کر مذمت قریش کر رہی ہیں پھر کیونکر ممکن ہے کہ رسول اللہؐ ایسی حدیث فرمائیں۔

اسکے علاوہ خود حضرت عمر کا فیصلہ اسکے خلاف ہے جو معاذ بن جبل کے خلافت کی تمنا کرتے ہیں جو قوم انصار سے تھے نہ قریش سے بلکہ سالم مولی ابوحذیفہ کی خلافت کا اظہار کر رہے ہیں جو قریشی کیسے عربی بھی نہ تھے بلکہ عجمی تھے۔

ابوبکر صاحب نے تو حدیث نحن معاشر الانبیاء کو صرف اسی ذریعہ سے نہیں باطل کیا کہ اسپر افسوس کیا کہ ہمنے کیوں کشف بیت فاطمہؑ کیا بلکہ تحریر اسکی لکھدی کہ فدک حق جناب سیدہؑ ہے جیسا کہ سیرۃ حلبیہ میں ہے ص۳۹۹ ج۳

وفی کلام سبط ابن الجوزی انہ رضی کتب لہا بفدک ودخل علیہ عمر فقال ما ھذا فقال کتاب کتبتہ لفاطمۃ بمیراثہا من ابیہا

فقال فماذا تنفق علی المساکین وقد حاربتک العرب کما تری ثم اخذ عمر
الکتاب فشقہ ۔ صفحہ ۳۰۰ جلد ۳

کلام سبط ابن جوزی مین ہے کہ ابوبکر نے ایک فرمان لکھدیا بہ واگذاشت فدک اتنے مین
عمر آگئے پوچھا کیا ہے۔ کہا یہ فرمان ہے جسکو مینے لکھا ہے فاطمہ کیلئے دوبارہ اوسکے
میراث کے پدر سے عمر نے کہا پھر تم عربون کو کہان سے دوگے حالانکہ دیکھ رہے ہو وہ تمسے
کیسے لڑ رہے ہین اسکے بعد عمر نے اوس فرمان کو لیا اور چاک کر دیا۔

اب فرمایئے اس سے بڑھکر کیا تدلیس ہو سکتی ہے کہ خود تو رسول اللہ سے روایت کرین
نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ اور پھر اوسکے بعد
جناب سیدہ کو اس میراث کے بارہ مین فرمان لکھین ۔ اور عمر اوسکو چاک کردین پھر اگر
اور رواۃ نے تدلیس کی تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے۔

دوسری تدلیس اب ہم ایک ایسی تدلیس دکھاتے ہین جسمین خلیفہ اول و دوم
اور اکثر صحابہ شریک تھے شاہ ولی اللہ صاحب اپنی مشہور کتاب قرۃ العینین فی تفضیل
الشیخین مین لکھتے ہین صفحہ ۲۲۲

قال ابن اسحق حدثنی محمد بن ابراهیم عن القاسم بن محمد ان رسول اللہ
قال حین سمع صوت تکبیر عمر فی الصلوۃ این ابوبکر یابی اللہ ذالک
والمسلمون فلولا مقالۃ قالها عمر عند وفاتہ لم یشک المسلمون
ان رسول اللہ قد استخلف ابابکر ولکنہ قال عند وفاتہ ان استخلف
فقد استخلف من هو خیر منی وان اترکهم فقد ترکهم من هو خیر
منی فعرف الناس ان رسول اللہ صلعم لم یستخلف احدا وکان عمر غیر متہم
علی ابی بکر۔

یعنی ابن اسحق محمد بن ابراہیم سے اور وہ قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہین کہ جب رسول اللہ
نے آواز تکبیر عمر سنا نماز مین تو فرمایا ابوبکر کہان ہین خدا بھی اس سے انکار کرتا ہے اور مسلمان
بھی پس اگر عمر اپنے مرنے سے پہلے نہ کہہ جاتے تو کسی مسلمان کو اس بات مین شک نہ ہوتا

کہ رسول اللہ ہی نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا مگر عمر نے اپنی وفات کے وقت یہ کہا کہ اگر خلیفہ کر جاؤں تو اوس شخص نے بھی خلیفہ کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھا۔ اگر چھوڑ دوں تو اوس شخص نے بھی چھوڑا ہے جو مجھ سے بہتر تھا تب لوگوں نے جانا کہ رسول اللہ ص نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور عمر غیر متہم تھے دربارۂ ابوبکر۔

اب بتائیے اس سے بڑھکر کیا تدلیس ہو سکتی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ابوبکر صاحب نے اس دھوکے میں رکھا کہ آپ بحکم رسول خلیفہ ہوئے۔ اور اسی کا نام تدلیس ہے کہ اس طرح روایت کرے جس سے معلوم ہو کہ اصل شخص سے اس نے سنا ہے۔

مدلیس فی الروایت کا تو صرف ایک شخص پر یا اوس سے سننے والے پر اثر ہوتا ہے اور یہ وہ تدلیس ہے جسکی کوئی حد ہی نہیں کیونکہ بارہ برس تک سارے مسلمان بہ استثنا ے مخصوص اشخاص کے سب اسی دھوکے میں رہے کہ رسول اللہ صلعم نے انکو خلیفہ بنایا ہے۔ ادھر عمر صاحب نے یہ بھانڈا پھوڑا اور تمام عالم کو معلوم ہو گیا کوئی بھی رسول اللہ ص کا خلیفہ نہیں ہے۔ جسکا نتیجہ بھگتنا پڑا حضرت عثمان کو کہ جبتک وہ صحابہ کے ساتھ سلوک کرتے رہے سب موافق رہے۔ جب اونھوں نے اپنے کنبہ قبیلہ کی پرورش شروع کی سب بگڑ گئے تو حضرت عثمان کا خون بھی اصل میں حضرت عمر ہی کے سر ہے جنھوں نے یہ راز فاش کیا کہ رسول اللہ ص نے کسی کو بھی خلیفہ نہیں کیا ہے۔

تیسری تدلیس وہ ہے جو خلافت حضرت عمر میں کی گئی ملاحظہ ہو تاریخ طبری جلد ۴ صفحہ ۵۰ مقام خلافت عمری پہلے اس امر کو دیکھئے کہ حضرت عمر کی خلافت کی تجویز کس طرح ہوئی تاریخ طبری

قال اشرف ابوبکر علی الناس من کنیفة واسما بنت عمیس ممسکته موشومة الیدین وهو یقول اترضون بمن استخلف علیکم فانی والله ما الوت من جهد الرای ولا ولیت ذا قرابة وانی قد استخلفت عمر بن الخطاب فاسمعوا له واطیعوا فقالوا سمعنا واطعنا۔

ابوبکر نے سر نکالا پائخانہ سے طرف آدمیوں کے درحالیکہ انکی زوجہ اسما بنت عمیس جنکے دونوں ہاتھ رنگین تھے ان کو تھامے تھیں اور کہا کیا تم راضی ہو اوسپر جسکو میں نے

خلیفہ اپنا کیا قسم خدا کی میں نے نہ کتاہی کی جد رائے میں اور نہ کسی اپنے قرابت
والے کو خلیفہ کیا لیکن میں نے خلیفہ عمر بن الخطاب کو انکی باتیں سنو اور اُس کی
اطاعت کرو سب نے کہا سمعنا واطعنا۔

ناظرین کتب تواریخ سے معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر نے عمر صاحب کی خلافت
کا اعلان پاخانہ میں کیوں دیا مگر اور لوگوں کو شاید نہ معلوم ہو لہذا بتا دیا جاتا ہے کہ طلحہ
وزبیر جو حضرت ابوبکر کے داماد تھے وہ حضرت عمر کی خلافت کے خلاف تھے۔ لہذا
خلیفہ صاحب کو یہ فیصلہ پاخانہ میں جاکر کرنا پڑا کیونکہ وہ لوگ ہر وقت بستر ان کا گھیرے
رہتے تھے۔

تحریر وصیت نامہ خلافت عمری | اب اسکو سنیئے کہ ان کی خلافت کا پروانہ کیونکر لکھا گیا۔ اسی
طبری میں سے صفحہ قال دعا ابوبکر عثمان خالیا فقال لہ اکتب بسم اللہ الرحمن
الرحیم هذا ما عهد ابوبکر بن ابی قحافہ الی المسلمین اما بعد قال ثم اغمی
علیہ فذهب عنه فکتب عثمان اما بعد فانی قد استخلفت علیکم
عمر بن الخطاب ولم آلکم خیراً ثم افاق ابوبکر فقال اقرء علی فقرء علیہ
فکبر ابوبکر وقال اراک خفت ان یختلف الناس ان افتلتت نفسی فی
غشیتی قال نعم قال جزاک الله خیراً عن الاسلام واهله واقرها ابوبکر من هذا
الموضع۔

حضرت ابوبکر نے خفی عثمان کو بلوا بھیجا اور کہا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عہد نامہ ہے
ابوبکر کا طرف مسلمانوں کے اسکے بعد ابوبکر کو غش آگیا گویا کہ ان کی روح نے مفارقت
کی عثمان نے اسکے بعد لکھدیا (اپنے دل سے) کہ میں نے تمپر اپنا خلیفہ کیا عمر بن الخطاب
کو اور کبھی تمھاری خیرخواہی سے غافل نہ رہا۔ اسکے بعد ابوبکر کو افاقہ ہوا تو کہا پڑھکر سناؤ کیا
لکھا ہے عثمان نے سنا دیا تو ابوبکر نے عثمان سے روکر کہا معلوم ہوتا ہے تم ڈرے اس سے
کہ اگر بے نام لکھوائے ہم مرگئے تو لوگ بعد ہمارے اختلاف کرینگے (اسوجہ سے تم نے
نام لکھدیا) عثمان نے کہا ہاں ابوبکر نے دعا دی اور یہی وصیت نامہ بحال رکھا۔

اسکے ابوبکر صاحب سے توبیجہ ردی کی جائے کہ اپنے دل سے مقصود خلیفہ کو محمد بن
اور رسول اللہ کے ساتھ یہ بیوفائی کہ انکے وصیت نامہ لکھنے سے جا کو اپنا ن خلیفہ کہا جائے
اب سے کہنے خلافت نامہ مین جال ہوا نہین۔

اہتمام عمر در اشاعت وصیت ابوبکر جو وصیت نامہ اس شان سے لکھا گیا اسکی تعمیل مین
جو اہتمام حضرت عمر نے کیا ہے اب اسکو بھی ملاحظہ فرمایئے اسی تاریخ طبری مین ہے صفحہ

عن قیس قال رایت عمر بن الخطاب هو یجلس والناس معه وبیده جریدة
وهو یقول ایها الناس اسمعوا واطیعوا خلیفة رسول الله انه یقول انی لم آلکم
نصحا قال ومعه مولی لابی بکر یقال له شدید معه الصحیفة التی فیها
استخلاف عمر۔ قیس راوی ہے کہ دیکھا مین نے عمر بن الخطاب کو کہ بٹھاتے ہین اور
لوگ انکے ساتھ ہین اور عمر کے ہاتھ مین ایک جریدہ (ڈنڈا) ہے اور کہتے جاتے ہین ایہا
الناس سنو اور اطاعت کرو قول خلیفہ رسول اللہ کی جو کہتے ہین مین نے کبھی غفلت نہین
کی تمھاری خیرخواہی سے۔ اور انکے ساتھ ابوبکر کا غلام ہے جسکا نام شدید ہے جسکے ہاتھ
وہ پروانہ ہے جس مین خلافت عمر کو لکھا ہے۔

اور مسند امام احمد بن حنبل مطبوعہ مصر کی صفحہ مین یہ روایت اس طرح پر ہے عن قیس قال
رایت عمر وفی یده عسیب نخل وهو یجلس الناس ویقول اسمعوا لقول
خلیفة رسول الله فجاء مولی لابی بکر یقال له شدید بصحیفة فقرءها علی
الناس فقال یقول ابوبکر اسمعوا واطیعوا لمن فی هذه الصحیفة فوالله
ما الوتکم قال قیس فرایت عمر بعد ذلک علی المنبر۔

قیس کا بیان ہے کہ دیکھا مین نے عمر کو اور انکے ہاتھ مین خرما کی تازی شاخ تھی وہ لوگون کو
بٹھاتے تھے اور کہتے تھے سنو خلیفہ رسول کا قول اسکے بعد غلام ابوبکر جسکا نام شدید تھا
وہ صحیفہ لایا اور پڑھا لوگون پر پس کہا کہتے ہین ابوبکر سنو اور اطاعت کرو اسکی جس کا
نام اس صحیفہ مین ہے کہ قسم خدا کی کبھی مین نصیحت سے غافل نہ رہا۔ کہا قیس نے
اسکے بعد دیکھا عمر کو منبر پر۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے قصداً اس غلام کو اس کام کے لئے منتخب کیا جسکا نام شدید تھا کہ سبکو شدت اس خلافت کی پہلے ہی سے معلوم ہوجائے۔

اب بتایئے اس تدلیس کی کوئی حد ہے کہ صحابہ کرام سے بند لفافہ پر بیعت لی جاتی ہے اور اسکا نام رکھا جاتا ہے مسلمانوں کا اجماع۔ کیا اجماع کی یہی شان ہے۔

آہ کوئی بات بھی تو ان صحابہ کی ایسی نہین معلوم ہوتی جس مین ایمانداری کی بات ہو بلکہ جو کچھ ہے وہ خود غرضی اور خود مطلبی کیونکہ ابوبکر صاحب کی خلافت تو یون ہوئی تھی کہ رسول اللہ کا جنازہ چھوڑکر بیعت کی غرض سے سقیفہ مین گئے۔ عمر کی خلافت یون ہوئی کہ بند لفافہ پر بیعت لی گئی حالانکہ ہم روزانہ میونسپلٹی اور دسٹرکٹ بورڈ اور مبری کونسل وغیرہ کی کارروائیون مین دیکھتے ہین کہ انتخاب کے لئے ایک روز معین ہوتا ہے مستحقین کا مجمع ہوتا ہے رائے دہندگان کا الگ مجمع ہوتا ہے اور ایک شخص منتخب ہوتا ہے اگرچہ اومین بھی ہزارون قسم کی ترکیبین کی جاتی ہین مگر یہ سامان کسی مین نہین ہوتا کہ ایک شخص کا ایک نے ہاتھ پکڑ لیا اور بیعت ہوگئی۔

آخر مین جب اسمین ناکامیابی کی امید ہوئی تو یہ ترکیب کی گئی کہ بند لفافہ پر بیعت لی گئی اور اسپر کہا جاتا ہے کہ صحابہ مقتدائے امت تھے۔ امت کو انھین کی پیروی کا حکم تھا نتیجہ اسکا جو ہوا وہ معلوم ہے کہ کوئی محدث ایسا نہ رہا جسنے تدلیس نہ کیا ہو۔ کہ جتنی حدیثین انکی ہین سب غارت ہوین۔

خلیفہ اول و دوم نے بڑی چالاکی سے یہ ترکیب کی تھی مگر جس شخص کو خدا و رسول نے خلیفہ کیا تھا وہ فوراً سمجھ گیا کہ انکی ترکیب کیا ہے کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہے فخرج عمر بالکتاب واعلمہم فقالوا سمعاً وطاعۃ فقال لہ رجل ما فی الکتاب یا اباحفص قال لا ادری ولکنی اول من سمع واطاع قال لکنی واللہ ادری ما فیہ امرتہ عام اول وامرک العام ص۲۲

یعنی حضرت عمر جب فرمان ابوبکر لیکر آئے اور سب سے اقرار اطاعت لیچکے تو ایک

شخص نے کہا بتاؤ اس قربان مین کیا ہے عمر نے کہا ہم نہین جانتے (اس سے بڑھکر صریح جھوٹ کیا ہو سکتا ہے) تو اوس شخص نے کہا تم نہین جانتے تو ہم جانتے ہین جس سال تمنے اونکو خلیفہ بنایا اس سال اونھون نے تمکو خلیفہ بنایا۔

یہ نہ سمجھیے گا کہ جناب امیرؑ نے آج ہی یہ فرمایا ہو کہ جس سال تمنے خلیفہ بنایا اوس سال وہ خلیفہ بنا رہے ہین بلکہ جس روز ابوبکر کی خلافت قائم ہوئی اور جناب امیرؑ سے بیعت طلب کی گئی اوسی روز کہدیا تھا کہ یہ سب اسی واسطے ہو رہا ہے کہ خلافت تمکو لوٹ کر دے چنانچہ اوسی کتاب الامامۃ والسیاستہ مین ہے۔

فقال له عمر انك لست متروكا حتى تبايع فقال له علی احلب حلباً لك شطره وشد له اليوم يرده عليك غدا ثم قال والله يا عمر لا اقبل قولك ولا ابايعه فقال له ابوبكر فان لم تبايع فلا اكرهك ص۱۹

یعنی عمر نے کہا آپکی جان نہین چھوٹ سکتی جبتک بیعت نہ کیجیے جناب امیرؑ نے فرمایا ان دودہ لو تمھیں بھی تو اسکا حصہ ملیگا آج اوسکے لیے خلافت کو باندھو کل تو تمکو لوٹا ہی دینگے اے عمر قسم بخدا ہم نہ تیرا کہا مانینگے نہ ابوبکر کی بیعت کرینگے۔ ابوبکر نے کہا اگر بیعت نہین کرتے تو ہم مجبور بھی نہین کرتے۔

پھر بتایئے کیونکر نہ جناب امیرؑ اسکو سمجھ جاتے کہ عمر کا اس طرح بند لفافہ پر بیعت لینا کوئی خاص معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ یہی عمر ہین جنھون نے رسول اللہ صلعم کے وصیت نامہ کو اس جملہ سے روکا تھا کہ یہ مرد غلبہ درد سے ہذیان بک رہا ہے اور ہمارے پاس تو کتاب خدا ہے جو کافی ہے۔

تدلیس صحابی بہرحال ہماری غرض نہ بیان بحث خلافت کا طے کرنا ہے نہ یہ دکھانا کہ کیسی کیسی صریح بے ایمانیان کی گئین کہ حقدار محروم ہوا اور غیر حقدار نائز المرام۔ بلکہ صرف تدلیس صحابہ دکھانا ہے کہ کس طرح حضرت ابوبکر نے غیرون سے سُن سُن کر حدیثین جمع کین اور رسول اللہ صلعم کی طرف نسبت کی۔ اور اگر حضرت عمر نہ کہہ جاتے کہ رسول اللہ صلعم نے کسی کو خلیفہ نہین کیا تو کسی صحابی کو یہ معلوم نہوتا کہ رسول اللہ صلعم نے کسیکو خلیفہ نہین کیا

اب ہم عام طور پر صحابہ کی تدلیس دکھاتے ہین جنکا تعلق خلافت سے نہین ہے نہ کسی
امر دنیوی سے بلکہ عام طور سے صحابہ جو تدلیس کرتے تھے جسکا یہ نتیجہ ہو کہ کوئی محدث محدثین
اہلسنت سے تدلیس سے نہ بچا یہانتک کہ بخاری مسلم سب ہی مدلس نکلے ۔ لہذا
اب ہم خاص اوس مقدس صحابی کی تدلیس دکھاتے ہین جنکو کسی طرح کا تعلق بحیثیت
استحقاق خلافت سے نہ تھا وہ براء ابن عازب صحابی ہین جو قبیلہ انصار سے ہین وہ
فرماتے ہین ۔

عن ابی اسحق عن البراء قال ما کل ما نحدثکموہ عن رسول اللہ صلعم سمعنا
منه حدثنا اصحابنا وکان تشغلنا رعیۃ الابل صفحہ ۱۳۳ جلد اول اصابہ

یعنی ابو اسحق جنکی روایتین صحاح ستہ مین بھری ہوئی ہین براء ابن عازب صحابی سے
روایت کرتے ہین کہ ایسا نہین ہے جو کچھ روایتین ہم رسول اللہ صلعم سے بیان کرتے ہین
اون سبکو ہمنے سنا ہے رسول اللہ صلعم سے بلکہ بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ ہمارے اصحاب
نے بیان کیا اور ہم لوگ اونٹ کے چرانے مین مشغول رہا کرتے ۔

اب کسی کو اسمین عذر نہین ہو سکتا کہ تمام یا اکثر صحابہ مدلس تھے کیونکہ نحدثکموہ
سمعناہ ۔ حدثنا اصحابنا ۔ مین ضمیر جمع متکلم مع الغیر ہے جس سے اور لوگون کی
شرکت بھی معلوم ہوگی کہ اور صحابہ کا بھی یہی دستور تھا چنانچہ روایت سابق ابو بکر سے
معلوم ہو چکا ہے کہ اونھون نے اسی طرح غیرون سے سنکر جمع کیا تھا جسکو جلا دیا مگر براء
ابن عازب کیون ایسا کرنے لگے اون کا مطلب تو یہی تھا اس ذریعہ سے عزت پیدا کرین
آپ جانتے ہین براء ابن عازب کیسے صحابی ہین جنکی حدیث سے سب سے پہلے فضیلت
ابو بکر کی ابتدا کی گئی ہے اور صحیح بخاری مین ۵۰ حدیثین انکی درج ہین صفحہ ۹۰ مقدمہ
فتح الباری

پھر جب انکا یہ حال تھا کہ دوسرے لوگون سے سن سن کر حدیث کی روایت کیتے اور
قال رسول اللہ کہتے تو اب کون امام اہلحدیث اس صفت تدلیس سے بچ سکتا ہے ۔

خشت اول چون نہد معمار کج — تا ثریا می رود دیوار کج

صحابہ کی حدیثوں کی حالت اگر آپکو تحقیق ہو تو مولوی شبلی صاحب کی الفاروق کو دیکھئے لکھتے ہیں

فقد کان عمر بن الخطاب صاحب رسول اللہ۔ یامرهم ان یقلوا الروایة عن نبیهم ولئلا یشتغل بالاحادیث عن حفظ القرآن۔ عن قرظة بن کعب قال لما سیرنا عمر الی العراق مشی معنا عمر وقال اتدرون لم شیعتکم قالوا نعم مکرمة لنا۔ قال ومع ذلك فانکم تاتون اهل قریة لهم دوی بالقرآن کدوی النحل فلا تصدوهم بالاحادیث فتشغلوهم جردوا القرآن واقلوا الروایة عن رسول اللہ وانا شریککم فلما قدم قرظة قالوا حدثنا۔ فقال نهانا عمر۔ عن ابی سلمة عن ابی هریرة قلت له کنت تحدث فی زمان عمر هکذا فقال لو کنت احدث فی زمان عمر مثل ما احدثکم لضربنی بمخفقته۔ ان عمر حبس ثلثة ابن مسعود وابا الدرداء وابا مسعود الانصاری فقال قد اکثرتم الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی حضرت عمر اس ڈر سے کہ صحابہ آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں غلطی نہ کریں صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ رسول اللہ سے کم روایت کریں اور تاکہ لوگ حدیث میں مشغول ہو کر قرآن کے یاد کرنے سے غافل نہ ہو جائیں۔ قرظہ بن کعبؓ سے روایت ہے کہ جب عمرؓ نے ہمکو عراق پر روانہ کیا تو خود مشایعت کو نکلے اور کہا کہ تمکو معلوم ہے میں کیوں تمہارے ساتھ آیا ہوں؟ لوگوں نے کہا ہماری عزت بڑھانیکو، فرمایا کہ ہاں لیکن اسکے ساتھ یہ غرض بھی ہے کہ تم لوگ ایسے مقام میں جاتے ہو جہاں لوگوں کی شہد کی مکھی کی طرح قرآن پڑھنے میں گونج رہتی ہے۔ تو انکو حدیثوں میں پھنسا لینا، قرآن میں آمیزش نہ کرو اور رسول اللہ سے کم روایت کرو اور میں تمہارا شریک ہوں۔ پس جب قرظہ وہاں پہنچے تو لوگوں نے کہا کہ حدیث بیان کیجئے، انھوں نے کہا کہ عمرؓ نے ہمکو منع کیا ہے۔ ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ سے پوچھا کہ آپ عمر کے زمانے میں بھی اسی طرح حدیثیں روایت کیا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ اگر میں ایسا کرتا تو عمر مجھکو درے سے مارتے۔ حضرت عمر نے عبد اللہ بن مسعود و ابو درداء و ابو مسعود کو محبوس کیا اور کہا کہ تم لوگوں نے آنحضرتؐ سے بہت حدیثیں روایت کرنی شروع کیں۔

سند دارمی میں قرظہ بن کعب کی روایت کو نقل کرکے لکھا ہے کہ حضرت عمر کا یہ مطلب تھا کہ غزوات کے متعلق کم روایت کی جائے اس سے فرائض اور سنن مقصود نہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب ازی کے قول کو نقل کرکے لکھتے ہیں میرے نزدیک آنحضرتؐ کے شمائل اور عادات کی حدیثیں مراد ہیں

کیونکہ ان سے کوئی غرض شرعی متعلق نہین یا وہ محدثین مقصود ہین جنکا حفظ و ضبط ہین کافی
اہتمام نہین کیا گیا ۔ صفحہ ۲۳۳ جلد دوم

جس سے یہ تو یقیناً معلوم ہوا کہ حدیث رسول اللہ مین صحابہ ایسی بے عنوانی کرتے تھے کہ قید
کی نوبت آتی اور قید سے جب چھوٹتے تو پھر وہی بے تکی ہانکا کیے تو اب اونکے تابعین اور محدثین
کے افترا و تدلیس مین کیا شبہہ ہو سکتا ہے ۔

اب ہم اس جلد رابع کشف الظلمات کو ہمین تمام کرتے ہین اور خود مخاطب کے اس فقرہ کو یاد کراتے
ہین جو اونھون نے اسی تدلیس کے متعلق سبط ابن جوزی کا کلام نقل کیا ہے ۔

ابن جوزی تدلیس کو روایت مین اسقدر قبیح اور شنیع سمجھتے ہین کہ وہ تلبیس ابلیس مین لکھتے
ہین ومن تلبیس ابلیس علی علماء المحدثین روایۃ الحدیث الموضوع من غیر ان
یبینوا انہ موضوع وھذا خیانۃ منہم علی الشرع ومقصودھم تنفیق احادیثھم
وکثرۃ روایاتہم وقد قال النبی من روی عنی حدیثا یری انہ کذب فھو احد
الکاذبین ومن ھذا الفن تدلیسہم فی الروایۃ فتارۃ یقول احدھم فلان
عن فلان او قال فلان عن فلان یوھم انہ سمع منہ ولم یسمع وھذا قبیح
لانہ یجعل المنقطع فی مرتبۃ المتصل ۔ انتہی

یعنی علماے محدثین کو ابلیس حدیث موضوع کی روایت کرنے مین یہ دھوکا دیتا ہے کہ وہ یہ بیان
نہین کرتے کہ یہ حدیث موضوع ہے حالانکہ یہ بات اونکی شرع مین خیانت ہے اور اون کا اپنی احادیث
کا جاری کرنا اور کثرت سے روایات ہونا مقصود ہوتا ہے اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص
میری طرف سے کوئی حدیث روایت کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ وہ حدیث جھوٹی ہے تو وہ
خود بھی جھوٹون مین کا ایک جھوٹا ہے ۔ اور فن حدیث مین روایت کی تدلیس یہ ہے کہ راوی
یہ کہے کہ فلان نے فلان سے یا فلان نے کہا فلان سے جس سے وہم دلاتا ہے کہ فلان نے
فلان سے سنا حالانکہ نہین سنا ہے تو یہ بہت بری بات ہے ۔ اسلئے کہ راوی منقطع کو (جس کا
راوی بیچ مین سے چھوٹا ہو) متصل کے (جس کے راوی برابر مسلسل ہون) برابر کرنا چاہتا ہے
انتہی ۔ صفحہ ۲۲۳

جس سے معلوم ہوا کہ تدلیس ایسی صفت ہے جس سے شرع میں خیانت ہوتی ہے۔
تو اب بتایئے کون صحابی کون تابعی کون محدث اس صفت سے بچا رہا جو عطیہ عوفی کی روایت
نہ قبول کی جائے۔ حالانکہ اوسکی روایت ترمذی میں موجود ہے۔
اسکے بعد جلد پنجم میں محمد بن سائب کلبی کی جرح و قدح بیان کی جائیگی جس سے معلوم ہوگا
کہ مذہب اہلسنت کا کوئی عالم یا کوئی محدث ایسا نہیں گذرا ہے جسکا سلسلہ ان تک نہ پہنچا
اور حسب تحقیقات اہلسنت یہ باقی تھا۔ اسی لئے اس حصہ کو علیحدہ کر دیا کہ معلوم ہو
اہلسنت جو یہ الزام دیتے ہیں کہ مذہب شیعہ کا موجد عبد اللہ بن سبا تھا وہ کہاں تک
درست ہے۔ والحمد للہ علی احقاق الحق وابطال الباطل
والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الاواخر
والاوائل محمد وآلہ
الاطائب
والاکامل

ایک حیرت انگیز ترقی

کارخانہ معدن الادویہ نے جو بسرپرستی ارسطوزمان حکیم سید فضل علی صاحب تھوڑے عرصہ سے
جاری ہوا ہے اور ابتک اشتہاری دنیا مین تجربہ ہے مگر کوئی گوشہ ہندوستان مین ایسا نہین ہو جہان اسکی
نایاب اور تیر بہدف فائدہ رسان دوائیان پہنچی ہون اور بیشمار سرٹیفکٹ نہ پائے ہون۔ دنیا پر ظاہر کردیا گیا کہ
طبی اور ملکی خدمت کیواسطے کارخانہ اپنی نظیر آپ ہے ہم اپنی تعریف کرنا پسند نہین کرتے براہ کرم امتحان فرمایئے۔
تمام قسم کی تازہ مفرد دوائیان اور اصلی مرکبات سر سے پا تک کے امراض کیواسطے نایاب [illegible] مثل علاج عرق معالج
شربت مسہل سفوف ہر قسم کے اعلی درجہ کے مربے اچار چٹنی کچھ زعفرانی نہایت لذیذ مشک عنبر زعفران معدنیات
محلول وغیرہ محلول نہایت ہی اعلی جواہر مہرے کشتہ جات طلا و نقرہ وغیرہ ہر وقت تیار رہتے ہین۔ دوا خانہ شب
و روز کھلا رہتا ہے۔ نسخہ جات فرمائش پر نہایت احتیاط سے تیار کرکے روانہ کئے جاتے ہین مریضونکو بلا فیس مشورہ
جناب حکیم صاحب موصوف مشورہ دیا جاتا ہے۔ فہرستین طلب فرمایئے جو بلا قیمت روانہ ہونگی جس طرح تمام
ہندوستان مین اس کے تحفہ یعنی تمام میوہ جات کے اصلی اور خوش ذائقہ شربتون نے دھوم کر دی
تحفہ جات سراسر نہایت فائدہ مند اور خوش ذائقہ حسب ذیل تیار ہین۔

حلوائی بیضہ نہایت نفیس نہایت مقوی خاص قوت کیواسطے فی سیر عہ **حلوائی** فلفل جو قوت مین اپنی آپ
مثل ہو نہایت لذیذ فی سیر عہ **حلوائی** گزر قلب والا گرم مزاجون کو بیحد مفید اور قوت خاص کیلئے بیحد مفید فی سیر
حلوائی گزر میوہ والا نہایت لذیذ نہایت مقوی فی سیر عہ **ماء اللحم** انگوری دو آتشہ جو تین سال سے
شہرت حاصل کرچکا ہے بیحد قوت دینے والا قسم اول فی بوتل عہ **ماء اللحم** عنبری اعلی قسم کا جس مین مشک
عنبر گوشت ماہی ماہی شیر وغیرہ شامل ہو نسخہ کلان فی بوتل عہ **روغن** گیسو دراز نہایت مقوی دماغ
وحافظہ بال بڑھانے والا فی شیشی عـ۸
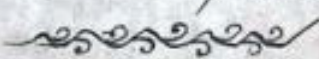
المشتہر

حکیم سید محمد قاسم و حکیم سید محمد عباس منیجر کارخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

یادگار فرار ایڈیٹر النجم

۲۹ ربیع الثانی

پہلا فرار تو آپ اصلاح ۲۳ مین دیکھ چکے کہ ماہ شوال ۱۳۳۲ھ مین انکو تین مہینے کی مہلت دی گئی تھی
کہ وہ جب جی چاہے اس مہینے مین آکر مناظرہ کرین جسپر ایڈیٹر النجم نے ۲ ماہ کی اور مہلت مانگی۔ اور بلا مشورہ واطلاع
۲۰ ربیع الاول تاریخ مناظرہ مقرر کی۔ مگر بجائے کھجوہ کے فیض آباد چلے گئے اور وہان سے قاصد
بھیجا کہ کھانے پینے کا کیا انتظام ہوگا یہان سے لکھا گیا کہ انتظام قیام وطعام میرے متعلق ہوگا مگر نہ آئے
دوسرا فرار یون ہوا کہ بلا اطلاع ومشورہ میرے نہایت رازداری سے تاریخ مناظرہ ۲۰ ربیع
الثانی مقرر کی۔ اور بجائے کھجوہ سیوان سب ڈویژن مین مناظرہ کیلئے اکراف گئے جسپر [illegible]
بہت سی تحریرین ہوئین کہ معاہدہ کھجوہ کا ہے آپ کھجوہ تشریف لائے کھانے پینے کا انتظام [illegible]
ہے مگر وہ آخر نہ آئے۔ تب برادرم محمد حیدر سلمہ ایڈیٹر الشمس کو بھیجا کہ جاکر بلا لاؤ۔ مگر نہ آئے [illegible]
برادرم سلمہ نے کہا اچھا ہم ہی سے مناظرہ شروع کیجئے مگر انکار کیا۔
۲۰ کو جب مین پہونچا تو معلوم ہوا کہ وہ شب ہی کو چلے گئے۔ جسکی تفصیلی حالت اسی [illegible] مین [illegible]
اس جیتال پریشانی کی یادگار مین حسب ذیل رعایتین دی جاتی ہین جو آخری رعایت [illegible]

(۱) اصلاح والشمس کے خریدار سے بجائے [illegible] کے تین روپیہ لیا جائیگا } اگر صرف ایک سال
(۲) اصلاح والشمس اور شیعہ کے خریدارون سے بجائے [illegible] کے پانچ روپیہ لیا جائیگا

(۳) عقل وتہذیب اہلحدیث۔ ارسال الیدین۔ النار الموقدہ۔ امتحان اہل قرآن۔ قول فصل
اظہار حق وبیان حال [illegible] صرف [illegible] مین ملیگا علاوہ محصول ڈاک

(۴) اصلاح کی پرانی جلدین انکے غیر مسلسل نمبر [illegible] پائی کے ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہونگے
صرف محصول ڈاک لیا جائیگا

الشمس جلد اول نہایت مکمل موجود ہے باستثناء جلد دوم قیمت [illegible] علاوہ محصول
کل جلدون کے خریدارون کو الشمس ایک سال مفت ملیگا۔

المشتہر

ایڈیٹر اصلاح کھجوہ ڈاکخانہ بازار مندی ضلع سارن

سید ظہیر حسین [illegible]